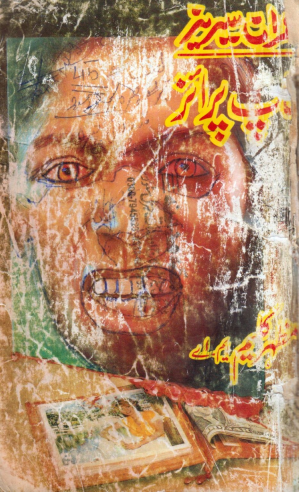


سلاطین

پہلا

مظاہر کا



جلال پور پیر والہ سے محترمہ نازیہ کریم صاحبہ لکھتی ہیں: میں ابھی طالبہ ہوں لیکن میرا ارادہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد سیکرٹ سروس یا انٹیلی جنس جائزہ کرنے کا ہے کیونکہ میں بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرح ملک و قوم کی خدمت کرنا چاہتی ہوں۔ مگر مجھے ایسے اداروں کے پتے معلوم نہیں ہیں آپ برائے کرم مجھے ایسے اداروں کے پتے بتادیں تاکہ میں اس سلسلے میں ان سے رابطہ قائم کر سکوں اور یہ بھی بتادیں کہ کیا واقعی عمران اور اس کے ساتھی سیکرٹ سروس کے رکن ہیں یا صرف آپ کے ناولوں کے ہی کردار ہیں۔

”محترمہ نازیہ کریم صاحبہ! خط لکھنے کا شکریہ۔ جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کا تعلق ہے وہ واقعی پاکشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ آپ ان کے کارنامے بھی پڑھتی رہتی ہیں۔ جہاں تک آپ کا عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرح ملک و قوم کی خدمت کرنے کا جذبہ ہے تو یہ جذبہ واقعی لائق تحسین ہے۔ آپ ابھی طالب علم ہیں اس لئے آپ کی پہلی ترجیح حصول علم ہی ہونی چاہیے۔ سائنس یا آرٹ جو بھی آپ کا شعبہ ہو، اس میں محنت اور لگن سے ہی آپ نمایاں مقام حاصل کر سکتی ہیں اور جب کوئی اپنے شعبے میں نمایاں مقام حاصل کر لیتا ہے تو سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس جیسے ادارے خود ہی ان سے رابطہ قائم کر لیتے ہیں اس لئے آپ فی الحال اپنی تعلیم پر پوری توجہ دیں اور کوشش کریں کہ آپ تعلیم میں انتہائی نمایاں مقام حاصل کر سکیں۔ یہ بھی ملک و قوم کی ایک بڑی خدمت ہی ہے۔“ اب اجازت دیجئے۔

وَالسَّلَام
منظہر کلیم ایم۔ اے

سویٹل: 09/17/05
عمران نے کارہوٹل شیرٹن کی پارکنگ میں روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ اطمینان سے قدم بڑھاتا ہوٹل کے مال کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران کے جسم پر اس وقت گہرے نیلے رنگ کا ایک قیمتی سوٹ تھا۔ پاؤں میں کرا میپ سول کے انتہائی قیمتی جوتے تھے۔ پہرے پر بھی حاققوں کی جلوہ گری کی بجائے ہلکی سی سنجیدگی موجود تھی۔ ہوٹل کے گیٹ کے باہر دو بادردی دربان موجود تھے۔ انہوں نے پہلے تو عمران کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا دوسرے لمحے انہوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور دروازہ کھول دیا۔ عمران سر کو ذرا سا خم دے کر آگے بڑھتا گیا۔ اور دربانوں کی آنکھوں میں موجود حیرت عمران کے اس انداز پر کچھ اور بڑھ گئی۔ عمران چونکہ اکثر اس ہوٹل میں آتا جاتا رہتا تھا۔ اس لئے یہاں کا سارا عملہ اُسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اور ظاہر ہے عمران اپنی حاققوں اور

اوٹ پٹانگ لباس کی وجہ سے ہی مشہور تھا۔ لیکن اس وقت عمران کو بالکل ہی مختلف روپ میں دیکھ کر انہوں نے حیران ہونا ہی تھا۔ اور پھر عمران کا رویہ بھی بدل ہوا تھا۔ ورنہ ظاہر ہے وہ اس طرح خاموشی سے اندر کیسے چلا جاتا اور کچھ نہیں تو دربانوں سے مصافحہ تو ضرور کرتا۔

”ادہ عمران صحت آپ“۔۔۔ دروازے کے قریب ہی موجود سپروائزر نے عمران کو دیکھتے ہی چونک کر کہا۔

”ادہ عمران نہیں علی عمران“۔۔۔ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور آگے بڑھتا گیا۔ دربانوں کی طرح سپروائزر بھی حیرت سے کندھے اچکاتا رہ گیا۔ ہال کے ایک کونے میں موجود میز کے گرد ایک سرخ و سپید چہرے والا بوڑھا آدمی اور اس کے ساتھ ہی ایک بھاری جنم کی ادھیڑ عمر عورت اور ایک خوب صورت اور نوجوان مقامی لڑکی موجود تھیں۔ وہ تینوں آپس میں باتیں کرنے اور لیمن جو کس سپ کرنے میں مصروف تھے۔ لباس اور رکھ رکھاؤ سے وہ کسی اعلیٰ خاندان کے فرد دکھائی دے رہے تھے۔

”مداخلت کی معافی چاہتا ہوں۔ مجھے علی عمران کہتے ہیں“۔۔۔ عمران نے میز کے قریب جا کر انتہائی بااخلاق لہجے میں کہا۔ اور وہ تینوں چونک کر اُسے دیکھنے لگے۔ اور دوسرے لمحے ان بیٹوں کی آنکھوں میں اس کے لئے پسندیدگی کے جذبات ابھر گئے۔

”ادہ۔ عمران بیٹے تم میرا نام نواب ارشاد حسین ہے۔ یہ میری بیگم ہیں اور یہ اکلوتی بیٹی عرشہ۔ اور بیگم یہ سررحمان کا اکلوتا بیٹا علی عمران ہے“۔۔۔ ادھیڑ عمر نے کمری سے اٹھتے ہوئے باقاعدہ عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے تعارف کی رسم ادا کرتے ہوئے کہا۔

”جیتے رہو بیٹے“۔۔۔ بیگم نواب ارشاد حسین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ جب کہ عرشہ نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ ”بیٹھو بیٹے۔ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے“۔۔۔ نواب ارشاد حسین نے کہا۔

”جی شکریہ۔ میرا خیال ہے میں لیٹ نہیں ہوا“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ایک خالی کمری پر نواب ارشاد حسین کے قریب بیٹھ گیا۔

”نہیں۔ تم صبح وقت پر آئے ہو۔ اور مجھے وقت کی پابندی بحال بے حد پسند ہے۔ کیا پینا پسند کر دگے“۔۔۔ نواب ارشاد حسین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ جیسے بزرگ جو بھی پلائیں گے وہ میرے لئے متبرک ہوگا“۔۔۔ ان نے بڑے خلیق لہجے میں کہا اور نواب ارشاد حسین نے مسکراتے ہوئے قریب موجود ویٹر کو لیمن جو کس لانے کا آرڈر دے دیا۔ ”بیٹے۔ میں نے سنا ہے تم نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے“۔۔۔ بیگم صاحبہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم۔ اے۔ ایس۔ سی

ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن اگر اسے گستاخی نہ سمجھا جائے تو یہ ضرور عرض کر دوں گا کہ آپ کے وہاں جلنے سے ہی اس کی خوب صورتی مکمل ہوگی۔“

عمران نے کہا اور عرشہ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”پھر ایسا ہے صاحبزادے کہ تم عرشہ کو روزگارڈن دکھا لاؤ گے تب تک ڈنر کا وقت ہو جائے گا۔ پھر ڈنر اکٹھا کریں گے۔“

نواب صاحب نے فوراً ہی کہا۔

”ذہے نصیب آیتے مس عرشہ ارشاد۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔“ عرشہ نے فوراً ہی کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اجازت ہے انکل۔ اجازت ہے آنٹی۔“ عمران نے کہا۔

وہ واقعی اس وقت مجسم اخلاق بنا ہوا تھا۔

”اوہ۔ ضرور ضرور بیٹے۔“ ان دونوں نے بیک وقت کہا۔

”آیتے مس عرشہ ارشاد۔“ عمران نے سینے پر ایک ہاتھ رکھ کر ذرا سا جھکتے اور دوسرے ہاتھ سے دروازے کی طرف چلنے

کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔“ عرشہ نے کہا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ

گئی۔ عمران اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی نئی سفید مرستیز تیزی سے سڑک

پھسلتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔

”کس قدر خوب صورت اور شاندار کار ہے۔ ایسا ماڈل تو میں

گریٹ لینڈ میں بھی نہیں دیکھا۔“ عرشہ نے تحسین آمیز نظروں سے کار کو بخور دیکھتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔“ مجھے دراصل خوب صورت اور جدید ماڈل کی اعلیٰ

کاریں رکھنے کا شوق ہے۔ یہ خصوصی آرڈر پر تیار کرائی گئی ہے۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عرشہ نے سر ہلادیا۔

”عمران صاحب۔ انکل رحمن بتا رہے تھے کہ آپ سروس کرنا

پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ میرا خیال ہے۔ سائنس میں اس

قدر اعلیٰ تعلیم کے بعد آپ کو اٹھیمک انرجی کمیشن میں کسی اعلیٰ عہدے

پر ہونا چاہیے۔“ عرشہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونا تو چاہیے تھا مس عرشہ ارشاد۔ دراصل مجھے سروس

فطری طور پر پسند نہیں ہے۔ ویسے میں نے ذاتی لیبارٹری بنائی

ہوئی ہے۔ اور آپ یقیناً یہ سن کر حیران ہوں گی کہ ایکرمیا اور

ردسیاہ کے بڑے بڑے سائنسدان اس لیبارٹری کو دیکھ کر

انگشت بدندان رہ جاتے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ بہت خوب۔ لیکن یہ آپ مجھے مس عرشہ ارشاد کیوں

کہتے ہیں صرف عرشہ کہتے ناں۔“ عرشہ نے اس بار

قدرے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

”اصل میں مجھے لڑکیوں کا ڈبل نام بولنا بے حد پسند ہے ویسے

آپ کا نام بے حد خوب صورت ہے۔ آنٹی نے رکھا ہے یا انکل نے۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ڈیڑی نے رکھا ہے۔ اور ویسے می کو بھی بے حد پسند ہے۔“

آپ کا نام بھی بے حد خوب صورت ہے۔ عرشہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ ویسے مطلب میرے خیال میں ایک جیسا ہی ہے۔ علی بھی بلند کو کہتے ہیں اور عرش تو ہے ہی بلند۔“ عمران نے کہا اور عرشہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کے چہرے پر واقعی گلاب کھلے ہوئے تھے۔

”آپ انتہائی دلکش گفتگو کرتے ہیں۔ مجھے آپ سے مل کر واقعی دلی مسرت ہوئی ہے۔“ عرشہ نے اس بار خلصے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”لیکن ظاہر ہے اس میں آپ جیسی دلکشی بہر حال موجود نہ ہوگی۔ آپ کا کیمرج میں کون سا سبجیکٹ ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوشیا لوجی میں ایم۔ اے کمزور ہی ہوں۔“ عرشہ نے جواب دیا۔

”اُدھ۔ ویسے گڈ۔ کیا حسن اتفاق ہے۔ سوشیا لوجی کو ہی عملیاتی بھی کہتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اُدھ، بہت خوب۔ واقعی بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے ہمارے ستارے ملتے ہیں۔“ عرشہ نے پھول کی طرح کھلتے ہوئے کہا۔

”ستاروں کا علم تو مجھے نہیں آتا۔ البتہ میں نے سنا ہوا ہے کہ ایک جیسے معنی کے ناموں کے ستارے بھی ایک جیسے ہی ہوتے

ہیں۔“ عمران نے کہا۔ اور عرشہ نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ عمران کی بات پر تہہ دل سے ایمان لے آئی ہو۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے کارڈ روز گارڈن کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی۔ وہاں اس وقت رنگین آنچلوں اور خوب صورت اور قیمتی سوٹوں کا خاصہ رشتہ تھا۔ عمران نے کارڈ ایک سائٹ پر رسی اور پھر نیچے اتر کر اس نے جلدی سے گھوم کر دوسری طرف بیٹھی ہوئی عرشہ کی سائٹ کا دوازدہ کھول دیا۔ اور عرشہ شکریہ کہہ کر نیچے اتر دی۔ اور پھر وہ دونوں اس خوب صورت گارڈن کی سیر کرنے والوں میں شامل ہو گئے۔ گودیاں خاصی خوبصورت لڑکیاں اور وجہہ مرد موجود تھے۔ لیکن ان دونوں کو جو بھی دیکھتا بس دیکھتا ہی رہ جاتا۔ عرشہ نہ صرف خوب صورت تھی اور اس کا لباس نفاست اور ذوق کا بہترین آئینہ دار بھی لگ رہا تھا۔ بلکہ اس کے چہرے پر اس وقت جو مسرت تھی اس نے اس کے چہرے کو اس طرح جگمگا دیا تھا کہ جو بھی اس کے چہرے پر نظر ڈالتا۔ بس دیکھتا ہی رہ جاتا۔ ادھر عمران کے چہرے پر موجود ہلکی سی سنجیدگی اور جسم پر بہترین تراش کے قیمتی سوٹ نے اس کی وجاہت میں اس قدر اضافہ کر دیا تھا کہ عورتیں اسے دیکھتے ہی بے اختیار کھنڈی سانسیں بھرنے لگتیں۔

وہ دونوں ہلکی ہلکی باتیں کرتے ہوئے روز گارڈن کی سیر کرتے رہے۔ اس گارڈن میں واقعی دنیا کے بہترین گلابوں کی کیا باریاں تھیں۔ اور موسم ایسا تھا کہ تمام گلاب کھلے ہوئے تھے۔ پورا ماحول

دیسی گلابوں کی خوشبو سے محط پر رہا تھا۔

"بہت خوب صورت عمران صاحب۔ ایسا روزگار ڈن واقعی پوری دنیا میں اور کہیں نہیں ہو سکتا۔ میں آپ کی بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس خوب صورت باغ کی سیر کرائی ہے۔" عرشہ نے مسکراتے ہوئے اور انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔ "باغ تو جو خوب صورت ہے سو ہے۔ لیکن اصل میں آپ کے یہاں آنے کی وجہ سے اس کی خوب صورتی دو بالا ہو گئی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور عرشہ کا مسرت سے جھگمگانا ہوا چہرہ اور زیادہ جھگمگانے لگا۔

روزگار ڈن کے خوب صورت ادین اترے کیفے میں بیٹھ کر انہوں نے ملٹی کلر ٹشو پیپر پر لپٹی کھنڈے مشروب کی بوتلیں پیں اور پھر عمران عرشہ کو ساتھ لیے دوبارہ ہوٹل کی طرف بڑھنے لگا۔ "عمران صاحب۔ آپ ہمارے ساتھ گریٹ لینڈ جائیں گے۔" عرشہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کی دعوت رد کر کے میں گنہگار تو نہیں ہونا چاہتا۔ لیکن فی الحال ایک ضروری کام کی وجہ سے ایسا ممکن نہیں ہے۔ البتہ یہ وعدہ دیا کہ پہلی ہی فرصت میں حرمِ ناز میں حاضری دوں گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہم آپ کا شدت سے انتظار کریں گے۔ پلینز عمران صاحب۔ آپ ضرور آئیں۔" عرشہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "جی ضرور۔ پہلے ہی وعدہ کر چکا ہوں اور وعدہ نبھانا بھی جانتا۔"

ہوں۔" عمران نے کہا اور عرشہ نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

ہوٹل پہنچ کر عمران نے نواب ارشاد حسین ان کی بگیم اور عرشہ کے ساتھ پرتکلف ڈنر کیا۔

"عمران بیٹے میری طرف سے تمہیں دعوت ہے کہ تم گریٹ لینڈ ہمارے پاس ضرور آؤ۔" نواب ارشاد حسین نے کہا۔

"جی شکریہ۔ ضرور حاضر ہوں گا۔ مس عرشہ پہلے ہی مجھے دعوت دے چکی ہیں۔ اور میں ان کی دعوت قبول کر چکا ہوں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور عرشہ مسکراتے لگی۔ اس کی آنکھوں میں ستارے رقصاں تھے۔

"اوہ۔ بہت خوب۔ ہم تمہارے منتظر ہیں گے۔" نواب صاحب نے کہا۔

"اب مجھے اجازت دیجیے۔" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر نواب صاحب سے مصافحہ اور بگیم کو آداب کرنے کے بعد اس نے عرشہ کو سر ملا کر سلام کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی خوب صورت کار تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی پہلے سے کہیں زیادہ ابھر آئی تھی۔ اُسے دیکھ کر کوئی مرحلے کی حد تک یقین نہ کر سکتا تھا کہ یہ وہی کھلنڈہ را اور شوخ عمران ہے جو ہر محفل کا روح رواں ہوتا ہے۔

وسیع و عریض اور شاندار انداز میں سجے ہوئے دفتر نما
کمرے میں ادنیٰ نشست کی دیوالنگ کمرے پر ایک بھاری چہرے
مگر محض وطنی ٹھوڑی والے بھاری تن و توش کا ادھیر عمر آدمی بیٹھا ایک
فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ وہ آدھے سر سے گنجا تھا۔
جب کہ باقی آدھے سر پر برف کی طرح سفید بال موجود تھے۔ اس
کی بھنویں۔ پلکیں اور مونچھیں بھی برف کی طرح سفید تھیں۔ لیکن اس
کا چہرہ دیکھ کر یہی اندازہ ہوتا تھا۔ کہ وہ ادھیر عمر آدمی ہے۔
آنکھوں میں سختی اور درشتی کے آثار نمایاں تھے۔ یہ کمرہ سٹائن تھا۔
ڈیپٹرن کارمن کی سیکورٹی ایجنسی روٹ کا چیف تھا۔ اس کے
سفید بالوں کی وجہ سے اسے ڈائٹ کمرہ سٹائن کہا جاتا تھا۔ وہ ڈیپٹرن
کارمن کا سب سے طاقتور اور بااثر شخص تھا۔ بظاہر تو ڈیپٹرن
کارمن میں عوام کی منتخب حکومت تھی لیکن اصل طاقت کا مالک

ڈائٹ کمرہ سٹائن ہی تھا۔ سیکورٹی ایجنسی روٹ کا اس نے پورے
ڈیپٹرن کارمن میں جال سا پھیلا رکھا تھا۔ اور مخالفوں سے نمٹنے
کے لئے اس نے کئی ایسے خفیہ مراکز قائم کر رکھے تھے۔ جہاں
لے جائے جانے والے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غائب ہو جاتے
تھے۔ وہ حد درجہ عیار۔ مکار۔ ظالم اور انتہائی سنگدل آدمی تھا۔
اس کا جاسوسی نظام اس قدر سخت اور فعال تھا کہ عام طور
پر یہی کہا جاتا تھا کہ ڈیپٹرن کارمن کے کسی گٹر کے اندر ریگنے
والے کیڑے کے ریگنے کی آواز بھی ڈائٹ کمرہ سٹائن کے کانوں
تک پہنچ جاتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ڈیپٹرن کارمن کا ہر شخص
ڈائٹ کمرہ سٹائن سے خوف زدہ رہتا تھا۔ ڈائٹ کمرہ سٹائن عام
طور پر کسی کے معاملات میں کوئی مداخلت نہ کرتا تھا۔ لیکن جہاں
اسے اپنے خلاف ہونے والی کسی سازش کا علم ہو جاتا یا اسے
معلوم ہوتا کہ اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی کی گئی ہے تو وہ
بھوکے عقاب کی طرح اس پر کھپٹ پڑتا۔ اور پھر آنا فانا وہ آدمی
گمردہ یا تنظیم موت کے گھاٹ اتار دیتے جاتے۔ سرکاری طور پر
وہ صدر مملکت کے تحت تھا۔ لیکن صدر بھی جانتے تھے کہ ڈائٹ
کمرہ سٹائن کس قدر طاقتور ہے۔ اس لئے وہ بھی اس کی کسی
کارروائی پر کوئی لفظ منہ سے نہ نکالتے تھے۔ ڈائٹ کمرہ سٹائن
نے سیکورٹی ایجنسی روٹ کو دو واضح حصوں میں تقسیم کر رکھا
تھا۔ ایک کا نام بلیک روٹ تھا اور دوسرے حصے کا نام
ریڈ روٹ۔ ریڈ روٹ سرخ رنگ کی مخصوص یونیفارم میں ملبوس

رہتے۔ ان کے پاس موجود گاڑیوں کا رنگ بھی گہرا سرخ ہوتا تھا۔ اور اس پر روٹ کا مخصوص نشان موجود ہوتا تھا یہ مخصوص نشان ایک بہت بڑے اور خوف ناک اژدھا کے منہ میں پھنسی ہوئی ایک بے بس سی خون آلود چڑیا کا تھا۔ ریڈ روٹ کے پاس جدید ترین اسلحہ ہوتا تھا۔ اور لامحدود اختیارات بھی۔ یہی وجہ تھی کہ ریڈ روٹ کے سپاہی جنہیں عام طور پر روٹر کہا جاتا تھا۔ پورے ویسٹ کارمن میں دندناتے پھرتے رہتے تھے۔ اور لوگ شاید موت سے اس قدر نہ ڈرتے ہوں گے جس قدر روٹر سے ڈرتے تھے۔ ان کا ہر حکم بلاچوں و چمراں مانا جاتا تھا۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ تھی کہ روٹر جبراً ہمیشہ افراد کے معاملات میں نہ دخل دیتے تھے اور نہ ان کے آڈے آتے تھے۔ ان کا کام صرف ان لوگوں کی تلاش ہوتا تھا۔ جو ملک یا روٹ کے خلاف کام کرتے تھے۔ دائرہ کار سٹائن میں ہزار ہا برائیاں ہی لیکن ایک خوبی اس میں ایسی تھی کہ جس کی وجہ سے ہر شخص اس کی کھل کر تعریف کرتا تھا۔ اور وہ خوبی تھی حب الوطنی۔ وہ ویسٹ کارمن کے خلاف کسی قسم کی معمولی سی سازش بھی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اور ویسٹ کارمن کے مفادات کے خلاف ہونے والی ہر قسم کی کارروائی کو پہلی فرصت میں جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اپنا فرض منصبی سمجھتا تھا۔ دائرہ کار سٹائن نے ریڈ روٹ کو واضح طور پر یہ حکم دے رکھا تھا کہ کسی بھی حالت میں کسی شریف شہری مرد یا عورت کو ہرگز کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ البتہ مشکوک افراد اس لسٹ میں نہ آتے تھے۔

بہر حال ریڈ روٹ ایک لحاظ سے ویسٹ کارمن کے سیاہ و سفید کی مالک بنی ہوئی تھی۔ اس لحاظ سے دائرہ کار سٹائن پورے ملک کے لئے ڈکٹیٹر کا درجہ رکھتا تھا۔

میز پر مختلف رنگوں کے کئی فون رکھے ہوئے تھے۔ اچانک ایک سرخ رنگ کے فون سے مترنم گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ دائرہ کار سٹائن نے چونک کر اس فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔۔۔ چیف سپیکنگ۔۔۔" دائرہ کار سٹائن کا لہجہ غرامٹ آمیز تھا۔

"کم بول رہا ہوں باس۔ زیرو سیکشن نے اطلاع دی ہے کہ ٹاپ پرائز دینے والی کمیٹی کا چیئرمین لارڈ رابنسن سائنس میں ٹاپ پرائز کا فیصلہ گریٹ لینڈ کے مسلمان سائنسدان ڈاکٹر زبیری کے حق میں کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح آشربت کی بنا پر فیصلہ ڈاکٹر زبیری کے حق میں ہو جائے گا۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اُسے یہ بتا دیا گیا تھا کہ میں اس بار سائنس میں ٹاپ پرائز ویسٹ کارمن کے ڈاکٹر گراہم کے لئے چاہتا ہوں۔" دائرہ کار سٹائن نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"یس باس۔۔۔" کم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہو نہ ہو۔ پھر اس نے اس کے برخلاف بات کرنے کی جرأت کیسے کی ہے۔" دائرہ کار سٹائن کے لہجے میں غرامٹ

کا غصہ مزید بڑھ گیا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ کمیٹی کے آٹھ ممبروں میں سے چار نے حکم کے مطابق گراہم کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ جب کہ باقی چار خفیہ ممبران کا فیصلہ ڈاکٹر زبیری کے حق میں آیا ہے۔ اب اگر چیئر مین کا فیصلہ بھی ڈاکٹر زبیری کے حق میں ہو گیا تو پھر قانون کے مطابق ڈاکٹر زبیری کو ہی ٹاپ پرائز ملے گا۔" کم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسی سے میری بات کماؤ فون پر۔" ڈائٹ کم سٹائن نے سخت لہجے میں کہا اور ریپورر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

چند لمحوں بعد اسی سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور ڈائٹ کم سٹائن نے ہاتھ بڑھا کر ریپورر اٹھا لیا۔

"باس، چیئر مین لارڈ رابنسن فون پر ہیں۔" کم کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی ٹپ کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔۔۔ رابنسن سپیکنگ۔ کون صاحب ہیں۔" ایک خشک آواز سنائی دی۔ آواز سے معلوم ہوا تھا کہ بولنے والا نوجوان ہے۔

"کرسٹائن بول رہا ہوں چیف آف روٹ۔" کرسٹائن نے اس سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"جی فرمائیے۔" دوسری طرف سے اسی طرح خشک

لہجے میں کہا گیا۔

"لارڈ رابنسن۔ کیا آپ تک میرا پیغام نہیں پہنچا کہ اس سال سائنس میں ٹاپ پرائز میں دیسٹرن کارمن کے سائنسدان ڈاکٹر گراہم کے لئے چاہتا ہوں۔" ڈائٹ کم سٹائن نے خشک لہجے میں کہا۔

"پہنچا ہے۔ لیکن ٹاپ پرائز سائنس کے کسی ایسے موضوع کی اعلیٰ ترین ریسرچ پر دیا جاتا ہے جس سے پوری انسانیت کا مستقبل روشن ہو سکے۔ یہ پرائز کسی ایک آدمی کو خوش کرنے کے لئے نہیں دیا جاسکتا۔ ڈاکٹر گراہم نے انسانی ذہن پر قابل قدر ریسرچ کی ہے۔ لیکن اس سے زیادہ بہتر کام گریٹ لینڈ کے سائنسدان ڈاکٹر زبیری نے اسی موضوع پر کیا ہے۔ اور ان کی اس ریسرچ سے دکھی انسانیت کو بے پناہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے میں نے غیر جانبدارانہ طور پر ڈاکٹر زبیری کو اس بار سائنس کے ٹاپ پرائز کا حقدار سمجھا ہے۔ کمیٹی کے چار ممبروں نے بھی ڈاکٹر زبیری کا نام تجویز کیا ہے۔ اس لئے آئندہ میٹنگ میں ڈاکٹر زبیری کے حق میں اعلان جاری کر دیا جائے گا۔" لارڈ رابنسن نے انتہائی خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ "آئندہ میٹنگ کب ہو رہی ہے۔" کرسٹائن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"ایک ماہ بعد۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اور کسے۔" جیسے آپ مناسب سمجھیں میں نے بہر حال ایک

عمران نے اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں
مصرف تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے پہلے تو بڑا سامنے
بنایا پھر ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔
"کیا آپ بغیر گھنٹی بجائے فون نہیں کر سکتے؟" عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ضرور کر سکتا ہوں اگر تم ایسا فون ایجاد کرو ڈالو تو۔۔۔ دوسری
طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ اور عمران یہ آواز سنتے ہی چونک
کر سیدھا ہو گیا۔
"ارے ارے۔ کہیں میرے کان تو نہیں بچ رہے۔ یہ آواز تو
لارڈ رابنسن لاٹھی والے کی لگتی ہے۔" عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور دوسری طرف سے بولنے والا بے اختیار کھلکھلا
کر ہنس پڑا۔

خواہش ظاہر کی تھی۔" واسٹ کمر سٹائن نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کمر بیڈل دبا دیا۔
"یس باس۔۔۔ رابطہ ختم ہوتے ہی کمر کی آواز سنائی دی۔
"کمر۔ لارڈ رابنسن کی میں ایسی برین واشنگ چاہتا ہوں کہ
آئندہ میٹنگ میں وہ میرے حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہو جائے
واسٹ کمر سٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔
"یس باس۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔ دیے اگر آپ حکم دیں تو اس
کی جگہ ہم اپنا آدمی بھی رکھ سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے مستقل طور
پر۔۔۔ کمر نے جواب دیا۔

"نہیں۔ یہ ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے۔ معمولی سا شبہ
پوری دنیا کو چونکا سکتا ہے۔ اس طرح صورت حال ویسٹرن
کارمن کے خلاف بھی ہو سکتی ہے۔ صرف برین واشنگ ہی
کافی ہے۔ برین واشنگ کے اقدامات کی ساتھ ساتھ مجھے
اطلاع دیتے رہنا۔" کمر سٹائن نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔
"ہو نہ ہو مسلمان کو دے رہا ہے۔ پرائیوٹ نائنس۔ جب میں
نے کہہ دیا ہے کہ یہ ویسٹرن کارمن کو ملنا چاہیے تو ویسٹرن
کارمن کو ہی ملے گا یہ پرائیوٹ۔" واسٹ کمر سٹائن نے کہا۔
اور دوبارہ سامنے رکھی فائل کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس
کے چہرے پر موجود اطمینان بتا رہا تھا کہ اُسے پورا یقین ہے
کہ اس کے حکم کی حرف بحرف تعمیل ہوگی۔

"میں نے ہزار بار تم سے کہا ہے کہ ٹاپ پرائز لاٹری نہیں ہے لیکن تم ہر بار لاٹری کہہ دیتے ہو۔ سنو عمران میں نے تمہیں ایک خاص مقصد کے لئے فون کیا ہے۔" دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بات کرتے کرتے یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔

"خاص مقصد۔ ادا کیا۔ تم اس سال کا ٹاپ پرائز مجھے تو نہیں دے رہے۔ واہ پھر تو مزہ آجائے گا۔ لمبی چوڑی دولت بھی ساتھ مل جائے گی۔ کم از کم قرض خواہوں کی لسٹ میں ایک دو ناموں کی تو کمی ہو ہی جائے گی۔" عمران نے کہا اور ایک بار پھر لارڈ رابنس کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میری تو شدید خواہش ہے کہ میں ہر سال سائنس کا ٹاپ پرائز تمہیں دوں لیکن تم تو ہر بار میری بات رد کرتے ہو۔ بہر حال مسئلہ ٹاپ پرائز کا ہی ہے۔ اس بار سائنس میں ٹاپ پرائز کے لئے دو نام فائنل کمیٹی کے پاس پہنچے تھے۔ ایک ویسٹرن کارمن کے ڈاکٹر گمراہم کا اور دوسرا گریٹ لینڈ کے مسلمان سائنسدان ڈاکٹر زبیری کا۔ اب کمیٹی کے ممبرز کی حتمی رائے سامنے آگئی ہے۔ ظاہر چاروں ممبرز نے ڈاکٹر گمراہم کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ اور خفیہ چاروں

ممبرز نے ڈاکٹر زبیری کے حق میں۔ اس طرح ٹائی کی صورت پہلی بار سامنے آئی ہے۔ میرا مطلب ہے دونوں طرف سے ووٹ برابر ہو گئے۔ اس لحاظ سے قانون کے مطابق بحیثیت چیرمین میرا فیصلہ حتمی ہوگا۔ اور میں نے انتہائی غیر جانبداری سے فیصلہ کرتے ہوئے اپنا ووٹ ڈاکٹر زبیری کے حق میں کاسٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

اس لئے کہ ڈاکٹر زبیری نے ایک پاکیشیا نژاد لڑکی مس عرشیدہ کا ایسا کامیاب آپریشن کیا ہے جس نے انسانیت کی فلاح کے لئے انقلابی راہیں کھول دی ہیں۔ چنانچہ اس سال سائنس کا ٹاپ پرائز ڈاکٹر زبیری کے حق میں جاتا ہے۔ کمیٹی کی رسمی میٹنگ میں یہ بات ڈسکس ہوئی۔ فائنل میٹنگ آئندہ ماہ ہونے والی ہے۔" لارڈ رابنس نے تفصیلی بات کرتے ہوئے کہا۔

"ویرمی گڈ رابنس۔ تمہارے ٹرسٹ کی یہی بات تو مجھے پسند ہے کہ تم لوگ ٹاپ پرائز کا فیصلہ کرتے ہوئے مذہب اور رنگ و نسل کے بارے میں نہیں سوچتے۔ صرف کارکردگی کو جانچتے ہو۔ پھر تو مجھے ڈاکٹر زبیری کو یہ خوشخبری سنا دینی چاہیے۔ اور میں سمجھتا ہوں یہ اعزاز صرف ڈاکٹر زبیری کے لئے ہی نہیں ہوگا بلکہ پاکیشیا کے لئے بھی ہوگا کیونکہ بہر حال ڈاکٹر زبیری پاکیشیا کے ہی شہری ہیں۔" عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب لارڈ رابنس کو کیا بتاتا کہ جس آپریشن کی وجہ سے ڈاکٹر زبیری کو ٹاپ پرائز دیا جا رہا ہے۔ اس کی کامیابی میں اس کی کارگزاری کا بھی اہم حصہ ہے۔

"فائنل میٹنگ میں باقاعدہ اعلان سے پہلے تم میری کوئی بات کسی طرح بھی لیک آؤٹ نہیں کر دو گے۔ یہ ساری باتیں آف دی ریکارڈ ہیں۔ سمجھے۔" لارڈ رابنس نے سخت لہجے میں کہا۔

"ایک تو اس آف آن کے حکم نے عذاب میں ڈال رکھا ہے۔ جب بھی کوئی خوشخبری سننے کو ملتی ہے اُسے فوراً ہی آف آن کر

دیا جاتا ہے۔ — عمران نے منہ بند کرتے ہوئے کہا اور لارڈ رابنسن کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اب اصل بات سنو۔ تم ویسٹرن کارمن کی سیکورٹی ایجنسی روٹ کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو گے اس لئے اس کے متعلق تفصیل مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈاکٹر گرامم کا تعلق ویسٹرن کارمن سے ہے۔ روٹ کے چیف وائٹ کمرسٹائن نے مجھے اپنے خاص آدمی کے ذریعے پیغام بھیجا کہ اس بار رابنسن کا ٹاپ پرائز ڈاکٹر گرامم کو ملنا چاہیے۔ میں یہ پیغام سن کر خاموش ہو گیا۔ کیونکہ جتنی فیصلہ میرے اکیلے کے اختیار میں نہ تھا۔ لیکن تم جانتے ہو کہ ٹاپ پرائز کے بارے میں ہمارا ٹرسٹ کس قدر غیر جانبداری سے کام کرتا ہے۔ اس لئے میں نے اس بارے میں اپنی تحقیق جاری رکھی اور پھر غیر جانبداری سے فیصلہ کرتے ہوئے میرا ذاتی ووٹ ڈاکٹر زبیری کے حق میں گیا۔ لیکن میرا صرف ایک ووٹ تھا میں اکثریت پر تو بہر حال اثر انداز نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن جب کمیٹی کا فیصلہ آیا تو میرا ووٹ سب سے قیمتی حیثیت اختیار کر گیا۔ میں فیصلہ پہلے ہی کر چکا تھا۔ اس لئے رسمی میٹنگ کے دوران میں نے اس کا عندیہ بھی دے دیا۔ اس کے بعد مجھے وائٹ کمرسٹائن کا فون ملا۔ اور اس نے چھپے لفظوں میں دھمکی دی کہ اگر میں نے ڈاکٹر گرامم کے حق میں فیصلہ نہ دیا تو یہ بات میرے خلاف بھی جاسکتی ہے۔ تم جانتے ہو کہ وائٹ کمرسٹائن کس قدر طاقتور آدمی ہے۔ اور ٹاپ پرائز ٹرسٹ کی وسیع و عریض جائیداد جو پوری

دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور جس کی آمدن میں سے ٹاپ پرائز دیا جاتا ہے۔ اس کا زیادہ تر حصہ ویسٹرن کارمن میں ہے۔ اور ٹاپ پرائز کے دفاتر بھی ویسٹرن کارمن میں ہی ہیں۔ میں بھی زیادہ تر وہیں رہتا ہوں۔ گو میرے پاس پوری دنیا کے بڑے بڑے ممالک کی شہریت موجود ہے۔ لیکن کاروبار کی دیکھ بھال کے لئے میں نے اپنا ہیڈ کوارٹر ویسٹرن کارمن میں ہی بنا رکھا ہے۔ اس لئے میں دائرہ کمرسٹائن کی طاقت سے بھی بخوبی واقف ہوں۔ چنانچہ اس دھمکی کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ میں فوری طور پر روپوش ہو جاؤں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ روٹ بہر حال مجھے تلاش کر لے گی۔ اس کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ میرے خاص آدمی روٹ کے ہیڈ کوارٹر میں بھی موجود ہیں۔ اور ان میں سے ایک سے مجھے یہ اطلاع بھی مل گئی ہے۔ کہ وائٹ کمرسٹائن نے میری بمین واشنگ کا حکم دے دیا ہے۔ تاکہ میں اپنا ووٹ ہر صورت میں ڈاکٹر گرامم کے حق میں کاسٹ کر دوں۔ تم شاید اس بمین واشنگ کو نہ سمجھ سکو گے۔ اس لئے میں اس کی کھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ مجھ پر مسلسل قاتلانہ حملے ہو سکتے ہیں۔ میرے بیوی اور بچوں کو ہراساں کیا جاسکتا ہے۔ انہیں اغوا کیا جاسکتا ہے۔ میرے کاروبار کو تباہ کیا جاسکتا ہے۔ میرے رشتے داروں۔ عزیزوں اور دیگر متعلقہ افراد کو قتل کیا جاسکتا ہے۔ غرضیکہ ہر وہ کام ہو سکتا ہے جس سے میں دائرہ کمرسٹائن کی بات ماننے پر مجبور ہو جاؤں۔ — لارڈ رابنسن نے کہا اور عمران کے

چہرے پر اس کی باتیں سن سن کر سنجیدگی کی تہیں چڑھتی گئیں۔
 "ادہ۔ ویسی بیڑ۔ یہ تو انتہائی خطرناک قسم کی بلیک میلنگ
 ہے۔ ٹاپ پرائز کی پوری دنیا میں شہرت بھی اس لئے ہے کہ
 یہ انتہائی غیر جانبدارانہ طور پر دیا جاتا ہے۔ کیا تم اس سلسلہ
 میں حکومت و لیٹرن کا دمن سے کوئی بات نہیں کہہ سکتے۔"
 عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ سب دائٹ کمرسٹائن کے سامنے بے بس ہیں۔ دوسری
 بات یہ کہ و لیٹرن کا دمن کی حکومت بھی یہی چاہے گی کہ پرائز
 ڈاکٹر گراہم کو ہی ملے۔ اس طرح و لیٹرن کا دمن کی عزت بڑھے
 گی۔" لارڈ رابنسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ تم اعلان تک یہاں پاکیشیا میرے پاس
 آجاؤ۔ یہاں دائٹ کمرسٹائن کے ہاتھ نہیں پہنچ سکیں گے۔"
 عمران نے کہا۔

"صرف میرے روپوش ہو جانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔
 میرا کاروبار۔ میری جائیداد۔ میرے بیوی بچے۔ میرے عزیز
 رشتہ دار سب اس کے رحم و کرم پر ہوں گے۔" لارڈ
 رابنسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تم چاہتے کیا ہو۔ اگر ایسی صورت ہے تو پھر تم اس کی
 بات مان لو۔" عمران نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ بھی ناممکن ہے۔ میں اپنے آباؤ اجداد سے آنے والے
 اس ٹاپ پرائز کی اہمیت کو ختم نہیں کر سکتا۔ ایسی باتیں بھی

نہیں رہ سکتیں۔ ایک بار اگر یہ بات دنیا کی پولیس کے سامنے
 آگئی کہ ہم نے غیر جانبدارانہ طور پر نہیں بلکہ جانبدارانہ طور پر
 پرائز دیا ہے تو اس پرائز کی بین الاقوامی اہمیت ہمیشہ کے لئے
 ختم ہو کر رہ جائے گی۔ اور میں یہ بات کسی قیمت پر بھی برداشت
 نہیں کر سکتا۔ میں نے اس معاملے پر بہت غور کرنے کے بعد
 متہین فون کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم دنیا بھر کے سیکرٹ
 ایجنٹوں اور مجرموں کے خلاف کام کرتے رہتے ہو۔ متہین اچھی
 طرح معلوم ہے کہ آکسفورڈ میں تمہارے ساتھ رہتے ہوئے میں نے بھی
 کئی کیسز میں تمہارے ساتھ کام کیا تھا۔ گو اس کے بعد کاروباری
 زندگی میں داخل ہو جانے کی وجہ سے میں عملی طور پر تو اس
 فیلڈ سے کٹ گیا ہوں۔ لیکن ذہنی طور پر میں اس فیلڈ میں ہوں۔
 اس لئے میں نے اس بارے میں باقاعدہ ایک سیکشن قائم
 کر رکھا ہے جو مجھے برابر رپورٹیں بھیجواتا رہتا ہے۔ بہر حال کہنے
 کا مقصد یہ ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں معلومات حاصل
 ہیں۔ اور پھر تم میرے کلاس فیلو بھی ہو۔ اور دوست بھی۔ اور
 مجھے تم پر مکمل اعتماد بھی ہے۔ پھر جیسے کہ تم نے کہا ہے۔ کہ
 ڈاکٹر زبیری بہر حال پاکیشیا کے شہری ہیں۔ اس لئے تم اس
 معاملے میں ضرور دلچسپی لو گے۔" لارڈ رابنسن نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر زبیری کی بجائے اگر یہی بات ڈاکٹر گراہم کے حق میں
 جاری ہوتی تب بھی میں اس قسم کی بلیک میلنگ برداشت

نہیں کر سکتا۔ اور اب تو اگر غیر جانبدارانہ طور پر ڈاکٹر زبیری کے حق میں فیصلہ جاری رہا ہے تو پھر یہ انعام ڈاکٹر زبیری کا حق ہے۔ اور حقدار کو اس کا حق بہر صورت ملنا چاہیے۔ ویسے ذاتی طور پر بھی مجھے معلوم ہے کہ ڈاکٹر گرامم سے انسانی ذہن پر ریسرچ میں ڈاکٹر زبیری بہت آگے ہیں۔ ان سے میری ذاتی نیاز مندی بھی ہے۔ اور انہوں نے پچھلے دنوں ایک کیس بھی مجھے ریفر کیا تھا۔ بہر حال یہ تو بعد کی باتیں ہیں۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔“ — عمران نے کہا۔

”مسئلہ صرف ایک ماہ کا ہے۔ اس سے پہلے میں پرائز کا اعلان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ پرائز کی روایات کے مطابق اس کے اعلان کی تاریخیں شروع سے ہی فکسڈ چلی آ رہی ہیں۔ اس لئے بہت غور کرنے کے بعد میں نے سوچا ہے کہ اگر ایک ماہ تک کسی بھی طرح دائرہ کار سٹائن کو اس طرح الجھا دیا جائے کہ وہ میری طرف توجہ ہی نہ کر سکے تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اب تم بتاؤ کیا تم ایسا کر سکتے ہو۔ کسی بھی انداز میں کسی بھی طرح ایک ماہ تک دائرہ کار سٹائن اور اس کی ایجنسی روٹ کو الجھا سکتے ہو۔“ — لارڈ رابنسن نے کہا۔

”پوری ایجنسی کو الجھانے کے لئے تو لمبا چوڑا کھڑا گھیلانا پڑے گا۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں اس دائرہ کار سٹائن کو ہی اس بابت پر مجبور کر دوں کہ وہ اس معاملے میں مداخلت نہ کرے۔“ — عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”وہ انتہائی ضدی اور غلط آدمی ہے۔ اس لئے وہ باز نہیں آ سکتا۔ دوسری بات یہ کہ اس تک کسی کا پہنچنا ہی ناممکن ہے۔ اور تیسری اور آخری بات یہ ہے کہ جیسے ہی اُسے ذرا سی خبر ملی کہ کوئی پارٹی، یا فرد یا تنظیم اس پر اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہی ہے وہ مقابلے پر اتر آئے گا۔ اور ایسی صورت میں انتہائی طاقتور روٹ بھوکے بھیڑیوں کی طرح اس فرد، گروہ یا تنظیم پر ہیپٹ پڑیں گے۔“ — لارڈ رابنسن نے جواب دیا۔

”بہر حال تمہارا مقصد یہ ہے ناں کہ دائرہ کار سٹائن ٹاپ پرائز کے حتمی اعلان تک تم پر کسی طرح بھی اثر انداز ہونے کی کوشش نہ کرے۔ چاہے اس کے لئے کوئی بھی طریقہ استعمال کیا جائے۔“ — عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں یہی چاہتا ہوں۔ تاکہ ٹاپ پرائز کی غیر جانبدارانہ حیثیت قائم رہے۔“ — لارڈ رابنسن نے جواب دیا۔

”اد۔ کے۔ کھٹیک ہے۔ میں اس پر کام شروع کر دیتا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ دائرہ کار سٹائن ایسا نہ کر سکے گا۔“ — عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ کسی حتمی نتیجے تک پہنچ گیا ہو۔

”آخر مجھے بھی تو پتہ چلے کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو۔“ — لارڈ رابنسن نے چونک کر پوچھا۔

”جب تم ڈاکٹر زبیری کے حق میں اعلان کر دو گے پھر بتا دوں گا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور کے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے۔ اور سن
ولیسٹرن کارمن میں اگر تمہیں کسی امداد کی ضرورت ہو تو میں اس
کا بند و بست بھی کر سکتا ہوں اور اگر چاہو تو تمہارے اس
سارے مشن کے اخراجات بھی ٹاپ پیرائز ٹرسٹ ادا کر سکتا
ہے۔" لارڈ رابنسن نے کہا۔

"شکریہ۔ بل مجھ کو ادوں گا۔ لیکن ساتھ ہی میرے ذاتی
قرضے کی تفصیل بھی شامل ہوگی۔" عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور لارڈ رابنسن قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"مزد ضرور۔ مجھے خوشی ہوگی۔" لارڈ رابنسن نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے گڈ بانی کہہ کر رابطہ ختم کر دیا
عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور رکھ دیا
اور صوفے کی پشت سے سر لگا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں
وہ شاید اس معاملے کو نمٹانے کے لئے کوئی نئی طریقہ کار سوچ
رہا تھا۔ کافی دیر تک سوچنے کے بعد اس نے آنکھیں کھول
کر ہاتھ بڑھایا اور ریسور اٹھا کر تیزی سے منبر ڈائل کر کے
لگا۔

"ایورگرمین کلب۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ مسٹر ایورگرمین سے
بات کرنی ہے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سودی سر۔ مسٹر ایورگرمین نام کا کوئی آدمی یہاں نہیں

ہے۔ یہ تو کلب کا نام ایورگرمین ہے۔" دوسری طرف
سے جواب دیا گیا۔

"تو پھر نان ایورگرمین ہوگا۔ اس سے بات کرادو۔"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نان ایورگرمین۔ وہ کون ہیں۔" دوسری طرف سے چونک
کر پوچھا گیا۔

"چلو گرمین نہ سہی ریڈ سہی۔ ریڈ گرمین سہی۔ کسی نہ کسی سے
تو بات کرادیں۔" عمران نے مہذبہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور کے۔ ہولڈ آن کریں۔" دوسری طرف سے خلاف
توقع کہا گیا۔ پھر کافی دیر تک ریسور پر خاموشی طاری رہی۔
اس کے بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

"ریڈ گرمین بول رہا ہوں عمران صاحب۔ بڑے عرصے بعد
یاد آتی ہے میری۔ خیریت۔" دوسری طرف سے ایسی
آوازیں کہا گیا جیسے بولنے والا بات کرنے کے ساتھ ساتھ
مسکرا بھی رہا ہو۔

"تمہارے کوڈ ہی اتنے مشکل ہیں کہ مجھے یاد ہی نہیں رہتے
سیدھا سادھا اور سٹ سانا نام تھا ٹرمین۔ وہ تم نے چھوڑ
دیا۔ اور اب گرمین اور ریڈ کے چکر میں پڑ گئے۔" عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجبوراً ایسا کرنا پڑا ہے۔ بلیک تھنڈر کی ہٹ لسٹ
میں میرا نام سر فہرست ہے۔" دوسری طرف سے

کہا گیا اور عمران ہنس پڑا۔

”کوئی پیش رفت بھی ہوئی ہے یا اطمینان سے بیٹھے کلب چلا رہے ہو؟“ — عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”کوشش میں لگا ہوا ہوں۔ لیکن سجانے ان لوگوں نے کس طرح اپنے ہیٹ کو اور ٹر کو خفیہ رکھا ہوا ہے۔ کہ کسی طرح اس کا پتہ ہی نہیں چل رہا۔ بہر حال میں بھی پیچھے بیٹھے والوں میں سے نہیں ہوں۔“ — دوسری طرف سے ٹر وین نے جواب دیا۔

”بالکل بالکل ٹر وین جو ہوئے اور سچ پیچھے نہیں مٹا کرتا۔“ عمران نے جواب دیا اور ٹر وین بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ نے کیسے فون کیا ہے۔ کوئی کام۔“ ٹر وین نے پوچھا۔

”سچ پچ آ سچ آنے کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ سچ کے اصل ٹھیکیدار سے بات کی جائے کہ بھائی سچ کو بچا سکتے ہو یا نہیں۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔“ میں سمجھا نہیں آپ کی بات۔ آپ ذرا مجھ سے کھل کر بات کیا کیجئے۔ میں آپ کی طرح ذہین نہیں ہوں کہ ایسی پہیلیاں بوجھ سکوں۔“ ٹر وین نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ڈیسٹرن کارمن کی سیکورٹی ایجنسی روٹ اور اس کے چیف وائٹ کمرسٹائن کو جانتے ہو۔“ — عمران نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”روٹ کو۔ یاں بالکل اچھی طرح جانتا ہوں۔ انتہائی خطرناک۔

فعال اور با وسائل تنظیم ہے۔ البتہ دائٹ کمرسٹائن کا میں نے صرف نام سن رکھا ہے۔ اس سے ملاقات کبھی نہیں ہوئی۔ لیکن بات کیسا ہے۔“ ٹر وین نے کہا۔

”بین الاقوامی اعزاز ٹاپ پرائز کے بارے میں جانتے ہو۔“ — عمران نے کہا۔

”آپ مجھے کہیں نوکری تو نہیں دلوا رہے کہ انٹرویو شروع کر دیا ہے۔ اخبارات میں اس کے بارے میں پڑھتا رہتا ہوں کہ مختلف موضوعات پر انتہائی اعلیٰ ترین کام پر یہ اعزاز دیا جاتا ہے۔ اور پوری دنیا میں اس اعزاز کی بے پناہ عزت ہے۔“ ٹر وین نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”تو اس بار سائنس پر ٹاپ پرائز گریٹ لینڈ کے ایک سائنسدان ڈاکٹر زبیری کو دیا جا رہا ہے۔ اس کے مقابلے میں ویسٹرن کارمن کے ڈاکٹر گراہم کی نامزدگی ہوئی تھی۔

لیکن فیصلہ کرنے والی کمیٹی کے آٹھ ارکان میں سے چار نے ڈاکٹر گراہم کے حق میں ووٹ دیے۔ جب کہ باقی چار نے ڈاکٹر زبیری کے حق میں۔ ٹائی ووٹ ٹاپ پرائز ٹرسٹ کے چیئرمین لارڈ رابنسن کا ہے۔ اس نے بھی ڈاکٹر زبیری کے حق میں ووٹ کا رسما اعلان کیا ہے۔ مگر روٹ کے چیف

دائٹ کمرسٹائن کو یہ بات پسند نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے ڈاکٹر گراہم کے حق میں فیصلہ دینے کے لئے لارڈ رابنسن کو

مجبور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن لارڈ رابنسن بھی مہربانی طرح کا ٹرومین ہے۔ سیدھا سچا اور کھرا آدمی۔ اس نے سفارش ماننے سے انکار کر دیا، اس پر وہ دائرہ کمر بٹائی صاحب ناراض ہو گئے۔ اور انہوں نے روٹ کو حکم دے دیا کہ لارڈ رابنسن کی برین واشنگ کی جائے۔ چنانچہ اب لارڈ رابنسن صاحب تو روپوش ہیں لیکن کب تک فیصلہ ہونے میں ابھی ایک ماہ باقی ہے۔ اسی ایک ماہ میں یہ روٹ اس کا کاروبار بھی تباہ کر سکتی ہے۔ بیوی بچوں کو بھی بیہوش بنا سکتی ہے۔ اس طرح کے دوسرے کام بھی کر سکتی ہے۔ چنانچہ لارڈ رابنسن نے مجھے فون کر کے ذاتی طور پر امداد کی درخواست کی ہے۔ وہ آکسفورڈ میں میرا کلاس فیلو بھی رہا ہے۔ اور ویسے بھی اس سے دوستی قائم ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ یہ کام سرکاری تو نہیں ہے۔ اس لئے پاکیشیا سیکریٹ سروس کے چیف صاحب نے سوائے زبانی ہمدردی کے اور کچھ نہیں کرنا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ سچے آدمی سے ہی بات کی جائے۔ — عمران نے کہا۔

”اوہ عمران صاحب۔ یہ تو واقعی انتہا درجے کی بلیک میلنگ ہے۔ اس کا تو لازمی طور پر سدباب کرنا چاہیے۔ آپ مجھے بتائیں کہ میں اس بارے میں کیا کر سکتا ہوں۔ آپ یقین کریں میں پوری صلاحیت سے کام کروں گا۔ آپ نے مجھے جو راستہ دکھا دیا ہے۔ اس راستے پر چلتے ہوئے یہ میرا

ذریعہ بھی بنتا ہے۔ — ٹرومین نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے تو یہی پروگرام بنایا ہے کہ ایک ماہ کے لئے اس دائرہ کمر بٹائی صاحب کو سی اغوا کر لیا جائے اور اس سے روٹ کو یہ احکامات دلا دیئے جائیں کہ وہ ٹاپ پرائز کے معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ اس لئے مہینے فون کیا ہے کہ اگر مہربان رہے پاس ایسی معلومات ہوں جس سے فوری طور پر اس دائرہ کمر بٹائی تک پہنچا جاسکتا ہو تو مجھے بتادو“

عمران نے کہا۔

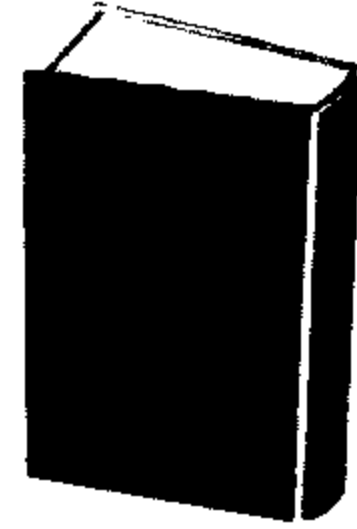
”عمران صاحب۔ اس کا تو مجھے معلوم نہیں ہے۔ البتہ ریٹروٹ کا ایک اہم عہدیدار رالف میرا دوست ہے۔ اس کے ذریعے آگے بڑھا جاسکتا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس سے معلومات حاصل کروں۔ ویسے یہ بھی بتادوں کہ میں اس وقت دیسٹرن کارمن کے ایک بڑے شہر سے ہی بول رہا ہوں۔ آپ کی کال مجھے یہاں ڈائریکٹ کر دی گئی ہے۔ ٹرومین نے کہا۔

”اوہ دیر ہی گزرتی۔ کتنا وقت لوگے معلومات حاصل کرنے کے لئے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”زیادہ سے زیادہ کل تک کا۔“ — ٹرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور کے۔ مجھے فون کر لینا۔ بہر حال میں اپنے طور پر بھی کوشش کرتا ہوں۔“ — عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے" — دوسری طرف سے ٹروین نے کہا۔
اور عمران نے گڈ بانئی کہہ کر ریسور رکھ دیا۔



جولیکا کے فلیٹ میں اس وقت صفدر۔
کیپٹن شکیل۔ چوہان اور خاور بیٹھے باتوں میں مصروف
تھے۔ جولیا لنچ کے لئے شاپنگ کرنے مارکیٹ گئی ہوئی تھی۔
فارغ اوقات میں انہوں نے یہی طریقہ اختیار کیا ہوا تھا
کہ وہ روزانہ کسی نہ کسی ممبر کے فلیٹ میں اکٹھے ہو جاتے
اور پھر گپ شپ اور ہنسی مذاق میں گھنٹوں گزر جاتے۔
اس کے لئے کوئی خاص طریقہ کار مقرر نہ تھا۔ بس کسی بھی
جگہ وہ اکٹھے ہو جاتے تھے۔ آج وہ جولیا کے فلیٹ میں
موجود تھے۔ تنویر۔ خاور۔ نجمانی اور صدیقی چاروں اپنے
اپنے ذاتی کاموں کی وجہ سے گزشتہ دو روز سے دارالحکومت

سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ لوگ اس محفل میں شریک نہ
تھے۔

"آج کل عمران نظر نہیں آرہا۔ فلیٹ میں فون کر دو تو یہی جواب
ملتا ہے کہ موجود نہیں ہے" — چوہان نے کہا۔
"وہ فارغ بیٹھنے والا آدمی نہیں ہے۔ کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی
جگہ میں الجھا ہوا ہوگا" — صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور سب نے سر ہلادئے۔ عمران ایسا آدمی تھا کہ اس کا صرف ذکر
آتے ہی ساقیوں کے چہروں پر خود بخود مسکراہٹ آ جاتی تھی۔
"صفدر صاحب۔ یہ عمران اور جولیا کی اگر کسی طرح شادی کر
دی جائے تو میرے خیال میں یہ بہت بڑی نیکی ہوگی" —
اچانک چوہان نے کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں
اس کی بات سن کر چونک پڑے۔
"یہ تمہیں بیٹھے بیٹھے ان دونوں کی شادی کا خیال کیسے آگیا"
صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"ویسے ہی مجھے خیال آگیا تھا۔ کیوں آخر اس میں ہرج ہی
کیا ہے" — چوہان نے کہا۔
"کہیں تم نے پاکیشیا کے دشمنوں سے تو ساز باز نہیں کر
لی" — صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"دشمنوں سے ساز باز — کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے
ہیں" — چوہان کا چہرہ اچانک غصے سے سرخ پڑ گیا۔
"تمہاری تجویز ہی ایسی ہے۔ اس تجویز کا مطلب جانتے

ہو۔۔۔ صفر اسی طرح سنجیدہ تھا۔ کیپٹن شکیل حسب عادت خاموش بیٹھا صرف ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"مطلب۔۔۔ اس میں کون سا مطلب و وضاحت طلب ہے۔ شادی کا مطلب شادی ہی ہوتا ہے۔ صفر صاحب۔ میں آپ کی بے حد عزت کرتا ہوں۔ لیکن آپ نے مجھ پر دشمنوں سے ساز باز کرنے کا الزام لگا کر مجھے بے حد تکلیف پہنچائی ہے۔" چوہان کا غصہ اسی طرح تھا۔ اور اس بار صفر ہنس پڑا۔

"جو تم سمجھ رہے ہو وہ بات نہیں چوہان۔ میں وضاحت کرتا ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کے قانون میں یہ بات شامل ہے کہ اس کا کوئی ممبر دورانِ سروس شادی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ شادی کر لے گا تو پھر سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں رہ سکے گا۔ اب عمران تو چلو سیکرٹ سروس کا باقاعدہ ممبر نہیں ہے۔ لیکن جو لیا تو ممبر ہے۔ تو تمہاری تجویز پر اگر عمل درآمد ہو جائے تو اس کا مطلب ہے کہ جو لیا تو ویسے ہی سیکرٹ سروس سے علیحدہ کر دی جائے گی۔ اور عمران بھی سیکرٹ سروس کے لئے کام نہ کر سکے گا۔ اب تم خود سوچو ان دونوں کی سیکرٹ سروس سے علیحدگی سے پاکیشیا کے مفادات کو کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ تو پھر ایسی تجویز سے یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ دشمنوں سے ساز باز کا نتیجہ ہی ہو سکتا ہے۔" صفر نے کہا اور چوہان بے اختیار ہنس پڑا۔

"ادہ۔ تم اسے اس طرف لے گئے۔ ورنہ میں نے تو دیے ہی

ات کہہ دی تھی۔ لیکن ایک بات ہے۔ آخر یہ کڑی شرط کیوں رکھی گئی ہے۔" چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ازدواجی زندگی کے جھیلے اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ سیکرٹ سروس جیسی کارکردگی شادی شدہ پیش نہیں کر سکتا۔ لیکن تمہیں خیال آیا کیسے کیا جو لیلے کوئی بات کی ہے۔" صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ بات تو نہیں کی۔ لیکن آخر جو لیا کا یہاں ہمارے علاوہ اور کون ہے۔ اور ظاہر ہے جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے۔ ہر آدمی کی عمر ڈھلتی ہی ہے۔" چوہان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم نے بہر حال ساری عمر تو سیکرٹ سروس کا رکن نہیں رہنا اگر زندہ رہ گئے تو یقیناً ایک وقت ایسا آجائے گا۔ جب عمر کے تقاضوں کی وجہ سے ہمیں خود ہی سیکرٹ سروس کے ایکشن گروپ سے نکال کر کسی ایسے شعبے میں بھجوا دیا جائے گا۔ جہاں ہم صرف آفس ورک کر سکیں۔ تب ہمیں اجازت ہوگی کہ ہم شادی کر سکیں۔ اس لئے بہر حال اس وقت کا انتظار تو کرنا ہی ہوگا۔" صفر نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ اس موضوع پر مزید بات چیت ہوتی فلیٹ کا بیرونی دروازہ کھلا اور جو لیا شاپنگ بیگز سے لدی پھندی اندر داخل ہوئی۔

"اتنی ساری چیزیں لینی تھیں تو ہمیں کہہ دیا ہوتا۔" صفر نے کہا۔

"ارے نہیں صفر۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ صرف سیڑھیاں

ہی ان چیزوں کو اٹھا کر چڑھنا پڑی ہیں۔ مارکیٹ سے تو ٹیکسی میں آئی ہوں۔" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کچن کی طرف بڑھ گئی۔ اُسی لمحے میز پر موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور صفدر نے ہاتھ بڑھا کر ریور اٹھا لیا۔

"صفدر بول رہا ہوں" صفدر نے کہا۔

"صفدر۔ ادہ کیا تم جولیا کے فلیٹ میں ہو؟" دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں کیپٹن شکیل اور چوہان بھی موجود ہیں۔ اور تمہاری آمد کے منتظر ہیں۔ مس جولیا لچ تیار کر رہی ہیں" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ۔ میں آ رہا ہوں۔ میں نے فون بھی اس لئے کیا تھا کہ مس جولیا کی فلیٹ میں موجودگی کو کنفرم کر سکوں۔ میں اُسے ایک فلم بھی دکھانا چاہتا تھا۔ چلو اچھلے تم لوگ بھی ساتھ ہی دیکھ لو گے" تنویر کے لہجے میں انجانی سی مسرت تھی۔

"فلم۔ کیسی فلم" صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"میں آ رہا ہوں" دوسری طرف سے تنویر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"صفدر۔ کس کا فون تھا؟" کچن سے جولیا نے ادنیٰ آواز میں پوچھا۔

"تنویر کا۔ وہ آ رہا ہے۔ اور اپنے ساتھ کوئی فلم بھی لا رہا

ہے" صفدر نے جواب دیا۔

"کیسی فلم" جولیا نے کچن سے باہر آتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں۔ اب آئے گا تو پتہ چلے گا۔ ہو سکتا ہے اس نے کسی جرم کا کلیو حاصل کر لیا ہو" صفدر نے کہا۔ اور جولیا سر ملاتے ہوئے دایس کچن میں چلی گئی۔

"تنویر کے لہجے میں فلم کا بتاتے ہوئے جو مسرت موجود تھی۔ اس سے تو مجھے کوئی اور ہی شک پڑتا ہے" صفدر نے کیپٹن شکیل اور چوہان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"کیسا شک" کیپٹن شکیل اور چوہان نے چونک کر پوچھا۔

"میرا خیال ہے۔ اس نے کوئی ایسی فلم ڈھونڈ نکالی ہے۔ جس سے ایکسٹرو کی اصلیت کا پتہ چل سکتا ہو" صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل اور چوہان دونوں ہی بے اختیار اپنی رسیوں سے اچھل پڑے۔

"ادہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اب ایکسٹرو اس قدر بھی احمق نہیں ہے کہ اپنی فلم تیار کر کے نمبروں تک پہنچا دے گا۔ یہ کوئی اور مسئلہ ہو گا" کیپٹن شکیل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور چوہان نے بھی اس کی تائید میں سر ملادیا۔

"بہر حال دیکھو۔ اب تنویر کے آنے پر ہی کچھ پتہ چلے گا" صفدر نے کہا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور

تنویر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر واقعی مسرت کا اظہار ہوا رہا تھا۔

”آؤ تنویر ہم تو تمہارے شدت سے منتظر تھے۔“ صفا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مس جو لیا کہاں ہیں۔“ تنویر نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

”کچن میں ہے۔ لیکن کیا بات ہے تم اس قدر پرجوش کیوں نظر آ رہے ہو۔“ صفا نے کہا اور تنویر ہنس پڑا۔

”انتہائی دلچسپ فلم لایا ہوں۔ خاص طور پر مس جو لیا کو دکھانے کے لیے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی سے ایک ویڈیو فلم نکال لی۔

”کیا بات ہے تنویر۔ کس فلم کی بات کر رہے ہو۔“ تنویر نے کچن سے باہر آتے ہوئے کہا۔

”تم دیکھو گی تو پتہ چلے گا تمہیں۔ کہاں ہے تمہارا دی۔“

”آ۔“ تنویر نے کہا اور پھر جولیاء کے اشارے پر وہ دی۔ سی۔ آر موجود تھا۔ جولیاء صفا کی کیپٹی شیکل اور چوڑے

چاروں کے چہروں پر اب بے پناہ تجسس نظر آ رہا تھا۔ ہونٹ بھینچے اب تنویر کو ہی دیکھ رہے تھے۔

”میں گیس بند کر آؤں۔ سچل نے یہ فلم کتنی طویل ہو۔“ نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی کچن کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں

وہ واپس آکر کمرے پر بیٹھ گئی۔ تنویر اس دوران فلم لگا کر دی۔ سی۔ آر ادیشلی ویژن کو آن کر چکا تھا۔ پھر وہ بھی ان کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ ٹیلی ویژن کی سکریں پر پہلے تو چند لمحوں تک تو جھماکے سے ہوتے رہے۔ پھر ایک لمخت اس پر روز گارڈن کی ایک روش کی تصویر ابھر آئی۔ روش پر خوب صورت عورتوں اور مردوں کا ہجوم سا چل رہا تھا۔ لیکن ان میں شہناشاہ پرہ کوئی نہ تھا۔

”یہ تو روز گارڈن کی فلم ہے مگر.....“ جولیاء نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”بس دیکھتی جاؤ۔“ تنویر نے کہا۔ اور جولیاء نے ہونٹ بھینچ لئے۔ روز گارڈن کی مختلف روشوں کے ساتھ

ساتھ پھولوں کی کاریوں کے کلوزاپ بھی دکھائے جا رہے تھے اور فلم سے معلوم ہوتا تھا کہ فلم بنانے والا کس قدر بلندی پر

موجود ہے۔ اور شاید روز گارڈن کی دستاویزی فلم تیار کی جا رہی تھی۔ فلم کچھ دیر تک چلتی رہی۔ پھر اچانک کمرے کا

درخ پاردکنگ کی طرف ہوا۔ اور دوسرے کمرے میں موجود سب افراد بڑی طرح چونک پڑے۔ کیونکہ سفید رنگ اور

انتہائی جدید ماڈل کی مرسیڈیز میں سے عمران نیچے اتر رہا تھا۔

اس کے جسم پر انتہائی قیمتی اور جدید تراش کا بھری پیس سوٹ

تھا۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔ وہ کار سے نیچے اتر کر گھوم کر کار

کی دوسری طرف آیا۔ اور پھر اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز

میں کار کی دوسری سائیڈ کا دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے

ان سب کو حیرت کا ایک اور زوردار جھٹکا لگا۔ جب عمران کے دروازہ کھولنے پر ایک انتہائی خوب صورت مقامی لڑکی جس کے جسم پر انتہائی سلیقے کا مشرقی لباس تھا۔ باہر آئی۔ اس نے سر کو ذرا سا خم دیا۔ جیسے دروازہ کھولنے پر عمران کا شکریہ ادا کر رہی ہو۔ اور پھر عمران اور وہ باتیں کرتے ہوئے روزگار ڈن کی سیر میں مصروف ہو گئے۔ لڑکی کا چہرہ مسرت سے متما رہا تھا۔ جب کہ عمران کے چہرے پر دجاہت اور سنجیدگی تھی۔ وہ آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے۔ لیکن عمران کا چہرہ اور لڑکی کا رد عمل بتا رہا تھا کہ عمران انتہائی لگاؤ بھری باتیں کر رہا ہے۔ اور اس کی باتوں میں مذاق کی بجائے سنجیدگی ہے۔ کیمبرہ اب مسلسل اپنی پرفورس تھا۔ وہ مختلف روشوں پر ٹپکتے رہے۔ اس طرح انہوں نے پورے روزگار ڈن کی مکمل سیر کی۔ اور اس کے بعد انہوں نے اپنی ایتھلیٹکس میں گلاب کے خوب صورت پھولوں کی کیاریوں میں موجود سرخ رنگ کی کمرسیڈا پر بیٹھ کر مشروبات پیئے۔ پھر وہ اٹھ کر دوبارہ پارکنگ کی طرف آگئے۔ عمران نے لڑکی کے لئے دروازہ کھولا اور اس کے بیٹھنے کے بعد وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔ اور کار آگے بڑھتی ہوئی کیا ڈنڈ گیت سے باہر نکل گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی جھماکے سے فلم ختم ہو گئی۔ اور سکرین صاف ہو گئی۔ تنویر نے اٹھ کر ٹی۔ وی اور دی۔ سی۔ آر دونوں بند کر دیئے۔ جولیاسمیت سب افراد حیرت سے بت بنے بیٹھے تھے۔ جولیاس کا چہرہ

تو ایسے لگ رہا تھا۔ جیسے وہ یا تو پتھر کی بن گئی ہو۔ یا اسے سکتہ ہو گیا ہو۔

”تم نے فلم دیکھی مس جولیاس۔ اب بتاؤ۔“ تنویر نے قدرے طنز یہ لہجے میں کہا۔ اور تنویر کے بولنے پر صفر کیپٹن شکیں اور چوہان تینوں بے اختیار چونک پڑے۔ لیکن جولیاس اسی طرح ساکت و صامت بیٹھی رہی۔

”یہ جعلی فلم ہے تنویر۔“ اچانک صفر نے کہا اور اس کے اس فقرے نے جولیاس پر جیسے جادو کا سا اثر کیا وہ تیزی سے اچھل پڑی۔

”یہ قطعی جعلی ہے۔ واقعی جعلی ہے۔ میں اسے تسلیم ہی نہیں کر سکتی۔ آخر تمہارا مقصد کیا ہے۔ ہمیں اس قسم کی جعلی فلم دکھانے میں۔“ جولیاس نے بڑی طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے مٹاڑ کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ اور آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔

”کیا مطلب۔ یہ جعلی کیسے ہو گئی۔“ تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس لئے تنویر کہ اس میں جو عمران نظر آ رہا ہے۔ انتہائی سنجیدہ۔ ایسا ہونا ہی ناممکن ہے۔ عمران اتنی دیو سنجیدہ وہ ہی نہیں سکتا۔ یہ یقیناً کوئی گہری سازش ہے۔ عمران کے میک اپ میں کسی آدمی کو سامنے لا کر یہ فلم تیار کی گئی ہے۔ لیکن فلم تیار کرنے والوں کو شاید عمران کی طبیعت کا اچھی طرح علم نہ تھا۔“ صفر

نے کہا۔ اور جولیا کا سٹا ہوا چہرہ صفدر کی اس وضاحت سے بے اختیار پھول کی طرح کھل اٹھا۔ جیسے صفدر نے اس کے دل کی بات کہہ دی ہو۔

”سبحانے کیا بات ہے کہ تم ہمیشہ عمران کی ہی قیور کرتے ہو۔ صاف بات ہے کہ عمران اس لڑکی کو پسند کرتا ہے۔ اور لڑکی چونکہ بے حد سنجیدہ ہے۔ اس لئے عمران بھی مجبوراً سنجیدہ بنا ہوا ہے۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ صفدر کی وضاحت کے بعد اس کے چہرے پر مایوسی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

”تمہیں یہ فلم کہاں سے ملی ہے۔“ جولیا نے کاٹ کھلنے والے لہجے میں کہا۔

”یہ فلم محکمہ سیاحت دالوں نے روزگارڈن کی سیسٹی کے لئے بنائی ہے۔ فوٹو گرافر میرا دوست ہے۔ یہ فلم بھی اس نے بنائی ہے۔ وہ چونکہ عمران کو میرے ساتھ دیکھ چکا ہے۔ اس لئے اس نے مجھے فون کر کے اس بارے میں بتایا۔ تو میں خود اس کے پاس پہنچ گیا۔ اور فلم دیکھنے کے بعد میں نے ہنگامی طور پر اس کی کاپی بنوائی اور یہاں آگیا۔ ثبوت کے طور پر تم اس کا کور دیکھ سکتے ہو۔ اس پر محکمہ سیاحت کے فوٹو ڈویژن کی مہر موجود ہے۔ اب تم خود بتاؤ۔ محکمہ سیاحت کو کیا ضرورت تھی کہ وہ عمران کے میک اپ میں کسی کو روزگارڈن میں لاکر اس کی فلم تیار کرتا۔ اور پھر تم نے خود دیکھا ہے کہ پہلے فلم

روزگارڈن پر ہی تیار ہو رہی تھی لیکن پھر اچانک عمران کی کارسلنے آئی اور اس کے بعد میرے دوست نے جو عمران کو پہچانتا تھا۔ اس نے عمران پر ہی باقی فلم بنا ڈالی۔ اور آخری بات یہ بھی بتا دوں کہ یہ کار رانا ماؤس میں میں دیکھ چکا ہوں۔ اور اگر اب بھی تمہیں یقین نہیں آتا تو تم رانا ماؤس میں جوزف سے پوچھ سکتے ہو۔ کار کا نمبر تو تم نے بھی فلم میں دیکھ لیا ہوگا۔“ تنویر نے قابل وکیلوں کی طرح باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے دلائل میں بہر حال اتنا وزن ضرور تھا۔ کہ جولیا کا کھلا ہوا چہرہ ایک بار پھر مدہم ہوتا گیا جب کہ صفدر نے ہونٹ بیچنے لگے۔

”میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔ اور اگر واقعی یہ عمران ہے تو پھر یہ سن لو کہ میں عمران کو ہر صورت میں گولی مار دوں گی میں منافقت کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتی۔ کسی قیمت پر بھی۔“ جولیا نے انتہائی بھر پور لہجے میں کہا اور سامنے پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ باقی ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ تنویر کے چہرے پر ایک بار پھر مسرت کے آثار نمودار ہونے لگ گئے تھے۔

”رانا ماؤس۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”جوزف۔ میں جولیا بول رہی ہوں۔ رانا ماؤس میں سفید رنگ

اور جدید ماڈل کی مرسیڈیز کا رہے۔ جولیانے تیز تیز
ہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ مس ہے۔“ دوسری طرف سے جوزف نے
جواب دیا اور جولیا کا چہرہ جوزف کا جواب سن کر اور زیادہ سکڑ
گیا۔

”اس کا نمبر کیا ہے۔“ جولیلنے ہونٹ بھینچتے ہوئے
پوچھا۔ جواب میں جوزف نے جو نمبر بتایا وہ وہی تھا جو قلم والی
کار کا تھا۔

”عمران یہ کار لے کر کب گیا تھا۔“ جولیانے اچانک ایک
خیال کے تحت پوچھا کہ شاید عمران یہ کار نہ لے گیا ہو۔
”کئی روز پہلے کی بات ہے۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہی ہیں“
جوزف کے ہجے میں حیرت تھی۔

”ایک ضروری مسئلہ درپیش ہے۔ یہ بتاؤ جب عمران کا
لے کر گیا تھا تو اس نے کون سا لباس پہنا ہوا تھا اگر کہتے ہیں
یاد ہو تو۔“ جولیانے پوچھا۔

”مجھے یاد ہے۔ کیونکہ لباس نے مجھے لباس نکالنے کے لئے
کہا تھا۔ اپنا لباس اتار کر انہوں نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ
پہنا تھا۔ اور پھر کار لے کر چلے گئے تھے۔ واپسی میں وہ سوٹ
رانا ہاؤس چھوڑ کر اپنے پہلے والے لباس میں واپس چلے گئے
تھے۔“ جوزف نے حیرت بھرے ہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔ اور اس بار جولیانے بغیر کوئی بات کئے رسیور

کر پٹرل پمپ پٹخا اور اٹھ کر دوڑتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی۔ اس
کی آنکھوں میں بھر آنے والے آنسو صفر اور اس کے ساتھیوں
کی نظروں سے چھپے نہ رہ سکے تھے۔ اور اب صفر اور دوسرے
ساتھیوں کے ہونٹ بھی بھنج گئے تھے۔ کیونکہ اب اس بات
میں کوئی شک نہ رہا تھا کہ وہ اصل عمران تھا۔ صفر اٹھ کر کچن
کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ جولیا ایک میز پر سر رکھے
بڑی طرح ہچکیاں لے رہی تھی۔

”مس جولیا، اگر یہ واقعی عمران ہی تھا تو پھر یقین کیجئے۔ اس
کے پیچھے اس کا ضرور کوئی خاص مقصد ہوگا۔ وہ ایسا آدمی نہیں
ہے کہ اس طرح لڑکیوں کے ساتھ باغ کی سیر کرنا پھرے۔ آپ
تو اسے مجھ سے بھی زیادہ اچھی طرح جانتی ہیں۔“ صفر نے
انتہائی سنجیدہ ہجے میں کہا۔

”مجھے مت بہلاؤ صفر۔ مجھے مت بہلاؤ۔ پلیز چلے جاؤ۔
لیکن سنو۔ میں اب واپس سویٹرز لینڈ جا رہی ہوں۔ اب
میں اس ملک میں کسی قیمت پر نہیں رہوں گی۔ یہ انسانوں کا
ملک نہیں ہے۔ وحشی درندوں کا ملک ہے۔ منافقوں کا ملک
ہے۔ یہاں انسانی جذبات کی کوئی قدر نہیں ہے۔ تم ایک سو
کو کہہ دینا۔ اب مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ میں نے
خواہ مخواہ اس ملک میں رہ کر اپنی زندگی برباد کی ہے۔“
جولیا نے یک لحظ غصے سے پھٹ پڑنے والے ہجے میں کہا۔
اور اٹھ کر تیزی سے دوڑتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی اور پھر

دار ڈر دب کھول کر اس نے اس کے اندر موجود لباس اتار اتار کر باہر پھینکنے شروع کر دیئے۔

"مس جولیا۔ آپ کی اس جذباتیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو چیف نے خواہ مخواہ نہ صرف سیکرٹ سروس میں شامل کیا بلکہ سیکرٹ سروس کا سیکنڈ چیف بھی بنا دیا۔ میرا خیال ہے چیف سے زندگی میں پہلی بار غلطی ہوئی ہے۔" اچانک کیپٹن شکیل نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا میں اب سیکرٹ سروس کے بھی قابل نہیں رہی۔ کیا میری محنتوں کا آخر کار مجھے یہی صلہ ملنا تھا۔ تم سب ایک جیسے ہو۔ سرد مزاج۔ ظالم اور کٹھنور۔" جولیا نے اس بار انتہائی غصے لہجے میں کہا۔

"ہم سرد مزاج ہیں یا نہیں مس جولیا۔ بہر حال ہمیں ایسا ہونا چاہیئے۔ جذباتیت ہمارے لئے موت کے برابر ہوتی ہے۔ اور یہ بھی سن لیں کہ ہم کسی ایک آدمی کی خاطر اپنی جان ہتھیلی پر نہیں لئے پھرتے۔ اور نہ ہی ہم نے کسی ایک آدمی کی خاطر اپنے عزیز رشتہ دار بلکہ دنیا کی ہر دلچسپیوں سے منہ موڑ رکھا ہے ہمارے سامنے ایک عظیم مقصد ہے۔ اپنے ملک کی سلامتی کا عظیم مقصد۔ ہمارے سامنے ملک کے کمر دڑوں معصوم اور بے گناہ لوگوں کے تحفظ کا مقصد ہے۔ ہم ان لوگوں کے تحفظ کے لئے اپنی زندگیوں کا موت سے سودا کئے ہوئے ہیں۔ جو جذباتی لوگ

ہیں۔ معصوم اور بے گناہ لوگ ہیں۔ اگر ہم بھی ان کی طرح جذباتی ہو جائیں۔ اور کسی ایک آدمی کی خاطر اس عظیم مقصد کو پس پشت ڈال دیں تو پھر مس جولیا ہمیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ آپ نے چیف کو دیکھا ہے۔ کتنے طویل عرصے سے آپ اسے پرکھ رہی ہیں۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ چیف کے سینے میں دل نہیں دھڑکتا۔ کیا وہ انسان نہیں ہے۔ کیا اس کے اندر جذبات نہیں ہیں۔ کیا اس کا کوئی عزیز رشتہ دار نہیں ہوگا۔ کیا وہ کسی اور دنیا کی مخلوق ہے۔ نہیں وہ یقیناً ہم اور آپ کی طرح انسان ہے۔ لیکن ملک و قوم کی سلامتی اور کمر دڑوں انسانوں کی زندگیوں کے تحفظ کے لئے وہ رولوٹ بنا ہوا ہے۔ اس نے زندگی کی ہر دلچسپی سے منہ موڑ رکھا ہے۔ اور آپ سیکنڈ چیف ہونے کے باوجود اس قدر جذباتی پن کا مظاہرہ کر رہی ہیں جیسے آپ نے صرف عمران کی خاطر یہ عہدہ لے رکھا ہے۔ اگر عمران آپ کی نظر میں غلط ہے۔ منافق ہے یا بد کردار ہے۔ تو اس کا یہی مقصد ہے کہ آپ سیکرٹ سروس چھوڑ دیں۔ اس ملک کے کمر دڑوں افراد کو وحشی درندہ اور منافق کہنا شروع کر دیں۔ کیپٹن شکیل جب بولنے پر آیا تو مسلسل بولتا چلا گیا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری کیپٹن شکیل۔ تم نے واقعی میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ مجھے واقعی اس قدر جذباتی نہیں ہونا چاہیئے۔ آئی۔ ایم۔ ریٹلی سوری۔" جولیا نے یک لمحہ سنجیدہ لہجے

میں کہا۔ تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔ واقعی کیپٹن شکیل مسکرا کر گویا آدمی نے بہ وقت بات کی تھی۔ جولیا کو سمجھانے کا اس وقت اور کوئی طریقہ بھی نہ تھا۔

”شکریہ مس جولیا۔ ہمیں کسی آدمی کو سامنے رکھنے کی بجائے ہمیشہ اپنا عظیم مقصد سامنے رکھنا چاہیے۔ جب نظروں کے سامنے عظیم مقصد موجود ہو تو آدمیوں کی حیثیت ثانوی ہو جاتی ہے۔“ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نے سوری کہہ دیا ہے۔ اب مجھے عمران کی کوئی پروا نہیں۔ جو مرضی آئے کرتا پھرے۔ تم بیٹھو میں تمہارے لئے کافی بنا لاتی ہوں۔“ جولیا نے کہا۔ اور مڑ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔ اب اس کا چہرہ نارمل ہو گیا تھا۔ ”کمال ہے۔ تم تو بہت اچھے مقرر ہو کیپٹن شکیل۔ دیے ایک بات ہے۔ تمہاری اپنی تقریر ہی بے حد جذباتی تھی۔“ صفدر نے کہا۔ اور کیپٹن شکیل مسکرا دیا۔

”مس جولیا کے ذہن کو جھٹکا دینے کے لئے ایسی تقریر ضرور تھی۔ ورنہ اس بار مس جولیا واقعی ملک چھوڑ کر چلی جاتیں۔“ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آخر تمہیں عمران سے ہی کیوں ہمہ ردی ہے۔ وہ جو چاہے کرتا پھرے تم ہمیشہ اس کی حرکتوں پر پردہ ڈالنے کی ہی کوشش کرتے رہتے ہو۔“ تنویر اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا

اچانک غصیلے لہجے میں بول پڑا۔

”کیا تم نے کیپٹن شکیل کی تقریر سے کوئی اثر نہیں لیا۔“ عمران کے کچھ کمزور سے ہم پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ عمران ہمارا بندہ تھا ہوا تو نہیں۔ ویسے بھی وہ سیکرٹ سروس کا نمبر نہیں ہے۔ آزاد آدمی ہے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ مگر اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسے جولیا کے اس طرح نارمل ہو جانے پر سخت مایوسی ہوئی ہے۔

”عمران سے تو بات کی جائے۔ وہ کیا کہتا ہے۔“ اچانک صفدر نے کہا اور ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اُسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی اور صفدر چونک پڑا۔ ”کون ہے۔“ صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔ ”اوہ کہیں مس جولیا کی جنس تو نہیں بدل گئی۔“ دروازے کے باہر سے عمران کی آواز سنائی دی اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”آجائے عمران صاحب۔ دروازہ کھلا ہے۔“ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور عمران دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ ”ظاہر ہے۔ جب اتنے سارے محافظ موجود ہوں تو دروازہ بند کرنے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ لیکن جولیا نے منشیات کا دھندہ تو شروع نہیں کر دیا کہ اتنے لمبے چوڑے محافظوں کو تنخواہ ادا کرنے کے قابل ہو گئی ہے۔“ عمران

نے اندر داخل ہوتے ہوئے الوؤں کی طرح دیدے چاروں طرف گھماتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کو فون کرنے ہی والا تھا کہ آپ آگئے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے کیا ہوا کیا ابھی ایک اور محافظ کی گنجائش موجود ہے؟“ عمران نے کہا اور ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہیلو عمران۔ کیسے ہو؟“ اُسی لمحے جولیا نے کچن سے باہر آکر انتہائی سرد مزاجی سے عمران سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اے۔ کچھ نہ پوچھو مس جولیا۔ کیا حال بتاؤں.....“

عمران کی زبان رواں ہونے ہی لگی تھی۔

”بس بس۔ میرے پاس فضولیات سننے کی فرصت نہیں ہے۔“ جولیا نے اُس کی بات درمیان سے ہی کاٹتے ہوئے

اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔ کہ عمران نے بے اختیار ہونٹ پھینچ

لئے۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

جب کہ صفدر اور کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیئے چوہا

کی توہنی نکل گئی۔

”کیا ہوا اسے۔ کسی ذہنی امراض کے ماہر کو دکھانا چاہیے؟“

کچھ کھسکی ہوئی لگتی ہے۔“ عمران نے صفدر سے سرگوشیاں

انداز میں کہا۔ لیکن ظاہر ہے لہجہ اتنا دلچسپ ضرور تھا کہ اس کی

آواز جولیا کے کانوں تک بخوبی پہنچ رہی تھی۔

”شٹ اپ۔ بکو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے۔ اور سنو

آئندہ مجھ سے بے تکلفانہ لہجے میں گفتگو کرنے کی جرأت نہ کرنا۔ اگر تم میرے فلیٹ میں نہ آئے ہوتے تو میں تمہیں دھکے مار کر باہر نکال دیتی۔ تم جو چاہے ہو سکتے ہو لیکن بہر حال انسان نہیں ہو۔“ جولیا کا لہجہ آہستہ آہستہ بدلتا جا رہا تھا۔ باوجود ضبط کے آہستہ آہستہ غصہ ظاہر ہوتا جا رہا تھا۔

”تنویر۔ فلم ریوانڈ کر کے دوبارہ چلا دو۔ کم از کم عمران صاحب بھی اس فلم کو دیکھ لیں۔“ صفدر نے تنویر سے کہا۔

”کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کیا کرنا ہے فلم دیکھ

کر یہ تو خود ہی روز گارڈن میں عیش کرتا رہا ہے۔“ جولیا

نے تیز لہجے میں کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس

لیا۔ وہ شاید اب اصل بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا۔

”ارے کمال ہے۔ اب میری اتنی اہمیت ہو گئی ہے کہ مجھ پر

فلمیں بننے لگی ہیں۔ واہ پھر تو جلد ہی ملی وڈ ڈالے بھی بلا لیں گے۔

چلو دیر سے سہی قسمت کی دیوی مہربان تو ہوئی۔“ عمران

نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور صفدر نے اُسے تفصیل بتا

دی کہ کس طرح روز گارڈن پر محکمہ سیاحت والے دستاویزی

فلم تیار کر رہے تھے اور فوٹو گرافر تنویر کا دوست تھا۔ اس نے

عمران اور اس لڑکی کی بھی فلم بنا ڈالی۔ اور تنویر یہ فلم یہاں لے آیا۔

”اچھا مجھے تو احساس ہی نہیں ہوا کہ ہماری فلم بن رہی ہے۔“

مجھے کم از کم بتا دو تیار وہ فوٹو گرافر میں خصوصی پوز تو بنا لیتا۔“

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہوش ہوتا تو پتہ بھی چلتا۔ تمہیں تو اس لڑکی کے علاوہ دنیا میں اور کچھ نظر ہی نہیں آ رہا ہوگا۔" جولیانے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ہاں جولیانہ واقعی تم درست کہہ رہی ہو۔ کس قدر خوب صورت لڑکی ہے بیچاری مس عرشہ ارشاد۔ بالکل کسی پری کی طرح خوب اور حسین۔" عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا اور جولیانہ کا چہرہ غصے کی شدت سے متمتا اٹھا۔

"بے چاری کا کیا مطلب عمران صاحب۔" صفدر نے جلدی سے لفظ بیچاری کو پوائنٹ آؤٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"اب یہ خواہ مخواہ کوئی کہانی گھڑے گا۔ اپنے آپ کو معصوم ثابت کرنے کے لئے۔ چھوڑ دو مرضی آئے کہتا پھرے۔ بیچاری ساتھ پھرے یا چاری کے ساتھ۔ ہمیں کیا۔" جولیانے لہجے میں کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

عمران نے بغیر کچھ کہے سامنے پڑے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیو اٹھایا اور پھر اس کی انگلی تیزی سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گئی۔

"ایکسٹو۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ میں اب دیسٹرن کارمن نہیں جا سکوں گا۔ آپ اپنی سیکرٹسروس کو بھیج دیں۔ میں اب گریٹ لینڈ جاؤں گا۔ مس عرشہ

اپریشن کامیاب تو ہو چکا ہے۔ لیکن اس معاملے میں ڈاکٹر زبیری مزید بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر زبیری نے فون کر کے بتایا ہے کہ اگر میں مس عرشہ سے جا کر اپریشن کے بعد ملوں تو اس کی حالت مزید اچھی ہو جائے گی۔ چونکہ میری اداکاری کی وجہ سے مس عرشہ کا اپریشن کامیاب ہوا ہے۔ اس لئے انہوں نے مجھے خاص طور پر ملنے کے لئے بلا لیا ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اس اپریشن کی کامیابی سے انسانی فلاح کے لئے انقلابی راستے کھل گئے ہیں۔ اس لئے میرا دل جانا ضروری ہے۔ سیکرٹسروس کے کام تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اور ہوتے ہی رہیں گے۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر صرف صفدر اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے بلکہ جولیانہ بھی کچن سے باہر آ گئی تھی۔ اس کے ہرے پر بھی حیرت کے تاثرات تھے۔

"ڈاکٹر زبیری کا نمبر بتاؤ۔ میں اس سے خود بات کرتا ہوں دیے ہوئے واقعی تمہارے جانے کی وجہ سے انسانیت کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے تو میں اصرار نہیں کروں گا۔" ایکسٹو نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکر یہ جناب۔" عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم کہاں سے فون کر رہے ہو۔" دوسری طرف سے ایکسٹو نے پوچھا۔

”جولیا کے فلیٹ سے جناب۔ یہاں صدف تنویر کیپٹن شکیلا اور چوہان بھی موجود ہیں۔“ — عمران نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے ریسور رکھ دیا۔

”میں یہاں اس لئے آیا تھا کہ اگر مس جولیا میری جگہ گریڈ لینڈ چلی جاتی ہیں تو پھر میں ویسٹرن کارمن چلا جاؤں گا۔ جہاں ایک اہم مشن کے بارے میں چیف کو اطلاعات ملی ہیں۔ لیکن جولیا کا دیکھ کر میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ پہلے تو مس عرشہ ارشاد معصوم لڑکی کی زندگی بچانے کا مسئلہ تھا جو میری ذرا سی اداکار سے بچ گئی ہے۔ لیکن اب پوری انسانیت کی فلاح کا مسئلہ ہے۔“ عمران نے ریسور رکھ کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کھل کر بتائیے بات کیا ہے۔“ صدف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بات کچھ زیادہ لمبی نہیں۔ لیکن مس جولیا تو کوئی بات سننا ہی نہیں چاہتیں۔ اور شاید میں نے آپ کی محفل میں بے جا مداخلت کر کے آپ کو ڈسٹرب کیا ہے۔ اس لئے مجھے اجازت۔“ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور کمرے سے اٹھ کر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”بیٹھ جاؤ۔ اور مجھے بتاؤ کہ یہ مس عرشہ ارشاد کون ہے اور اس کی زندگی کو کیا خطرہ تھا۔“ جولیا نے سخت اور حکمانہ میں کہا۔

”لیکن تم تو میری کوئی بات سننا ہی نہیں چاہتیں۔“ عمران

نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”میں کہہ رہی ہوں بیٹھ جاؤ۔ اور مجھے بتاؤ۔“ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

”مس عرشہ نواب ارشاد حسین کی اکلوتی لڑکی ہے۔ کیمبرج یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھی۔ کہ اچانک ایک عجیب سے ذہنی مرض کا شکار ہو گئی۔ اس مرض کا مریض ویسے تو نارمل رہتا ہے۔ لیکن اُسے کال جنس سے بے پناہ نفرت ہو جاتی ہے۔ یہ نفرت اسی قدر بڑھ جاتی ہے کہ اگر اس کے سامنے کوئی مخالف جنس آجائے تو مریض نہ صرف بے ہوش ہو جاتا ہے بلکہ اس کے ذہن کے قطعی طور پر کام چھوڑ جانے کا شدید ترین خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور تم سب یہ بات تو جانتے ہی ہو گے کہ صرف ذہن ماؤف ہونا اور بات ہے۔ اس سے صرف آدمی یا گلی ہو جاتا ہے اور ذہن کا کام چھوڑ

جانا اور بات ہے اس سے آدمی مر جاتا ہے۔ بہر حال نواب ارشاد حسین جو کہ ویسے تو پاکیشیا کے شہری ہیں لیکن طویل عرصے سے لڑکھائیاں رہ رہے ہیں اور ڈیڑھی کے کلاس فیلو رہے ہیں لی اکلوتی بیٹی مس عرشہ ارشاد اس ذہنی بیماری کا شکار ہو گئی۔ لڑکھائیاں ذہنی امراض کے ایک بہت بڑے ماہر ڈاکٹر بری بھی ہیں وہ بھی پاکیشیا کے ہی باشندے ہیں لیکن طویل عرصے سے گریڈ لینڈ میں انسانی ذہنی خلیات پر ریسرچ میں مصروف ہیں۔ وہ نواب ارشاد حسین کے دور کے رشتہ دار بھی ہیں۔ اور بری بھی ان سے یاد اللہ ہے۔ وہ جب پاکیشیا آتے ہیں تو میں

ان خصوص مرض کے نتائج و عواقب سے بھی واقف ہو۔ اور اس معیار پر بھی پورا اترے۔ جس معیار پر میں نے بتایا ہے اور کوئی ایسی بات بھی نہ کرے۔ جس سے سادہ مقصد ہی تباہ ہو کہ وہ جلتے بلکہ ممکن ہے کہ مس عرشہ کو دورہ پڑ جائے اور اس کی موت واقع ہو جائے۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو ویسے بھی مس عرشہ کی زندگی ہر وقت شدید نظرے سے دوچار رہنی تھی۔ کسی لمحے کسی مرد کی کوئی بھی بات سن کر اُسے دورہ پڑ سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس تجربے کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ تاکہ اگر واقعی یہ تجربہ کامیاب ہو جاتا ہے تو اس سے انسانیت کی فلاح کے لئے انقلابی راہیں کھل جائیں گی۔ اور نہ صرف مس عرشہ بلکہ آئندہ کروڑوں افراد کی زندگیوں بچائی جاسکیں گی۔ چنانچہ ڈاکٹر زبیری نے واپس جا کر نواب ارشاد حسین کو ساری بات سمجھائی اور نواب ارشاد حسین اپنی بیگم اور بیٹی کو لے کر یہاں پہنچ گئے۔ چونکہ معاملہ جوان لڑکی کی بیماری کا تھا۔ اس لئے وہ ڈیڑھ مہینے کی کوٹھی میں رہنے کی بجائے ہوٹل شیرٹن میں ٹھہرے۔ ڈاکٹر زبیری نے میرا فون نمبر دے دیا تھا۔ مجھے اطلاع ملی تو میں تیار ہو کر ہوٹل پہنچ گیا۔ مس عرشہ سے بات چیت کی۔ مس عرشہ کے چہرے پر آنے والے تاثرات سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ میرا نظریہ درست ثابت ہو رہا ہے۔ چنانچہ میں اُسے اپنے ساتھ کار میں بٹھا کر روزگار ڈن لے گیا۔ وہاں کافی وقت گزار کر میں نے اُسے واپس ہوٹل چھوڑا۔ اس دوران میں نے مس عرشہ کی باتوں سے محسوس کر لیا کہ میرا تجربہ خاصا کامیاب رہا ہے۔ چنانچہ میں نے

ان سے ضرور ملتا ہوں۔ کیونکہ جس موضوع پر وہ ریسرچ کر رہے ہیں مجھے بھی اس میں دلچسپی ہے۔ بہر حال ڈاکٹر زبیری نے مس عرشہ کا علاج شروع کر دیا۔ تقریباً ایک سال کے علاج کے بعد مس عرشہ اس قابل تو ہو گئیں کہ اب مردوں کو صرف دیکھنے سے ان کے ذہن پر کوئی رد عمل پیدا نہ ہوتا تھا۔ لیکن صرف ایک پیچیدگی ابھی موجود تھی کہ اگر کوئی مرد چلتے ہوئے وہ ان کا والد ہی کہہ نہ ہو۔ اگر ذرا بھی غیر سنجیدہ یا انتہائی شریفانہ انداز سے یہ کہ بات کرتا تو اس پر دورہ پڑ جاتا۔ اس کا علاج سوائے ایک خاص آپریشن کے نہ ہو سکتا تھا۔ اور مس عرشہ کا ذہن اس قدر نازک اور کمزور ہو چکا تھا کہ اگر ایک بار بھی مزید دورہ پڑ جاتا تو لازماً اس کی موت واقع ہو جاتی۔ لیکن ڈاکٹر زبیری آپریٹ کر نے پر تیار نہ تھے۔ کیونکہ ایسا آپریشن آج تک کبھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ گزشتہ دنوں ڈاکٹر زبیری پاکیشیا آئے تو اس کیس کے سلسلہ میں بات چیت ہوئی چونکہ میڈیکل سائنس میں ایک دلچسپ اور انوکھا کیس تھا۔ اس لئے میں نے بھی اس پر دلچسپی لی۔ اور پھر طویل بحث و مباحثہ کے بعد ڈاکٹر زبیری میرے اس نظریے سے متفق ہو گئے کہ اگر مس عرشہ کو کسی ایسے سے ملایا جائے جو سنجیدہ بھی ہو اور انتہائی شریفانہ اخلاق کا مالک بھی ہو اور مس عرشہ اس میں دلچسپی بھی لے تو اس سے مس عرشہ کی مخصوص ذہنی میں اس قدر توانائی آسکتی ہے جس سے آپریشن کی کامیابی کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے ایسا آدمی کیسے میسر آ سکتا تھا جو اس

نواب ارشاد حسین کو واپسی کا سگنل دے دیا۔ اور وہ مس عرشہ کو لے کر واپس گریٹ لینڈ چلے گئے۔ وہاں ڈاکٹر زبیری نے چیک کیا تو میرا نظریہ درست ثابت ہوا۔ مس عرشہ کے ذہن کے مخصوص ٹیسٹوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ اس کے مخصوص ذہنی خلیات میں اس قدر توانائی آگئی ہے کہ آپریشن کی کامیابی کے چانس نظر آنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر زبیری نے میڈیکل تاریخ کا یہ انوکھا آپریشن کیا جو کامیاب ثابت ہوا۔ اس سے کم دردن انسان کو فائدہ پہنچنے کے راستے کھل گئے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اس آپریشن کی کامیابی اس قدر اہم بات ہے کہ اس پر ڈاکٹر زبیری کو دنیا کا سب سے بڑا انعام ٹاپ پرائز دیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر زبیری نے کہا تھا کہ آپریشن کی کامیابی کے بعد میں ایک بار آکر مس عرشہ سے مل لوں۔ اس سے مزید فائدہ ہوگا۔ لیکن ادھر ہمارے چیف نے بتایا ہے کہ اس ٹاپ پرائز کے سلسلے میں کوئی مشن دیسٹرن کالمن میں درپیش ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اگر اس مشن کی وجہ سے میں خود گریٹ لینڈ نہ جا سکا تو مس جولیا کو درخواست کر دوں گا کہ وہ میری بجائے مس عرشہ کے پاس چلی جائیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ مس جولیا سے مل کر اور باتیں کر کے یقیناً مس عرشہ اس نتیجے پر پہنچے گی۔ کہ مرد نفرت کے قابل نہیں ہوتے۔ لیکن یہاں مس جولیا کا رویہ مس عرشہ سے بھی زیادہ مردانہ نظر آ رہا ہے اس لئے مجھے ایکسٹو سے بات کرنی پڑی۔ — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور جولیا کے

بہرے پر گہری ندامت کے آثار نمودار ہو گئے۔

”آئی۔ ایم۔ سوری عمران۔ میں دراصل کچھ اور سمجھتی تھی۔ تم نے ایک بیمار لڑکی کی زندگی بچانے کے لئے جو کچھ کیا ہے۔ اس سے تمہاری قدر میرے دل میں اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اگر ایکسٹو اجازت دے تو میں ضرور مس عرشہ کے پاس جاؤں گی۔“ — جولیا نے جذبات سے بھگے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جولیا نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔

”جولیا بول رہی ہوں۔“ — جولیا نے کہا۔

”ایکسٹو۔ کیا عمران موجود ہے؟“ — دوسری طرف سے ایکسٹو نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

”یس باکس۔“ — جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ریسور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”عمران بول رہا ہوں۔“ — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”سنو میں نے ڈاکٹر زبیری سے بات کر لی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارا فوری گریٹ لینڈ آنا ضروری نہیں ہے۔“ — ایکسٹو نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اگر ایسی بات ہے جناب تو ٹھیک ہے۔ ویسے اگر آپ مس جولیا کو بھیج دیں تو مس عرشہ واقعی ان سے مل کر بے حد خوش ہوں گی۔ کیونکہ مس جولیا کے آپ کے بارے میں جو جذبات ہیں کم از کم

نے پورے دارالحکومت کے ٹیلی فون کالز کی چیکنگ کے احکامات دے دیئے۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ وہ اپنے کاروبار کی غرض سے لازماً کسی نہ کسی کو فون کرے گا۔ اور اس طرح ہم اُسے آسانی سے تلاش کر لیں گے۔ پھر اس کی ایک فون کال چیک ہو گئی ہے۔ لیکن باس اس فون کال کی تفصیلات انتہائی حیرت انگیز ہیں۔ کم نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر بات کرو۔“ — ڈائٹ کر سٹائن نے غراتے ہوئے کہا۔

”باس۔ لارڈ رابنسن نے پاکیشیا کے مشہور سیکریٹ ایجنٹ علی عمران کو کال کیا ہے اور اسے تفصیل سے بتایا ہے کہ روٹ کے چیف ڈائٹ کر سٹائن ٹاپ پرائز کے فیصلے پر اثر انداز ہونا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ اس کی امداد کرے۔“ کم نے جواب دیا تو ڈائٹ کر سٹائن بے اختیار چونک کر کرسی پر سیدھا ہو گیا۔

”پاکیشیا کے علی عمران کو کال کی ہے اس نے لیکن وہ اُسے کیسے جانتا ہے۔“ — ڈائٹ کر سٹائن کے لہجے میں اب سختی کی بجائے حیرت کی جھلکیاں موجود تھیں۔

”اس کی گفتگو کے مطابق وہ دونوں آکسفورڈ میں کلاس فیلو ہیں۔ اور لارڈ رابنسن عمران کے ساتھ دہلی آکسفورڈ میں کئی کیسز میں شریک بھی رہا ہے۔ اور اب بھی ان کے درمیان دوستانہ تعلقات موجود ہیں۔“ کم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو۔ اس کا مطلب ہے لارڈ رابنسن نے روٹ کے خلاف

ایک غیر ملکی ایجنٹ کو کام کرنے کا کہہ کر ویسٹرن کارمن سے غداری کی ہے۔ اور اب اُسے اس غداری کی سزا ملے گی۔ اور یہ سزا صرف اس کی موت پر ختم نہیں ہوگی۔ اس کے پورے کاروبار اور جائیدادوں کی تباہی۔ اس کے بیوی بچوں کی ہلاکت بھی اس میں شامل ہوگی۔“ — ڈائٹ کر سٹائن نے غصے سے پھینکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔“ — دوسری طرف سے کم نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرے احکامات سن لو۔ فوری طور پر اس لارڈ رابنسن کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو۔ میں اُسے اپنے ہاتھوں سے روٹ کے خلاف کام کرنے کی سزا دینا چاہتا ہوں۔ پھر اس کی ہلاکت کے بعد میرے دیگر احکامات پر عمل درآمد شروع کر دینا۔ سمجھ گئے۔ دیگر احکامات کا مطلب سمجھ گئے ہو؟“ ڈائٹ کر سٹائن غصے کی شدت سے حلق کے بل چیخ رہا تھا۔

”یس باس۔ اس کے کاروبار کی تباہی۔ اس کی جائیداد کی تباہی اس کے بیوی بچوں کی ہلاکت۔“ کم کا لہجہ اور زیادہ سہما ہوا تھا۔

”ہاں بالکل۔ اور سنو۔ ریڈ اینڈ بلیک روٹ کو ہوشیار کر دو کہ وہ اس عمران کی ویسٹرن کارمن میں آمد سے ہوشیار رہیں۔ جیسے ہی یہ شخص ویسٹرن کارمن میں آئے اسے فوری طور پر گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کیا جائے۔ محکمے میں اس کی جو فائل موجود

ہے۔ اس کی کاپیاں روٹ کے تمام پوائنٹس پر بھجوا دی جائیں اور سنو۔ سب کو کہہ دینا کہ اگر یہ شخص گرفتار نہ ہوا تو میں ایک روٹ کو اپنے ہاتھوں سے گولیوں سے اڑا دوں گا۔ واسٹ کرسٹائن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”یس باس“ کم نے جواب دیا۔

”اس لارڈ رابنسن کو آدھے گھنٹے کے اندر اندر گرفتار کر کے ایکس ہاؤس میں پہنچا دو۔ سن لیا تم نے۔ آدھے گھنٹے کے اندر اندر حکم کی تعمیل میں ایک منٹ بھی تاخیر ہوئی تو میں تمہیں گولیوں سے اڑا دوں گا۔“ واسٹ کرسٹائن نے اُسی طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اس طرح ریسور کو کرپٹل پر پٹخا جیسے لوہار ہتھوڑا پوری قوت سے گرم لوہے پر مارتا ہے۔

”ہو نہہ۔ نائنس۔ کرسٹائن کے خلاف غیر ملکی ایجنٹوں کو بلا رہا ہے۔ میں اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دوں گا۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا۔ میں اسے کچل کر رکھ دوں گا۔ ہو نہہ ٹاپ پرائمز میں اس کا وہ حشر کروں گا کہ دنیا عبرت لے گی۔“ ریسور پٹخ دینے کے بعد واسٹ کرسٹائن نے زور زور سے میز پر کتے مارتے ہوئے صبح بیچ کر کہنا شروع کر دیا۔ وہ واقعی اس وقت انتہائی مغلوب الغضب آدمی نظر آ رہا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا غصے کی شدت سے بگڑا ہوا چہرہ نارمل ہوتا گیا۔ اور اس نے ادنیٰ نشست کی کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ تقریباً بیس منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرسٹائن نے

آنکھیں کھولیں اور ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھالیا۔ گو اس کا چہرہ اب نارمل ہو چکا تھا۔ لیکن آنکھوں میں سرخی اور غصے کی چنگاریاں نکلتی اب بھی دکھائی دے رہی تھیں۔

”یس“ کرسٹائن نے تند و تیز لہجے میں کہا۔

”کم بول رہا ہوں باس۔ حکم کی تعمیل ہو چکی ہے۔ لارڈ رابنسن اور اس کے ساتھ اس کی بیوی اور دو بچے بھی اغوا کر لئے گئے ہیں۔ وہ سب ایکس ہاؤس کے سین سیل میں اپنی موت کے منتظر ہیں۔ کم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہوں۔ گڈ شو ٹھیک ہے۔ اس کے ساتھ جب اس کی

بیوی اور بچے تڑپیں گے تو اسے صحیح معنوں میں احساس ہو گا کہ

کرسٹائن کے حکم کی تعمیل نہ کرنا کتنا سنگین اور ناقابل تلافی جرم

ہے۔“ کرسٹائن نے کہا اور ریسور کو کہہ کر وہ کسی سے اٹھا۔

اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔ حقوڑی دیر

بعد وہ اپنی ہم پردہ کار میں بیٹھا دسٹر کارمن کی سڑکوں سے

گزرتا ہوا ایکس ہاؤس کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ ایکس ہاؤس

دارالحکومت کے شمال مغرب میں ایک عمارت تھی۔ جس کے نیچے

تہہ خانوں میں روٹ کے ٹاچر سیل بنے ہوئے تھے۔ یہ

تمام سیل انتہائی ہولناک تشدد کے لئے بنائے گئے تھے یہاں

ایسا عملہ رکھا گیا تھا جو فطری طور پر انتہائی اذیت پسند واقع ہوا

تھا۔ یہاں تشدد کے قدیم ترین آلات سے لے کر جدید ترین آلات

موجود تھے۔ تمام کے تمام کمرے مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھے۔

اس لئے یہاں ابھرتے والی درد و اذیت میں ڈوبی ہوئی انسانی چیخیں
کمرؤں کی دیواروں سے سر ٹکرا ٹکرا کر ہی رہ جاتی تھیں۔ ایکس ہاؤس
کو انسانی مقتل کا کہاجاتا تھا۔ اور پورے ویسٹرن کارمن میں یہ
مشہور تھا کہ ایکس ہاؤس جہنم سے بھی بدتر جگہ ہے اور جو ایک بار
ایکس ہاؤس میں داخل ہو گیا اس کی روح بھی صدیوں تک تڑپتی
رہے گی۔

وائٹ کمرسٹائن کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ کار کے کلر
شیٹے بند تھے۔ ڈرائیور اور عقبی نشست کے درمیان بھی کلرڈ شیٹ
موجود تھا۔ ڈرائیور کو کمرسٹائن کا خاص آدمی تھا لیکن اُسے بھی
کمرسٹائن کے حکم کے بغیر گم دن گھا کر پیچھے دیکھنے کی بھی اجازت
نہ تھی۔ کار خاصی تیز رفتاری سے سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ایک سر
رنگ کی عمارت کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ ڈرائیور نے کار کو پھاٹک
کی طرف لے جاتے ہوئے کار کے ڈیش بورڈ پر موجود ایک بٹن
دبا دیا۔ دوسرے لمحے سرخ رنگ کا بڑا سا پھاٹک خود کار اندا
میں کھلتا گیا۔ اور ڈرائیور کار سیدھی اندر لے گیا۔ لیکن پھر وہ
اُسے سامنے پورے چ میں لے جانے کی بجائے دائیں طرف کو لے گیا
اور پھر کار کے پیچھے سے پہلے ہی دائیں طرف زمین کا ایک حصہ
مندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کواٹھ گیا، اندر نیچے جاتی ہوئی
ایک سڑک نظر آ رہی تھی۔ کار بغیر کے نیچے جاتی ہوئی سڑک پر
دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ یہ ایک چوڑی سرنگ تھی جس کی چھت
پر بلب جل رہے تھے۔ اس سرنگ کا اختتام ایک بڑے سے

کمرے میں ہوا۔ جہاں جا کر کار رک گئی۔ اس کمرے میں شین گنوں
سے مسلح اور ریڈ روٹ کی مخصوص یونیفارم میں ملبوس چار آدمی موجود
تھے۔ کمرسٹائن دروازہ کھول کر جیسے ہی نیچے اترا ان چاروں نے
بالکل فوجی انداز میں اُسے سیلوٹ کیا۔ کمرسٹائن سر ملاتا ہوا
آگے بڑھ گیا۔ ایک دروازہ کمر اس کمرے کے وہ تیزی سے ایک اور
راہداری میں بڑھتا گیا۔ جہاں ہر دس قدم پر مسلح آدمی موجود تھا۔
وہ سب باری باری کمرسٹائن کو سیلوٹ کرتے رہے۔ لیکن
اس بار کمرسٹائن نے سر کو معمولی سا خم بھی نہ دیا وہ اسی طرح اکڑا
ہوا پم غرور انداز میں چلتا آگے بڑھتا گیا۔ راہداری کا اختتام ایک
دروازے پر ہوا۔ جو کمرسٹائن کے پیچھے ہی خود بخود کھل گیا۔ یہ
ایکس ہاؤس کے مین سیل کا دروازہ تھا۔ جس میں لارڈ رابنسن
اس کی بیوی اور بچے موجود تھے۔ کمرسٹائن اندر داخل ہوا تو
اس مال نما کمرے میں موجود چار گینڈوں کی طرح پلے ہوئے
جسموں اور گتے سروں والے افراد نے اُسے سیلوٹ کیا۔
یہ مین سیل کے انچارج تھے۔ اور انہیں چار شیطانوں کے نام
سے یاد کیا جاتا تھا۔ یہ چاروں بھائی تھے اور اس قدر غیث فطرت
تھے کہ انسانوں پر ایسا ایسا بیہمانہ اور ہولناک تشدد کرتے کہ
دوسرے شاید ایسا کرنے کا سوچ بھی نہ سکتے تھے۔ کمرے میں
ایک نوجوان آدمی ایک نوجوان لڑکی اور دو معصوم بچے جن میں ایک
دس سالہ لڑکا اور دوسری آٹھ سالہ لڑکی تھی۔ سڑکی نما تختوں
سے بلیٹوں میں جکڑے ہوئے ستونوں کے ساتھ کھڑے ہوئے

تھے۔ اس سٹریپر نما تختوں کو ستونوں سے باندھا گیا تھا۔ اور چاروں کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ وہ بے ہوش تھے۔

”میرے لئے کسی یہاں رکھو اور لارڈ اور اس کی بیوی کو ہو میں لے آؤ۔“ کرسٹائن نے حکمانہ لہجے میں کہا۔ اور ایک گنجنے نے جلدی سے بھاگ کر ایک کمرے میں رکھی ہوئی بڑی شاہ انداز کی کرسی اٹھائی اور لاکر کرسٹائن کے عقب میں رکھ دی۔ کرسٹائن بڑے پُرعز و انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ دو گنجنے نے ایک کونے میں موجود الماری کھولی اور اس کے اندر رکھی ہوئی ایک سرخ جوڑدرنگ کے محلول سے بھری ہوئی تھی اٹھائی اور اس کی کیپ ہٹا کر اس نے لارڈ اور اس کی بیوی کے بازوؤں میں انجکشن لگائے اور پھر سرخ کو داپس الماری پر رکھ دیا۔ بال کمرے کی ایک سائیڈ پر دیوار کے ساتھ قسم قسم اور عجیب و غریب ڈیزائنوں کی مشینیں موجود تھیں۔ جب کہ با دیواروں کے ساتھ انتہائی خوف ناک منہر تلواریں بھالے و بٹے ہوئے تھے۔ ایک سائیڈ پر لوہے کا ایک بڑا سا ناف قد و قامت کا ڈھانچہ کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی لوہے کی ایک کرسی بھی رکھی ہوئی تھی۔ جس کے پائے زمین میں گڑے ہوئے کرسٹائن ہونٹ بھینچے سامنے موجود افراد کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور چند لمحوں بعد لارڈ اور اس کی بیوی کے جسموں میں ہلکی حرکت کا احساس ہوا۔ اور پھر ان دونوں کی آنکھیں کھل گئیں۔

”گگ۔ گگ۔ گگ۔ کیا مطلب۔ ہم کہاں ہیں۔“

دور نے ایک لمخت چیتے ہوئے کہا۔ اس کے پہرے پر ماحول کو دیکھ کر شدید خون کے آثار ابھر آئے تھے۔ چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ اور آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں۔ جب کہ مرد کے چہرے کے اضلاع سکڑ گئے تھے اور ہونٹ بھینچ گئے تھے۔

”میرے بچے میرے بچے۔ انہیں کیا ہوا۔“ اچانک دور نے گردن گھما کر سٹریپر نما تختوں سے جکڑے ہوئے بے ہوش بچوں کو دیکھتے ہی بڑی طرح چیتے ہوئے کہا۔

”ابھی تو کچھ نہیں ہوا مادام۔ لیکن ابھی سب کچھ ہو جائے گا۔ ان کے ناخن اکھڑے جائیں گے۔ جسموں پر خجروں سے زخم ڈال کر ان میں نمک چھڑکا جائے گا۔ آنکھیں نکالی جائیں گی ناک کان کاٹے جائیں گے۔ ان کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کیا جائے گا۔“ کرسٹائن نے بھوکے بھڑکے بھڑکے سے انداز میں دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیوں۔ یہ تو بچے ہیں۔ معصوم بچے ہیں۔ انہوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ کون ہو تم۔ رابنس یہ کیا کہہ رہا ہے۔“ اس عورت نے خوف سے بڑی طرح چیتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ بچے ہیں مادام۔ لیکن یہ اس شخص کے بچے ہیں جس نے میرے حکم کی خلاف ورزی کرنے کی جرأت کی ہے اور صرف جرأت کی ہے بلکہ اس نے ایک غیر ملکی ایجنٹ کو میرے مقابلے میں دعوت دے کر غدار کی ہے یہ سب اس کی سزا ہے۔ تمہارے شوہر کے کہ تو توں کی سزا

کہ سٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

”تم جو چاہتے ہو کہ لوہے کی ٹاپ پیمانہ کی غیر جانبدارانہ حیثیت کو داغدار نہیں کر سکتا۔“ لارڈ رابنسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”راجی راجی، فارگاہ سیک۔ اس کی بات مان لو۔ یہ انتہائی سفاک آدمی ہے۔ یہ واقعی سب کچھ کر گزرے گا۔“ اس دُرت نے بُری طرح چھتے ہوئے کہا۔

”نہیں روزی۔ میں اپنے بزرگوں کی طرف سے چلے آنے والے اس بین الاقوامی ٹاپ پیمانہ کی حیثیت اس آدمی کی خاطر متاثر نہیں کر سکتا۔ میں مرتو کر سکتا ہوں لیکن اصولوں پر سودے بازی نہیں کر سکتا۔ اس کے بس میں جو ہو یہ کر لے۔“ لارڈ رابنسن نے اُسی طرح حتیٰ لہجے میں کہا۔

”گڈ شو۔ تم واقعی جاندار آدمی ہو۔ ٹھیک۔ میں دیکھتا ہوں۔ تمہاری یہ فہم کب تک قائم رہتی ہے۔“ کہ سٹائن نے کہا اور پھر وہ پیچھے کھڑے ان چاروں گنجوں کی طرف گردن گھما کر مخاطب ہوا۔

”راک۔“ کہ سٹائن نے تسکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس باس۔“ ایک گننے دیو نے تیزی سے آگے بڑھ کر کہ سٹائن کے سامنے تقریباً دو گے بلی جھکتے ہوئے کہا۔

”اس بچے کو ہوش میں لاؤ۔ اور پھر باری باری اس کے ناخن اکھڑ دو۔“ کہ سٹائن نے سرد لہجے میں کہا۔

پہلے تمہارے بچوں کو دی جائے گی۔ پھر تمہیں اور آخر میں اس لارڈ کو جو بچانے اپنے آپ کو کیا سمجھنے لگاتے ہیں کہ اس نے روٹ کے خلاف غداری کرنے کا سوچا۔ اس نے روٹ کے چیف کہ سٹائن کے خلاف غیر ملکی ایجنٹ بلاتے۔“ کہ سٹائن نے کہا۔

”اوہ اوہ۔ تم دائٹ کہ سٹائن ہو۔ روٹ کے چیف۔“ اس عورت نے انتہائی دہشت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں ہوں کہ سٹائن۔ روٹ کا چیف اور دیسٹر کارمن میں موجود ہر شخص کی زندگی کا مالک۔“ کہ سٹائن نے انتہائی پُرعز و لہجے میں کہا۔

”تم نے جو کچھ کہنا ہے مجھ سے کہو۔ جو ایکشن لینا ہے میرے خلاف لو۔ میری بیوی اور بچوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔“ اس نوجوان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”یہ تمہارے بچے ہیں تمہاری بیوی ہے۔ ان کے خلاف ایکشن بھی تمہارے ہی خلاف ایکشن ہے۔ سنو میں تمہیں آخری چانس دے رہا ہوں۔ اگر اب بھی تم وعدہ کر لو کہ تم میرے پیروں میں گر کر مجھ سے معافی مانگو گے۔ میرے حکم کے مطابق ڈاکٹر گراہم کو سائنس کا ٹاپ پیمانہ دینے کا اعلان گے تو میں اب بھی تمہیں معاف کر سکتا ہوں۔ ورنہ یاد رکھو۔ میرے ایک اشارے پر تمہارے بچوں اور تمہاری بیوی کا حشر کر دیا جائے گا۔ بولو۔ آخری موقع ہے تمہارے پاس۔“

”یس باس“۔ راک نے کہا اور تیزی سے ایک بار پھر اسی الماری کی طرف بڑھ گیا۔
 ”رک جاؤ۔ فارگاڈ سیک۔ رک جاؤ۔ مجھے جو چاہئے کہہ دو۔ لیکن میرے بچوں کو کچھ نہ کہو“۔ روزی نے بڑی طرح چیختے ہوئے کہا۔

”خاموش ہو جاؤ روزی۔ کوئی انسان اس قدر ظالم نہیں ہو سکتا کہ کسی معصوم بچے پر اس طرح کا تشدد کرے یہ صرف ہمیں ڈرانا ہے“۔ لارڈ رابنسن نے کہا۔
 ”ہا۔۔۔ تم نے ابھی کہہ سٹائن کو دیکھا ہی نہیں۔ ابھی تم خود اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لو گے“۔ کمر سٹائن نے زہریلے ہجے میں کہا۔

گنجاراک الماری کے سامنے سے مڑا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پلاسٹک تھا۔ جب کہ دوسرے ہاتھ میں وہی سرخ مٹی جس سے اس نے پہلے لارڈ رابنسن اور اس کی بیوی کو انجکشن لگائے تھے۔ لارڈ رابنسن ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا تھا جب کہ اس کی بیوی کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

”پلیز رحم کرو۔ رحم کرو۔ فارگاڈ سیک رحم کرو“۔ اچانک روزی نے کہہ سکتے ہوئے کہا۔ لیکن نہ ہی اس کی بات کمر سٹائن نے سنی اور نہ راک نے۔ اس گنجنے راک نے آکر لٹکے کے بازو میں انجکشن لگایا اور پھر سرخ ایک طرف رکھ کر وہ ہاتھ میں آہنی پلاسٹک پکڑے کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بچے نے چیخ مارتے

ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اُسی لمحے اس گنجنے راک نے جھپٹ کر بچے کی ایک انگلی اس مخصوص انداز کے پلاسٹک میں ڈال کر ایک زوردار جھٹکا دیا۔ تو بچے کے حلق سے نکلنے والی دردناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی روزی کے حلق سے بھی چیخ نکلی اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ بچہ بندھے ہوئے کے باوجود بڑی طرح تڑپ رہا تھا۔ مگر راک نے بجلی کی سی تیزی سے دوسری انگلی پلاسٹک میں ڈال کر زوردار جھٹکا دیا۔ اور بچے کے حلق سے اب دردناک چیخیں تو اتار کے ساتھ نکلنے لگیں۔ اس کا چہرہ درد کی شدت سے نیلا پڑ گیا تھا۔ دوسرے لمحے اس کی گردن ڈھلک گئی۔

”باس۔ یہ مر گیا ہے“۔ راک نے اس طرح مر کر کمر سٹائن سے کہا جیسے اُسے اس بچے کے اتنی جلدی مر جانے پر افسوس ہو رہا ہو۔

”ادہ۔ بڑا بودا نکلا۔ باپ تو بڑا بہادر بنتا ہے اور بیٹا اس قدر بودا۔ اب اس بچی کو ہوش میں لاؤ اور اس کا بھی یہی حشر کرو“۔ کمر سٹائن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا تم واقعی اس قدر ظالم ہو۔ وحشی اور درندے ہو۔ تمہیں بچوں پر بھی رحم نہیں آتا“۔ لارڈ رابنسن نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔

”تم نے ابھی دیکھا ہی کیا ہے لارڈ رابنسن۔ ابھی تو ابتدا ہے۔ بولو۔ تیار ہو میرا حکم ماننے پر یا.....“۔ کمر سٹائن نے

سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تم جس قدر چاہو ظلم کرو۔ میں اصول کے خلاف کچھ نہیں کروں گا۔" لارڈ رابنسن نے کہا اور اسی لمحے اس کی آٹھ سالہ بچی کے حلق سے اپنے بھائی جیسی دردناک چیخ بلند ہو رہی تھی۔ اس دوران بچی کو ہوش میں لا کر اس کی ایک انگلی کا ناخن اس خوفناک پلاسٹک میں ڈال کر اکھاڑ چکا تھا۔ اور بچی کی چیخ سنتے ہی لارڈ رابنسن کی گردن بھی ڈھلک گئی۔ وہ بہوش ہو چکا تھا۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ تم تو اصول پسند بنتے تھے۔ ابھی سے بے ہوش ہو گئے ہو۔ راک پہلے اس لارڈ کو ہوش میں لاؤ پھر کاہل دانی کرنا۔" کم سٹائن نے شیطانی انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اور راک تیزی سے لارڈ رابنسن کی طرف مڑ گیا۔ اس نے لارڈ رابنسن کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے تھپڑ پر لارڈ رابنسن ہوش میں آ گیا۔

"اب دوبارہ کاہل دانی شروع کرو ورنہ راک۔" کم سٹائن نے کہا اور راک پلاسٹک پر دوبارہ چبھتی اور تڑپتی ہوئی بچی کی طرف بڑھ گیا۔

ٹرومین نے کارنیکو بار کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اُسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اترا۔ اور جیب سے اس نے سگاروں کا ڈبہ نکالا۔ ایک سگار توڑ کر اس نے منہ سے لگایا۔ اور پھر اُسے شعلہ دکھا کر وہ لمبے لمبے کش لیتا ہوا بار کی طرف بڑھنے لگا۔ بار کے مین گیٹ سے اندر مال میں جانے کی بجائے وہ آگے بڑھ گیا اور عمارت کی سائینڈر پر پہنچ کر ایک دروازے پر رک گیا۔ دروازہ بند تھا۔ ٹرومین نے اس پر دستک دی۔ دوسرے لمحے دروازے کے درمیان ایک چھوٹی سی کھڑکی کھل گئی۔

"نیکو سے کہو کہ ٹرومین آیا ہے۔" ٹرومین نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی کھڑکی بند ہو گئی۔ ٹرومین اطمینان سے کھڑا سگار کے کش لیتا رہا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔

”آئیے جناب۔ باس آپ کے منتظر ہیں۔“ دروازہ کھولنے والے نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ اور ٹرومین سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔ ٹرومین نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اب وہ ایک بڑے سے کمرے میں تھا۔

”آؤ ٹرومین خیریت ہے۔ اس طرح اچانک آمد کسی پر بیٹھے ایک لمبے تڑنگے آدمی نے اٹھ کر مصلحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ایک ضروری کام تھا۔ اس لئے خود آنا پڑا۔“ ٹرومین نے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ادہ ضرور ضرور۔ مجھے خوشی ہے ٹرومین کہ تمہارا بھی میرے سے کوئی کام نکلا۔ اب تک تو تم ہی ہمیشہ میرا کام کرتے چلے آئے ہو۔ پہلے بتاؤ کیا پیو گے۔“ اس لمبے تڑنگے آدمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جو بلاؤ زیکو۔“ ٹرومین نے کہا۔ اور صوفے پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اس زیکو نے ایک طرف دیوار کے ساتھ لگے ہوئے ریک میں سے شراب کی ایک بوتل نکالی اور لا کر ٹرومین کے سامنے رکھ دی۔ ٹرومین نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا۔ اور اسے منہ سے لگا کر غٹا غٹا شراب پینے لگا۔ اس نے بوتل اس وقت منہ سے ہٹائی جب آدھی سے زیادہ بوتل کی شراب

اس کے حلق سے نیچے نہ اتر گئی۔ زیکو خاموش بیٹھا اسے شراب پیتے دیکھ رہا تھا۔

”شکریہ زیکو۔ اچھی شراب ہے۔“ ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ ہے۔ تمہیں پسند آگئی۔ ورنہ میں تو ڈر رہا تھا۔ کہ کہیں تمہارے معیار پر نہ اتری تو مجھے شرمندہ ہونا پڑے گا۔“ زیکو نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹرومین بھی ہنس پڑا۔

”اچھا زیکو۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مجھے تم سے کیا کام ہے۔ میری عادت تم جانتے ہو۔ میں صاف اور سیدھی بات کہہ دیتا ہوں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم بھی صاف اور سیدھا جواب دو گے۔ اور ہماری تمہاری بات اس کمرے سے باہر نہ چلے گی۔“ ٹرومین نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ بتاؤ کیا کام ہے۔“ زیکو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم ریڈ روٹ کے اہم عہدے دار ہو۔ اور شاید کسی سیکشن کے انچارج بھی ہو۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں۔“ ٹرومین نے پوچھا۔

”ہاں۔ میں الیون سیکشن کا انچارج ہوں۔“ زیکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا چیف باس دائرے کے سٹائن کہاں ہوتا ہے۔“

ٹروین نے پوچھا تو نیکو بے اختیار اچھل پڑا۔
 "چیف باس۔ ادہ۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" — نیکو نے
 انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں نے اس سے ملنا ہے۔ ایک ایسا کام ہے جس میں اس
 کا ہی فائدہ ہے۔ ایک اہم ترین پیغام دینا ہے اور یہ پیغام
 میں اسے براہ راست ہی دے سکتا ہوں۔ فون یا کسی اور
 ذریعے سے نہیں۔" — ٹروین نے انتہائی سنجیدہ لہجے
 میں کہا۔

"وہ تو کسی سے نہیں ملتا۔ صرف اپنے ہیڈ کوارٹر میں رہتا
 ہے۔" — نیکو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
 "مجھے معلوم ہے۔ اس لئے تو تمہارے پاس آیا ہوں۔"

ٹروین نے جواب دیا۔
 "کب ملنا چاہتے ہو اس سے؟" — نیکو نے چند لمحے
 خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ابھی ملو ادو تو زیادہ اچھلے" — ٹروین نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

"ابھی۔ ادہ نہیں ٹروین۔ تم باس کے متعلق کچھ نہیں جانتے
 وہ انتہائی پراسرار آدمی ہے۔ میں تو سوچ رہا ہوں کہ تمہارے
 مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ میں بتا نہیں سکتا۔ اور تم نے زندہ
 میں پہلی بار مجھے ایک کام بتایا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا انچارج کما
 ہے اور وہ میرا دوست ہے۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔

اگر وہ مان گیا تو شاید تمہاری ملاقات ہو جائے۔ لیکن میں اسے
 تمہارے متعلق کیا بتاؤں۔ یہی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔"
 نیکو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اُسے کہہ دو کہ ایکرمیا کی سپیشل ایجنسی بلیک ایگل کا چیف
 ملنا چاہتا ہے۔" — ٹروین نے جواب دیا۔

"ادہ شاید پھر وہ مان بھی جائے۔ پھر وہ میں کم سے بات کرتا
 ہوں۔" — نیکو نے کہا اور سلسلے میں زیر پڑا ہوا ٹیلی فون اس
 نے اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کا ریسیور اٹھا کر اس نے تیزی
 سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کم سپیکنگ" — رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی
 دی۔

"کم۔ میں نیکو بول رہا ہوں۔" — نیکو نے کہا۔
 "ادہ نیکو تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا؟" — دوسری طرف
 سے کم نے چونک کر پوچھا۔

"ایک کام ہے۔ سنو۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ ایکرمیا میں
 میرے تعلقات خاصے گہرے ہیں۔ چنانچہ ایکرمیا کی ایک سپیشل
 ایجنسی بلیک ایگل کا چیف آرنلڈ بھی میرے دوستوں میں سے
 ہے۔ اس نے مجھے ابھی فون کیا ہے۔ وہ چیف سے ملنا چاہتا
 ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ چیف کے ہی فائدے کی بات ہے۔
 کیا تم یہ ملاقات کرا سکتے ہو۔ یہ مجھ پر تمہارا ذاتی احسان ہوگا۔"
 نیکو نے اپنی طرف سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے کمرادوں کا فون پر ملاقات۔ لیکن ابھی نہیں۔
کیونکہ باس ابھی ایکس ماؤس گیا ہے۔“ کم نے
جواب دیا۔

”ایکس ماؤس۔ وہ کیوں۔ باس تو دماغ خود نہیں جایا کرتا،
زیکو نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔
”ماں۔ مگر اب گیا ہے۔ اس کی انا کو یہاں کے ایک لارڈ
رابنسن نے چیلنج کر دیا تھا۔ لارڈ رابنسن وہی ٹاپ پرائز والا۔
باس نے اُسے کوئی حکم دیا اس نے ماننے سے انکار کر دیا۔
اور نہ صرف انکار کر دیا بلکہ اپنی حمایت میں اس نے پاکیشیا کے
ایک سیکرٹ ایجنٹ عمران کو بھی باس کے خلاف کام کرنے
کی دعوت دے ڈالی۔ بس باس تو پھر گیا۔ چنانچہ اس کے
حکم پر لارڈ رابنسن اس کی بیوی مددنی اور دو بچوں کو ایکس
ماؤس پہنچا دیا گیا ہے۔ اور اب باس خود دماغ گیا ہے۔ اور تم
جلتے ہو کہ ان کا اب کیا حشر ہوگا۔ اس لئے ابھی تو باس
شدید غصے میں ہے۔ ابھی تو کوئی بات نہیں ہو سکتی۔“ کم
نے جواب دیا۔

”ادہ پھر تو یہ لارڈ رابنسن۔ اس کی بیوی اور بچے۔ سب کو
واقعی عبرت ناک حشر ہوگا۔ باس تو ان کی بوٹیاں اڑا دے
گا۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ کل سہی۔ گڈ بائی۔“ زیکو نے
کہا اور ریسور رکھ دیا۔
”یہ لارڈ کی کیا بات ہو رہی تھی۔“ ٹرودین نے پوچھا۔

اور جواب میں زیکو نے پوری تفصیل بتادی۔
”تو کیا وہ معصوم بچوں پر بھی ظلم کرے گا۔“ ٹرودین نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”وہ ہے ہی ایسا۔ انتہائی ظالم اور سفاک۔ بہر حال کم مان تو
گیا ہے۔ تم آج یہاں میرے پاس رہو۔ کل شاید تمہارا مسئلہ حل
ہو جائے۔“ زیکو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہ ایکس ماؤس وہی سرخ رنگ کی عمارت سے ناں۔ رابرٹ
روڈ پر۔“ ٹرودین نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”ماں۔ وہی ہے۔“ زیکو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”اد۔ کے زیکو۔ بے حد شکریہ۔ مجھے ابھی ضروری کام ہیں۔
کل پھر آ جاؤں گا۔“ ٹرودین نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے ابھی سے۔ بیٹھو تو سہی۔“ زیکو نے اس کے اتنی
جلدی اٹھنے پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”پھر آؤں گا۔ ابھی کام ہے۔“ ٹرودین نے کہا اور زیکو سے
مصافحہ کر کے وہ تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے رابرٹ روڈ
کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کے ہونٹ بھنے ہوئے تھے۔ اُسے
معلوم ہو گیا تھا کہ یہ شیطان صفت واسٹ کر سٹائن لازما لارڈ
اور اس کی فیملی کو مار ڈالے گا۔ اور اگر اس نے ایسا کر دیا تو پھر
سارا مسئلہ ہی ختم ہو جائے گا۔ عمران پھر کر سٹائن کو اغوا کر کے
کیا کرے گا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ پہلے

اس لارڈ اور اس کی فیملی کو اس کم سٹائن کے ہاتھوں سے بچانا
مزدوری ہے۔ اُسے معلوم تھا کہ اس ایکس ہاؤس میں روٹ کے
کافی مسلح افراد موجود ہوں گے۔ لیکن ظاہر ہے وہ ٹرومین تھا۔
ایک فیصلہ کر لینے کے بعد وہ پیچھے ہٹنا نہ جانتا تھا۔

کھوڑی دیر بعد اس کی کار اس سرخ رنگ کی عمارت کے
سامنے سے گزر رہی تھی۔ اس نے کافی آگے جا کر ایک گلی میں کا
موڑ کر روک دی اور پھر نیچے اترنے سے پہلے اس نے سائیڈ
اٹھا کر اس کے نیچے موجود باکس میں سے ایک مشین گن اٹھائی
اور اسے اٹھا کر اس نے بغل کے اندر کوٹ کے نیچے اس طرح کلپر
کر دیا کہ پلاک چھپکنے میں وہ اُسے ہاتھ میں لے سکتا تھا۔ پھر کا
کا دروازہ کھول کر وہ نیچے اتر اتر اور تیز تیز قدم اٹھاتا بھاگ
طرف بڑھتا گیا۔ بھاگ پر رک کر اس نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل
بٹن دبایا۔ چند لمحوں بعد بھاگ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک
لمبے ٹوٹنگے آدمی نے باہر جھانکا۔ مگر دوسرے لمحے ٹرومین نے
ہاتھ سے اُسے زور سے دھکا دیا اور بجلی کی سی تیزی سے وہ اس
کے پیچھے اندر گھس گیا۔

”گگ — گگ — کون ہو تم“ — اس نوجوان نے جو
پشت کے ہلی نیچے گرا تھا ایک لخت دوبارہ اٹھتے ہوئے کہا
جب کہ ٹرومین اطمینان سے کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ سامنے
پورچ میں دو کاریں کھڑی تھیں۔ لیکن آدمی کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔
”کم سٹائن کہاں ہے“ — ٹرومین نے غراتے ہوئے کہ

”چیف کا پوچھ رہے ہو۔ لیکن کون ہو تم۔ وہ بین سیل میں ہے“
نوجوان ٹرومین کے انداز اور اس کے اطمینان سے قدرے بوکھلا
سا گیا تھا۔

”کہاں ہے وہ سیل۔ مجھے وہاں لے چلو“ — ٹرومین نے
ایک لخت ہاتھ بڑھا کر اُسے گردن سے پکڑا اور گھما کر اپنے سینے
سے لگا لیا۔ مگر نوجوان نے جھبک کر دونوں کہنیاں اس کی پسلیوں
میں مارنے کی کوشش کی تو ٹرومین نے اُسے زور سے آگے کی
طرف دھکیل دیا۔ نوجوان جیسے کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا آگے
فرش پر اوندھے منہ جا گرا۔ دوسرے لمحے ٹھک کی آواز سنائی
دی۔ اور اس نوجوان کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو
گئی۔ ٹرومین کے ہاتھ میں اب سائیکس لگا مشین پٹل نظر آ
رہا تھا۔ پھر ٹرومین تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے کی طرف بڑھنے
لگا۔ برآمدہ خالی پڑا تھا۔ مگر برآمدے کے ساتھ ہی ایک کمرے
سے چند افراد کے بولنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ٹرومین
اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

”ارے یہ کون ہے“ — اچانک کھلے دروازے کے سامنے
بیٹھے نظر آنے والے ایک آدمی نے چونک کر برآمدے کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔

اور اُسی لمحے ٹرومین کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہاں کمریوں پر
چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان چاروں کے کانڈھوں سے مشین
گنیں لٹک رہی تھیں۔ ٹرومین نے کمرے میں داخل ہوتے ہی

فائر کھول دیا۔ اور پلک جھپکنے میں تین افراد کی کھوپڑیاں اڑ گئیں۔ اور ان کے تڑپتے ہوئے جسم کمرسیوں سے نیچے فرش پر جا گئے۔ جب کہ چوتھا جو دروازے کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، اور جو ٹرویدر کو دیکھ کر بولا تھا نے تیزی سے کاندھے سے ہٹکی ہوئی مشین گن اتارنا چاہی۔

”خبردار۔ رک جاؤ۔“ ٹرویدر نے سائیلنسر لگے مشین پٹری کی نال اس آدمی کی کپٹی سے لگاتے ہوئے کہا، اور وہ آدمی ساکت ہو گیا۔

”کون ہو تم۔“ اس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مین سیل کہاں ہے۔ دہاں مجھے لے چلو۔ میں نے تمہارا چیف باس سے فوری بات کرنی ہے۔ ورنہ ٹریگر دبا دوں گا۔“

ٹرویدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”ادہ ادہ۔ ٹھیک ہے۔ آؤ۔ میں لے چلتا ہوں تمہیں۔“

”ادہ ادہ۔ ٹھیک ہے۔ چلو۔ لیکن یاد رکھنا۔ میری انگلی ٹریگر پر ہے۔“

میرا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا۔“ ٹرویدر نے غراتے ہوئے

کہا اور اس آدمی نے سر ہلا دیا۔ ٹرویدر تیزی سے پیچھے ہٹا

ہی تھا کہ وہ آدمی بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر ٹرویدر پر حملہ آور ہو

گیا۔ لیکن ٹرویدر اتنی آسانی سے اس کے قابو میں آنے والا کہا

تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچتا ٹرویدر نے ٹریگر دبا دیا۔

اور دوسرے لمحے وہ آدمی بُری طرح چیخا ہوا دھمکے سے نیچے فرش پر گر کر اور تڑپنے لگا۔ ٹرویدر نے فوراً ہی دوسرا فائر کر دیا۔ اور اس بار گولی نے اس آدمی کی کھوپڑی توڑ دی۔ اور اس کے حلق سے نکلنے والی چپخیں اور کراہیں ختم ہو گئیں۔ لیکن اُسی لمحے اسے دور سے دوڑتے اور چھتے ہوئے آدمیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور ٹرویدر بجلی کی سی تیزی سے کمرے کے دروازے سے نکلا اور ایک ایسے ستون کی ادٹ میں ہو گیا کہ عقب میں دیوار کی وجہ سے اس پر حملہ نہ ہو سکتا تھا۔ جب کہ تینوں سائیلنڈر پر وہ آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ ساتھ ہی اس نے مشین پٹری جیب میں ڈالا اور بغل میں سے مشین گن کھینچ کر ہاتھ میں لے لی۔ اُسی لمحے اُسے راہداری میں سے چار مشین گنوں سے مسلح افراد بمآں لے میں آ کر کمرے کی طرف بڑھتے دکھائی دیئے انہیں چونکہ صورت حال کا صحیح علم نہ تھا۔ اس لئے وہ شاید ہی سمجھے تھے کہ ان کے ساتھیوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا ہے۔ مشین پٹری پر سائیلنسر لگا ہونے کی وجہ سے فائرنگ کی آوازیں انہیں سنائی نہ دی تھیں۔ اور صرف اپنے ساتھی کے حلق سے نکلنے والی چیخ اور اس کے گرنے کا دھماکہ ہی ان کے کانوں تک پہنچا تھا۔ ٹرویدر بھی اس لئے جان بوجھ کر سامنے آنے والے کی کھوپڑی میں گولی مار رہا تھا۔ تاکہ وہ چیخ ہی نہ سکیں لیکن اس آدمی کے اچانک مڑ کر حملہ کرنے کی وجہ سے اُسے مجبوراً اس کے سینے میں گولی مارنی پڑی۔ اور یہی وجہ تھی کہ اُسے چھنے کا موقع

مل گیا تھا۔ وہ چاروں راہداری سے نکل کر جیسے ہی کمرے کے دروازے کی طرف مڑے ٹرومین نے مشین گن سیدھی کی اور ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ان چاروں پر گولیوں کی بارش سی ہو گئی۔ اور وہ برستی ہوئی گولیوں میں ایک لمحے تک موت کا رقص کرنے کے بعد زمین پر گر کر بڑی طرح تڑپنے لگے۔ ٹرومین اچھل کر آگے بڑھا اور پھر دوڑتا ہوا راہداری میں پہنچ گیا اب وہ کھل کر سامنے آ گیا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے مشین گن کی فائرنگ کی آوازیں پوری عمارت میں گونج گئی ہوں گی۔ لیکن راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس راہداری میں موجود کمروں کے دروازے بند تھے۔ صرف ایک بڑا سا کمرہ کھلا ہوا تھا۔ آنے والے افراد شاید اس کمرے میں موجود تھے۔ ٹرومین تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا اور دوسرے لمحے دائیں طرف دیوار میں ایک بند دروازہ دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ دروازے کے اوپر آپریشن سیل کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ ٹرومین نے دروازہ کو دبایا لیکن وہ اندر سے بند تھا۔

”کون ہے“۔ اچانک دروازے کے اوپر لگے ہوا مائیک سے ایک آواز گونجی۔ اور ٹرومین کوئی جواب دینے کا بجائے پیچھے ہٹا اور پھر چارپانچ قدم دوڑ کر اس نے پورے قوت سے دروازے کو کاندھے کی ٹکڑ ماری اور دوسرے لمحے کھڑکھٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی دروازہ ٹوٹ کر دوسری طرف جا گرا۔ ٹرومین ضرب لگا کر دوڑتا ہوا اندر کی طرف بڑھا

اور دوسرے لمحے اس لمبی اور پتلی سی راہداری کے آخر میں دیوار میں نصب ایک بڑی سی مشین کے سامنے موجود ایک مسلح آدمی کو اٹھ کر تیزی سے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتارتے دیکھ کر اس نے فائر کھول دیا۔ وہ آدمی کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا نیچے گر ا۔ اور فرش پر اس کا جسم اس بڑی طرح پھڑکنے لگا جیسے کوئی سپرنگ اچانک کھل کر گھومتا ہے۔ مگر جب تک ٹرومین اس مشین تک پہنچتا وہ آدمی ساکت ہو چکا تھا۔ دوسرے لمحے ٹرومین یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دیوار پر ایک بڑی سی سکریں روشن تھیں۔ نیچے دو بلب جل رہے تھے اور اس سے نیچے بٹنوں کی طویل قطاریں تھیں جو سیٹ کی صورت میں نصب تھے۔ اور ہر سیٹ کا رنگ دوسرے سے جدا تھا۔ سرخ رنگ کے سیٹ کے چار بٹن آن تھے اور سکریں پر جو منظر ٹرومین کو نظر آیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے تو اسے بھی چکرا دیا۔ سکریں پر ایک بڑے مال کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا۔ جس کی ایک دیوار کے ساتھ مشین نصب تھی۔ جبکہ دوسری طرف دیوار پر قدیم زمانے کے تشدد کے ہتھیار لٹکے ہوئے تھے۔ ستونوں کے ساتھ چار لکڑی کے سٹریچر نما تختے بندھے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک پر ایک نوجوان مرد دوسرے پر ایک نوجوان عورت تیسرے پر ایک دس سالہ لڑکا اور چوتھے پر ایک آٹھ سالہ بچی بندھے ہوئے تھے۔ اس لڑکے اور عورت کی گردنیں ڈھکی ہوئی تھیں۔ جب کہ نوجوان کا چہرہ نیلا پڑ رہا تھا۔ پورے چہرے سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ ایک اور گنچے سر

اور بھاری جسم کا پہلوان نما آدمی اس بچی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں آہنی پلاس تھا۔ تین گننے کر سی پر بیٹھے آدمی کے ساتھ کھڑے تھے۔

”بچوں پر رحم کھاؤ کمرسٹائن۔ مجھے جو چاہے سزا دے دو۔ خدا کے لئے ان معصوموں پر رحم کھاؤ۔“ اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے سڑک پر مڑنے سے بندھے ہوئے اس مرد کے ہونٹ ملتے دیکھ کر ”تم اصول پسند بن رہے ہو لارڈ رابنسن۔ میں دیکھوں؟ تم کب تک اصولوں پر قائم رہتے ہو؟“ ایک اور پُر غرور سی آواز سنائی دی۔ اُسی لمحے اس گننے نے بے ہوش بچی کے گالوں پر تھپیڑ مارنے شروع کر دیئے۔ ٹرومین نے ہونٹ پھینچ لئے۔ وہ اب بغور بورڈ پر لگے ہوئے بٹنوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس لئے اس کی نظریں سکریں سے ہٹ گئی تھیں۔ لیکن دوسرے رابنسن میں معصوم بچی کی درد کو بے ہوش بچہ اور پُر غرور بے اختیار اچھل پڑا۔ اور پھر اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار نمودار ہو گئے۔ کیونکہ اس نے واضح طور پر دیکھ لیا تھا کہ گننے پہلوان نما نے معصوم بچی کی انگلی کا ناخن اس آہنی پلاس میں پکڑ کر کھینچ لیا تھا۔ بچی بڑی طرح تڑپ رہی تھی۔

”ہا۔۔۔۔۔“ اصول پسند بن رہا ہے لارڈ کمرسٹائن کی ایک بار پھر غرور میں ڈوبی ہوئی قہقہہ آمیز آواز سنائی دی۔ اور ٹرومین کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے

پورے وجود میں آگ نسی بھر تک اٹھی ہو۔ کوئی شخص معصوم بچوں پر بھی اس طرح ظلم کر سکتا ہے۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا۔ لیکن ایسا اس کے سامنے ہو رہا تھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے سکریں کے نیچے موجود بٹن دبانے کے لئے ہاتھ مارا۔ اور بیک وقت کئی بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے سکریں آف ہو گئی۔ مگر اس کے ساتھ ہی ایک زوردار گونج کے ساتھ ہی دیوار میں خلا سا پیدا ہوا۔

”دیکھو ٹارک کون ہے۔ جس نے ایمر جنسی بٹن آن کیا ہے۔“ کمرسٹائن کی چیختی ہوئی آواز خلا پیدا ہوتے ہی ٹرومین کے کانوں میں پڑی۔ اور ٹرومین نے مشین گن سیدھی کی۔ دوسرے لمحے اس خلا سے ایک گنجا پہلوان اچھل کر رابنسن میں آیا ہی تھا۔ کہ ٹرومین نے فائر کھول دیا۔ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ گنجا بڑی طرح چیختا ہوا ایک دھماکے سے نیچے گرا ہی تھا کہ ٹرومین نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ جیسے اڑتا ہوا اس خلا میں سے گزر کر وہ اس کمرے میں پہنچا اور جیسے ہی اس کے قدم زمین سے لگے وہ کسی سیرنگ کی طرح اچھل کر دائیں طرف کو ہو گیا۔ اور عین اُسی لمحے گولیوں کی بوچھاڑ عین اس جگہ سے گزری جہاں ایک لمحہ پہلے ٹرومین موجود تھا۔ مگر دوسرے لمحے ٹرومین نے گھومتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ اور دو گننے پہلوان جنہوں نے اس پر فائر کھولا تھا۔ چیختے ہوئے نیچے گرنے۔ اُسی لمحے اس نے کر سی پر بیٹھے ہوئے آدمی کو عقب میں موجود ایک

دروازے میں غائب ہوتے دیکھا۔ تو ٹرومین تیزی سے دوڑتا ہوا اس دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"اڑادو۔ اندر موجود ہر ایک کو اڑادو۔" اس کمر سٹاؤ کی حلق کے بل چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ مگر ٹرومین نے دروازے کے قریب پہنچتے ہی مشین گن کا رخ دروازے کے کھلے حصے کی طرف کمر کے فائر کھول دیا۔ اندر رہا رہی میں سے دو چیخیں گونج اٹیں مگر اس کے ساتھ ہی گولیوں کی بوچھاڑ دوسری طرف سے اندر کی طرف پھیلی۔ جیسے ہی فائر ایک لمحے کے لئے رکا۔ ٹرومین۔ ایک لخت چھلانگ لگائی۔ اور کھلے دروازے کی دوسری طرف جا کمر فائر کھول دیا۔ اور دوسرے لمحے دروازے کے ساتھ والی دیوار کے ساتھ موجود دونوں افراد مردہ چھپکلیوں کی طرح نیچے گرے۔ دو پہلے ہی مقابل دیوار کے ساتھ گرے ہوئے کچھ ٹرومین فائرنگ کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ فائر کرنے والا کس طرف ہیں۔ اس لئے اس نے باہر چھلانگ لگا دی تھی۔ اور اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اندازے کی ذرا سی غلطی سے اس کا اپنا جسم گولیوں سے چھلنی ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ ٹرومین تھا ایک بار قدم آگے بڑھا کمر وہ پیچھے ہٹنا نہ جانتا تھا۔ راہدار کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا۔ جو اسی لمحے ایک دھماکے بند ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کمر سٹاؤ اس دروازے سے فرار ہوا ہے۔ ٹرومین اپنی پوری رفتار سے مقابل کی دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا اس بند دروازے کی طرف بڑھنے لگا

اس نے جان بوجھ کمر دوڑتے ہوئے اس دیوار کا سہارا لیا تھا۔ تاکہ اگر دروازہ کھول کر کوئی اندر آئے تو وہ دروازے کے پیٹ کی آڑ میں ہو جانے کی وجہ سے اچانک فائرنگ سے محفوظ ہو سکے۔ اور وہی ہوا۔ ابھی اس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ دروازہ ایک زوردار دھماکے سے کھلا اور ایک مشین گن بردار تیزی سے اندر آیا۔ اور وہ بھی ٹرومین کی طرح اندر آکر گھومتا تاکہ خود فائر سے بچ کر دوسرے پر فائر کر سکے۔ لیکن اس موقع کے لئے ٹرومین پہلے سے ہی تیار تھا۔ اس نے دوڑتے ہوئے فائر کھول دیا۔ اور آنے والا چیختا ہوا وہیں دروازے سے ذرا آگے ڈھیر ہو گیا۔ ٹرومین چھلانگ لگا کر اس تڑپتے ہوئے آدمی کو پھلانگتا ہوا دروازے کی دوسری طرف پہنچ گیا۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس کی ایک سائیڈ پر درجاتی ہوئی سرننگ صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اور جب ٹرومین وہاں پہنچا تو اس نے ایک کار کو انتہائی رفتار سے دوڑ کر اس سرننگ کی دوسری طرف بڑھتے دیکھ لیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹرومین نے اس کار کے عقبی ٹائروں پر فائر کھول دیا۔ لیکن گولیاں ٹائروں کے اوپر چڑھے ہوئے کوروں سے ٹکرا کر گر گئیں۔ اور کار اس کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود وہ لے ستیا شاد دوڑتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ رک گیا۔ کیونکہ اس نے جہاں کار کو غائب ہوتے دیکھا تھا۔ وہ جگہ اب تیزی سے بند ہو رہی تھی۔ جیسے کسی صندوق کا ڈھکن بند ہوتا ہے۔ فاصلہ کافی

لارڈ کے ہاتھوں میں دیا اور اس کی بیوی کو ایک جھٹکے سے کپینج کر اپنے کاندھے پر لاد لیا۔ دوسرے بچے کو اس نے بغل میں دبایا ہوا تھا۔ وہ لارڈ کے ہاتھوں سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کا بوجھ اٹھا کر دوڑ نہیں پارے گا اور ٹرومین کے نقطہ نظر سے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ کیونکہ وہ کبھی سٹائن بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور کسی بھی لمحے ریڈ روٹ کی فوج کی فوج ان پر حملہ آور ہو سکتی تھی۔

مجرے سے گزر کر وہ بیردنی راہداری میں سے ہوتے ہوئے
 باہر پورچ میں پہنچ گئے۔ جہاں وہی دو کاریں موجود تھیں۔ جو
 ٹرمین نے اندر آتے ہوئے دیکھی تھیں۔ اس کی اپنی کار کو کھٹی سے
 کافی فاصلے پر بکتی۔ اس لئے ٹرمین نے ان دونوں میں سے
 ایک کار کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی
 اس نے ایک کار کے دروازے کو جھٹکے سے کھولا دروازہ
 لاک نہ تھا۔ اسی لئے کھل گیا۔ ٹرمین نے عقبی دروازہ کھولا۔

اور پھر کاندھے پر لدی ہوئی لارڈ کی بیوی کو عقبی سیٹ پر لے دیا۔ اس کے ساتھ ہی بے ہوشی بھی کو بھی اس نے اپنے ” اور پھر خود اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ لارڈ اس کے پاس کے پیچھے کا رتاک پہنچا اور پھر دمپے سمیت پر بیٹھ گیا۔ ٹرورین کار میں بیٹھتے ہی انگلیشن میں موجود بڑے کمرے کھا۔ شاہد امیر جنسی کے لئے ایسا کیا جاتا تھا۔ بہر حال تو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر کار سٹارٹ کی اور پھر اسے بچے جاتی صاف

”خاموش رہو۔ باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔“ ٹرڈین
نے سر دلچے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر بچی کو

پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ پھاٹک پورے کا پورا کھلا ہوا تھا۔
کمر سٹائن نے اُسے کھولا تو ضرور تھا لیکن جان کے خوف کی
وجہ سے اس میں شاید یہ بہت نہ رہی تھی کہ وہ کار سے اتر کر
اُسے بند بھی کرتا۔ ٹرمین نے کار باہر نکالی اور اُسے اس
طرف کو لے گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ جنرل کال فار آل روٹرز۔ چیف کمر سٹائن
کالنگ۔ ایکس ہاؤس کے قریب موجود تمام روٹرز ایکس
ہاؤس پر حملہ کریں۔ اور وہاں موجود ہر شخص کو گولیوں سے اڑا
دیں۔“ اچانک کار کے ڈیش بورڈ سے کمر سٹائن کی
جینتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور ٹرمین نے یہ کال سنتے ہی
اپنی کار میں جانے کا ارادہ چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس کار میں اسے
ان اقدامات کا پتہ چل سکتا تھا جو یہ روٹرز کرتے۔ لیکن دوسرے
لحے اس نے اپنی کار کے قریب جا کر پوری قوت سے بویک
دیتے۔ اس کے ذہن میں فوراً ہی یہ خیال آگیا تھا کہ جیسے
ہیں ”نہیں اپنی کار کی گمشدگی کا علم ہوگا۔ وہ پورے دارالحکومت
دوڑ پڑا۔“ مگر پھیلے ہوئے روٹرز کو اطلاع کر دیں گے اور اس کے
پریمیومی کو انکل جاننا ناممکن ہو جائے گا۔ جب کہ اس کی کار کا
”تت۔۔۔ نہیں ہے۔ اس لئے اپنی کار میں وہ زیادہ محفوظ ہو
لاڈ نے مانا۔“

”خاموش کر دو لاڈ۔ دوسری کار میں ان کو منتقل کر دو۔ جلدی
نے سرد لہجے۔ ٹرمین نے کار روکتے ہی اچھل کر نیچے اترتے

ہوتے کہا۔ اور پھر اس نے دھڑکھ اپنی کار کے دروازے کے لاک
کھول دیئے۔ لاڈ نے ہاتھ میں اٹھائے بچے کو لاکر کار میں لٹا
دیا۔ جب کہ ٹرمین نے واپس آ کر اس کی بیوی کو نکالا اور پہلے
کی طرح عقبی سیٹ پر لٹا دیا۔ جب کہ لاڈ نے بچی کو اٹھا کر
دوسری کار میں لٹایا۔ اور پھر وہ دونوں ایک بار پھر فرنٹ سیٹ
پر بیٹھ چکے تھے۔ دوسرے لمحے ٹرمین کی کار بجلی کی سی تیزی
سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ ٹرمین نے اگلے چوک سے
پہلے ہی کار دائیں طرف جاتی ہوئی ایک بائی روڈ کی طرف موڑ
دی۔ اور پھر کافی آگے جا کر وہ ایک بار پھر بائیں ہاتھ جانے والے
کچے راستے پر مڑ گیا۔ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی اور اپنے
پینچے دھول کا بادل اڑاتی ہوئی کار آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ اس
کچے راستے کا اختتام ایک دیوانہ سی عمارت پر ہوا۔ جس کا
پھاٹک بھی ٹوٹا ہوا تھا۔ ٹرمین کا راندر لے گیا۔ اور ایک سائیڈ
پر اس نے کار روک دی۔

”اندر لے آؤ۔ پہلے تمہارے بچوں کی ڈریسنگ کر لیں۔ یہ
میرے دوست کا خفیہ اڈا ہے۔ یہاں ہر چیز موجود ہے۔“
ٹرمین نے کہا۔ اور پھر نیچے اتر کر اس نے لاڈ کی بیوی کو ایک
بار پھر کاندھے پر لادا اور بچے کو بغل میں دبا کر وہ اس ٹوٹی ہوئی
عمارت کے اندر دنی طرف بڑھ گیا۔ ایک ٹوٹے ہوئے کمرے
میں پہنچ کر اس نے دیوار کی جڑ میں ایک جگہ زور سے پیر مارا تو
سائیڈ پر فرش مٹ گیا۔ اب وہاں سیڑھیاں نیچے جاتی صاف

دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ دونوں سیڑھیاں اتر کر ایک بٹھے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ ٹرودین نے ایک سائیڈ پیڑ پر ہاتھ مارا تو اس کمرے کی چھت کے اندر رفلکس روشنی دینے والی ٹیوب جل اٹھی۔ کمرے میں دو بیڈز۔ ایک بڑی میز۔ آٹھ دس کرسیوں کے ساتھ ساتھ دیوار کے ساتھ دو بڑی وارڈروں ب الماریاں بھی موجود تھیں۔ ایک سائیڈ پیڑ پانی کھنڈا کمرے کے سٹور کمرے والی مشین بھی موجود تھی۔ ٹرودین نے لارڈ کی بیوی کو ایک بیڈ پر لٹایا اور بچے کو اس کے ساتھ ہی لٹا کر وہ تیزی سے واپس مرٹا اور دوڑتا ہوا واپس سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلا گیا۔ کھوڑی دیر بعد اس کی واپسی ہوئی۔ اور اس نے ایک سیڑھی کے مخصوص حصے پر پیر مار کر اوپر راستہ بند کر دیا۔

”میں کار کو چھپانے گیا تھا، بہت باری بیوی ہوش میں نہیں آ رہی لارڈ“۔ ٹرودین نے لارڈ سے مخاطب ہو کر کہا، جو دیران شکل بنائے خاموش کھڑا تھا۔

”وہ شدید صدمے کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہے۔ شاید ہی ہوش میں آئے“۔ لارڈ نے خالی خالی سے لہجے میں جواب دیا۔

”ادہ گھبراؤ نہیں۔ ابھی سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔ یہاں میڈیکل باکس بھی موجود ہے اور پانی بھی“۔ ٹرودین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں سے اس نے میڈیکل باکس نکالا۔ پانی والی مشین کے نیچے موجود بالٹی

اس نے پانی سے بھری۔ اور پھر بچوں کے ہاتھوں کی کچلی ہوئی انگلیوں کی ڈرینگ میں مصروف ہو گیا۔ لارڈ خاموش کھڑا اسے کام کرتا دیکھ رہا تھا۔

”وہ گنجائو کہہ رہا تھا کہ ٹوٹی مر گیا ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ یہ صرف بے ہوش ہے“۔ لارڈ نے لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ٹرودین نے سر ہلا دیا۔ ٹرودین نے ڈرینگ کے بعد ان سب کو طاقت کے انجکشن لگائے اور پھر باکس میں موجود ڈیہ پانی سے بھر کر اس نے بچوں اور لارڈ کی بیوی کے چہروں پر پانی کے چھینٹے مارنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد وہ تینوں کمرے آتے اور چیتے ہوئے ہوش میں آ گئے۔ دونوں بچے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر چیخے لگ گئے تھے۔ جب کہ لارڈ کی بیوی کھٹی کھٹی آنکھوں سے سامنے کھڑے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔

”مبارک ہو روزی۔ ہم بچ گئے ہیں“۔ لارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے بچے، میرے بچے“۔ روزی نے یک لخت چیخے ہوئے کہا۔ اور اچھل کر وہ بیڈ سے اتر کر دوڑتی ہوئی دوسرے بیڈ پر موجود بچوں سے جا کر لپٹ گئی۔ بچے ماں سے مل کر چیخنے کی بجائے اب سکے لگے تھے۔

”تم جو کوئی بھی ہو۔ بہت عظیم آدمی ہو۔ تم نے میرے بچوں کو اس ظالم کے ظلم سے بچا کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔“

لارڈ رابنسن نے ٹرودین سے مخاطب ہو کر انتہائی متشکرانہ لہجے میں کہا:
جو ماں اور بچوں کے اس ملاپ کو دیکھ کر مسرت بھرے انداز میں
مسکرا رہا تھا۔

”میری نظر میں تم عظیم ترین آدمی ہو لارڈ رابنسن۔ جس نے اپنی
آنکھوں کے سامنے اپنے معصوم بچوں کو اس قدر ہولناک تش
ہوتے دیکھ کر برداشت کیا۔ اور اپنے اصولوں سے انحراف گوارا
نہ کیا۔ دیسے آج مجھے ٹاپ پرائز کی صحیح قدر و قیمت کا احساس
ہے۔ ورنہ پہلے میں ہی سمجھتا تھا کہ یہ انعام بھی دوسرے انعام
کی طرح ملی بھگت سے اور سفارش کے زور پر دیا جاتا ہوگا۔“
ٹرودین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ تم مجھے جانتے ہو۔ مگر تم نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔ تم
وہاں کیسے پہنچ گئے۔ اور تم نے جس انداز میں وہاں کارروائی کی۔
اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تم کوئی سیکرٹ ایجنٹ ہو۔
مگر.....“ لارڈ رابنسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”میں سیکرٹ ایجنٹ نہیں ہوں لارڈ رابنسن۔ پہلے ایک مجرم
لیکن اب کم از کم مجرم نہیں ہوں۔ ویسے میرا نام ٹرودین ہے اور
میرا تعلق ایکرمیا سے ہے۔“ ٹرودین نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

”ایکرمیا سے اور مجرم تھے۔ مگر اب نہیں ہو۔ کیا مطلب یہ
تہااری کوئی بات بھی نہیں سمجھا۔“ لارڈ رابنسن کے لہجے میں
حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

”آپ نے پاکیشیل کے علی عمران صاحب کو فون کیا تھا۔ وہ آپ
کے دوست ہیں۔ بس میرے اب مجرم نہ ہونے کا سہرا بھی عمران
کے ہی سر ہے۔ مختصر طور پر اتنا بتا دیتا ہوں۔ کہ میں بحیثیت مجرم
عمران سے ٹکرایا۔ مجھے زندگی میں پہلی بار شکست ہوئی۔ میں انتقام
میں پاگل ہو گیا۔ اور دوسری بار صرف عمران سے ذاتی انتقام لینے
کے لئے ٹکرایا۔ مگر اس وقت واقعی میرا ذہن حیرت سے قلابازیاں
کھانے لگا جب عمران نے مجھ پر پوری طرح قابو پا لینے کے باوجود
مجھے صرف اس لئے چھوڑ دیا کہ اس کی نظر میں ذاتی انتقام انتہائی
گھٹیا سی بات تھی۔ بس تب سے واقعی میری کایا پلٹ ہو گئی۔
اور میں نے بھی حرام کی راہ چھوڑ دی۔ اور اب عمران آپ کی
طرح میرا بھی دوست ہے۔ میرے یہاں ویسٹرن کارمن میں
زیر زمین دنیا کے افراد سے گہرے تعلقات ہیں۔ آپ کا فون
ملنے کے بعد عمران نے مجھ سے رابطہ کیا۔ وہ ایک ماہ کے لئے
اس کمپسٹائن کو اغوا کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ آپ غیر جانبدارانہ انداز
میں ٹاپ پرائز کا اعلان کر سکیں۔ اس نے کمپسٹائن کے بارے
میں معلومات حاصل کرنے کا کام میرے ذمہ لگایا۔ میں اتفاق
سے ویسٹرن کارمن کے ایک شہر میں تھا۔ چنانچہ میں وہاں سے
یہاں دارالحکومت میں آیا۔ یہاں ایک ایسا آدمی میرا دوست
ہے جو کمپسٹائن کی ریڈ روٹ کا اہم عہدیدار ہے۔ وہاں
اتفاق سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ کو آپ کی فیملی سمیت اغوا کر
کے ایکس ہاؤس خاص ٹاڈچر سیل میں لے جایا گیا ہے۔ اور

کمر سٹائن بھی وہاں گیلے ہے۔ اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ کمر سٹائن آپ پر ہولناک تشدد کمز کے آخر کار آپ کو ختم کر دے گا۔ چنانچہ میں آپ کو اس کے پنجے سے چھڑانے کے لئے فوراً وہاں پہنچا اور اب نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ بہر حال مجھے افسوس ہے کہ میں اس کمر سٹائن کو گولی نہیں مار سکا۔ اور وہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ لیکن جس طرح اس نے ان معصوم بچوں پر ہولناک تشدد کیا ہے۔ میں نے حتیٰ فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اسے انتہائی عبرت ناک انداز میں ماروں گا وہ انسان ہی نہیں ہے۔ کوئی انسان چلے وہ کتنا ہی بُرا اور ظالم کیوں نہ ہو۔ اس طرح معصوم بچوں پر ایسا ہولناک تشدد نہیں کر سکتا۔ چونکہ بچے زخمی تھے اور آپ کی وائف بے ہوش تھیں۔ اور ہمیں کسی بھی چوک پر اگر اس حالت میں چیک کر لیا جاتا تو پھر سچا سچ جاسا مشکل ہو جاتا۔ اس لئے مجھے فوری طور پر یہاں آنا پڑا۔ یہ ایک مجرم تنظیم کے چیف کا انتہائی خفیہ اڈہ ہے۔ اور وہ سہراہ جس کا نام دالس ہے۔ میرا گہرا دوست ہے۔ اس لئے میں اس کے ساتھ کئی بار اس اڈے میں آتا رہا ہوں۔ یہاں میک اپ کا سامان بھی موجود ہے۔ اس لئے اب میں آپ پر آپ کی وائف اور بچوں پر میک اپ کمز دوں گا۔ اپنا بھی میک اپ کمزوں کا اور پھر ہم اطمینان سے دارالحکومت سے نکل کر دوسرے شہر کے ایک محفوظ ٹھکانے تک پہنچ جائیں گے۔ وہاں سے میں آپ کو فوری طور پر ایک میا بھجوانے کا بندوبست کمز دوں گا۔ تاکہ جب

تک اس کمر سٹائن کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک آپ اس کی گرفت سے مکمل طور پر محفوظ رہ سکیں۔ ٹرومین نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ادہ تم واقعی ٹرومین ہو۔ اور یقین جانو آج تمہاری باتیں سن کر مجھے اپنے دوست عمران کی عظمت کا صحیح احساس ہوا ہے۔ ورنہ میں اب تک اُسے ایک لالہ ابالی سا آدمی ہی سمجھتا رہا ہوں۔ لیکن یہ کمر سٹائن بہت طاقتور آدمی ہے۔ اس کا خاتمہ تو ناممکن ہے اور اب تو وہ غصے کی شدت سے پاگل سا ہو رہا ہو گا۔ اس کی رورٹ تنظیم تو ویسٹرن کارمن پر چھائی ہوئی ہے۔“

”فکر نہ کرو۔ ٹرومین جب مقابلے پر اترے گا تو اس کمر سٹائن کو بھی آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔“ ٹرومین نے کہا۔ اور ایک الماری کی طرف بڑھا۔ پھر جب وہ واپس بیٹھا تو اس کے ہاتھ میں جدید میک اپ باکس موجود تھا۔

”ویسے ہے۔ یہ واقعی عجیب و غریب ٹائپ کا کیس۔ کم از کم ایسے
کیس پہلے میری نظروں سے نہیں گزرا۔“ بلیک زیدو نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہاں بیٹھے بیٹھے صرف حکم چلا کر جو سب کچھ مل جاتا ہے۔ کبھی
میں خود دکان پر جانا پڑے تو کیس بھی نظر آئیں۔“ عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”دکان پر کیس۔ کیا مطلب۔“ بلیک زیدو نے حیران
ہوتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے بھائی۔ بولیف کیس۔ لانگ کیس۔ پتلے ہلکے موٹے
سب کیس دکانوں پر ہی جکتے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔
اور بلیک زیدو بے اختیار منہس پڑا۔

”ابھی تک ٹرومین کی طرف سے کوئی کال نہیں آئی حالانکہ میں
سلیمان کو کہہ بھی آیا تھا کہ ٹرومین کی کال آتے ہی وہ مجھے یہاں
پیشل فون پر ڈائریکٹ کر دے۔“ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
”آپ نے بتایا تو ہے کہ آپ نے اسے کمرٹائن کے بارے

میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا ہے۔ اور میں نے ویسٹرن
کارمین کی اس سیکورٹی ایجنسی روٹ کی فائل پڑھی ہے۔ وہ تو
واقعی انتہائی طاقتور اور با وسائل تنظیم ہے۔ اس لئے ظاہر ہے۔
اتنی جلدی وہ معلومات کیسے اکٹھی کر سکتا ہے۔“ بلیک زیدو
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب

”عمران صاحب۔ کیا اس عرشہ ارشاد والی بات دا
اسی طرح ہے جس طرح آپ بتا رہے ہیں یا آپ نے صرف
کو مطمئن کرنے کے لئے اس میں رنگ آمیزی کی ہے۔“
بلیک زیدو نے مسکراتے ہوئے سامنے بیٹھے عمران سے
منحاطب ہو کر کہا۔

”نہیں ظاہر۔ جو کچھ میں نے بتایا ہے۔ یہ کیس واقعی ایسا
ہے۔ اور مجھے بے حد مسرت ہے کہ ڈاکٹر زبیری کا تج
کا میاں رہا ہے۔ ویسے اس دوران سنجیدہ رہ رہ کر اد
انتہائی اعلیٰ اخلاق بہت بہت کم میرا جو حال ہوا۔ اس سے یقیناً
میرے اپنے ذہن کے غلیات میں لمبی گڑبڑ ہو گئی ہوگی۔ یہ
نہ پوچھو کتنا جبر کرنا پڑا مجھے اپنے آپ پر۔“ عمران۔
مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیدو نے سر ہلادیا۔

دیتا۔ ایک طرف رکھے ہوئے سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
 "ادہ۔ اس کا مطلب ہے۔ ٹرودین کی کال آگئی ہے۔"
 عمران نے چونکا کر کہا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے سپیشل فون کا
 ریسیور اٹھا لیا۔

"یس۔" عمران نے مبہم سے ہجے میں کہا۔
 "سیمان بول رہا ہوں فلیٹ سے۔" دوسری طرف
 سے سیمان کی آواز سنائی دی۔
 "سیمان۔ کال آئی ہے ٹرودین کی۔" عمران نے اصل
 ہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ میں ڈائریکٹ کر رہا ہوں۔" دوسری طرف سے
 سیمان نے کہا۔ اور چند لمحوں بعد ریسیور پر ٹرودین کی آواز
 سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو۔" ٹرودین بول رہا ہوں۔" ٹرودین۔
 ہجے میں ہلکا سا جوش تھا۔

"ٹرودین کو بولتے ہی رہنا چاہیے۔ تاکہ سچ کا بول بالا ہو۔ تہ
 کچھ بہت چلا اس وائٹ کر سٹائن کا۔" عمران نے مسکرا
 ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس کر سٹائن کا پتہ کمرے کمرے میں
 سے لارڈ رابنس اور اس کی فیملی کی زندگیاں بچانے میں کامیا
 ہوا ہوں۔ ورنہ وہ کر سٹائن تو سارا مسئلہ ہی ختم کرنے پر آم
 گیا تھا۔" دوسری طرف سے ٹرودین نے جواب دینے

ہوئے کہا۔
 "کیا مطلب کیا اس نے لارڈ رابنس کو قتل کرنے کا حکم
 دے دیا تھا۔" عمران نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔
 "یہ حکم کیا وہ اسے قتل کر رہا تھا کہ میں پہنچ گیا۔" ٹرودین
 نے کہا۔

"پھر۔" عمران نے ہونٹ چبالتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ
 اسے اب لارڈ رابنس کی فکر بڑھ گئی تھی۔ اس سے پہلے اس
 کے ذہن میں کم از کم یہ بات نہ تھی کہ وہ لارڈ رابنس جیسی
 بین الاقوامی شخصیت کو قتل کرنے کا بھی سوچ سکتا ہے۔

"میں تفصیل بتاتا ہوں۔" دوسری طرف سے ٹرودین
 نے کہا۔ اور پھر اس نے زیکو سے ملنے سے لے کر لارڈ رابنس
 اور اس کی فیملی کو ایکس پازس سے نکال لے جانے کی پوری
 تفصیل بتا دی۔

"دیر ہی بیٹہ۔ اس قدر ظلم کہ معصوم بچوں کی انگلیوں کے
 ناخن اکھاڑ لئے جائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کر سٹائن
 سرے سے انسان ہی نہیں ہے۔ وحشی درندہ ہے۔ بلکہ اس
 سے بھی بدتر ہے۔ ورنہ بھی معصوم بچوں پر ظلم نہیں کرتے۔"
 عمران کے ہجے میں واقعی غصہ عود کر آیا تھا۔

"آپ نے تو صرف سنا ہے عمران صاحب۔ اور میں نے
 یہ ظلم اپنی آنکھوں سے ہوتے دیکھا ہے۔ ادب میں نے
 فیصلہ کر لیا ہے کہ سب سے پہلے اس کر سٹائن کو عبرتناک

موت ماروں گا۔ میں لارڈ مائنس اور اس کی فیملی کو ویسٹرن کارڈ سے نکال لایا ہوں۔ تاکہ کم از کم وہ اس بھیڑیے سے قطع طور پر محفوظ ہو جائیں۔ میں نے انہیں ایکرمیا میں اپنے ایک خاص اڈے پر بھجوا دیا ہے۔ اور اب فارغ ہو کر آپ کو فون کر رہا ہوں کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ میرے فون کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ اور اب میں واپس ویسٹرن کارڈ میں جا رہا ہوں۔ اپنے گروپ سمیت۔ تاکہ میں اس کمرسٹائن کے خلاف کام کر سکوں۔“ ٹرومین نے جواب دیا۔

”روٹ عام مجرموں کی تنظیم نہیں ہے ٹرومین۔ اس لئے تم اس کے خلاف کامیاب نہ ہو سکو گے۔ تمہاری رپورٹ سننے سے پہلے میں نے اس کمرسٹائن کو صرف اغوا کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تاکہ وہ ٹاپ پرائز کے اعلان پر اثر انداز نہ ہو سکے لیکن اب تمہاری رپورٹ سننے کے بعد میں اس درندہ کو زندہ چھوڑ دینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اب نہ صرف اسے ختم ہونا پڑے گا بلکہ اس کی تنظیم کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ جس تنظیم کا باس اس قدر ظالم اور سفاک آدمی ہو۔ اس نے اس تنظیم کی تربیت بھی اسی طرز پر کی ہوگی۔ وہ بھی درندہ بنے ہوئے ہوں گے۔ میں خود ویسٹرن کارڈ میں پہنچ رہا ہوں پھر میں دیکھوں گا کہ یہ درندہ مزید کتنے سانس لے سکتے ہیں۔“ عمران کے لہجے میں ایسا تاثر تھا کہ سانس بیٹھے ہوئے بلیک ڈیو کے جسم میں بے اختیار سردی کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔

”تو آپ کا مطلب ہے کہ میں اس کے خلاف کام نہ کر دوں لیکن یہ بات سن لیں عمران صاحب کہ میں اب پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ میں اسے عبرت ناک موت مارنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔“ ٹرومین نے سخت لہجے میں کہا۔

”مجھے سننا بھی نہیں چاہیے۔ تم کوئی ایسا پوائنٹ بتا دو جہاں میں تم سے رابطہ قائم کر سکوں۔ پھر مل کر اس کے خلاف کام کریں گے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ادہ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ آپ کے ساتھ کام کرتے ہوئے مجھے واقعی لطف آئے گا۔ آپ ایسا کریں مجھ سے کوئی کوڈ ملے کر لیں۔ اور پھر ویسٹرن کارڈ کے دارالحکومت میں زرشا بار کے کاؤنٹر پر وہی کوڈ دھرا دیں۔ آپ کو مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔“ ٹرومین نے کہا۔

”اور۔ کے۔ میں پرنس آف ڈھمپ کہوں گا۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ نے اُسے پرنس آف ڈھمپ کہہ کر یہ کہنا ہے کہ آپ بلیک ایگل سے ملنا چاہتے ہیں۔“ ٹرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرے آنے تک تم حرکت میں نہ آؤ گے سمجھے۔“ عمران نے کہا۔

”اور۔ کے۔ میں آپ کا انتظار کروں گا۔“ ٹرومین نے جواب دیا اور عمران نے گڈ بائی کہہ کر ریسورس دیا۔

”تصور سے بھی زیادہ ظالم آدمی ہے یہ کم سٹائن“۔
 عمران کے ریسورہ کہتے ہی بلیک زیمبول پڑا۔ اس نے لادڈر
 پر کم سٹائن کی ساری رپورٹ سنائی تھی۔
 ”ہاں۔ اور ایسے ظالم آدمی کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔
 چاہے وہ کتنے بڑے عہدے پر ہی کیوں نہ ہو“۔ عمران نے
 اُسی طرح سر دہلجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے
 ٹیلی فون کا ریسورہ دوبارہ اکٹھا کیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر
 دیئے۔ اس کے چہرے پر اس وقت گہری سنجیدگی ظاہر تھی۔
 ”پی۔ اے۔ ٹو۔ سیکرٹری وزارت خارجہ“۔ رابطہ قائم
 ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز
 سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں سر سلطان سے بات کرو“۔
 عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ آن کریں“۔ دوسری طرف سے پی۔ اے
 نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد سر
 سلطان کی آواز ریسورہ پر ابھری۔

”سلطان بول رہا ہوں“۔ سر سلطان کے لہجے میں
 قدرے حیرت تھی۔

”سر سلطان۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ ویسٹرن کارمن کی
 سرکاری سیکورٹی ایجنسی روٹ کے سربراہ کم سٹائن کے متعلق
 مجھے رپورٹ ملی ہے۔ کہ اس نے بین الاقوامی انعام ٹاپ پرائز

کے فیصلوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی۔ چونکہ ٹاپ پرائز کی
 بین الاقوامی اہمیت ہی اسی وجہ سے ہے کہ یہ انعام بغیر کسی رنگ و
 نسل اور ملک کی تمیز کے صرف اعلیٰ ترین ریسرچ پر دیئے جاتے
 ہیں۔ اس لئے ان کے فیصلے انتہائی غیر جانبدارانہ طور پر کئے
 جاتے ہیں۔ اس سال سائنس کے ٹاپ پرائز کے لئے انسان کے
 ذہنی خلیات پر انقلابی ریسرچ کرنے والے دو ڈاکٹروں کے نام
 فائنل کمیٹی کو تجویز ہوئے۔ ان میں سے ایک ویسٹرن کارمن کے
 ڈاکٹر گراہم ہیں اور دوسرے گمریٹ لینڈ میں کام کرنے والے
 پاکیشیائی شہری ڈاکٹر زبیری ہیں۔ فائنل کمیٹی آٹھ ممبران اور
 ایک چیئرمین پر مشتمل ہے۔ جن میں سے چار ممبران تو دنیا کے بہت
 بڑے سائنسدان ہیں اور سب انہیں جانتے ہیں۔ لیکن چار ممبران
 ایسے ہیں جن کا علم سوائے ٹاپ پرائز سینڈیکمیٹ کے خاص لوگوں
 کے اور کسی کو نہیں ہے۔ بہر حال اس کمیٹی کا فیصلہ جب سائنس
 آیا تو چار ظاہر ممبران نے ڈاکٹر گراہم کے حق میں اور چار خفیہ
 ممبران کا فیصلہ ڈاکٹر زبیری کے حق میں تھا۔ اس طرح چیئرمین کا
 ووٹ فیصلہ کن ہو گیا۔ ٹاپ پرائز سینڈیکمیٹ کے موجودہ چیئرمین
 لارڈ رابنسن ہیں جو اپنے والد لارڈ آسن کی وفات کے بعد گزشتہ
 سال چیئرمین منتخب ہوئے ہیں۔ لارڈ رابنسن نو جوان آدمی ہے۔
 لیکن اپنے آباؤ اجداد کے اصولوں پر سختی سے پابند رہنے والا
 ہے۔ بہر حال اس نے ایک رسمی اجلاس میں اپنا ووٹ ڈاکٹر
 زبیری کے حق میں دینے کا عندیہ دیا۔ اگر اس کا ووٹ ڈاکٹر زبیری

کے حق میں چلا جائے تو پھر اس سال سائنس کا ٹاپ پیمانہ ڈاکٹر
 زبیری کو ہی ملے گا۔ مگر ڈسٹرکٹ کارمن کے چیف آف روٹ
 کمرسٹائن کو یہ فیصلہ پسند نہ تھا، چنانچہ اس نے لارڈ رابنسن
 پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ وہ اپنا ووٹ غیر جانبداری کی بنیاد پر
 ڈاکٹر زبیری کے حق میں دینے کی بجائے اس کے کہنے پر ڈاکٹر
 گراہم کے حق میں دے۔ مگر لارڈ رابنسن نے انکار کر دیا۔ اور
 چونکہ لارڈ رابنسن آکسفورڈ میں میرا کلاس فیلو رہا ہے۔ اور میرے
 اس سے دوستانہ تعلقات بھی ہیں۔ اس لئے اس نے مجھے فون
 کیا۔ میں نے اُسے کہا کہ وہ اعلان تک ردپوش ہو جائے۔ لیکن
 اس کے ساتھ ہی میں نے وہاں موجود اپنے ایک آدمی کو الگوٹری
 کرنے کے لئے کہا۔ تاکہ صحیح صورت حال سامنے آئے۔ اور
 ابھی اس کی طرف سے رپورٹ ملی ہے کہ اس کمرسٹائن نے ڈاکٹر
 گراہم کے حق میں فیصلہ بدلوانے کے لئے لارڈ رابنسن اس کی
 نوجوان بیوی اور دو محصوم بچوں کو روٹ کے کارکنوں سے اغوا
 کر کے ٹارچر سیل میں پہنچا دیا۔ اور پھر خود سامنے بیٹھ کر اس
 نے ماں باپ کے سامنے محصوم بچوں پر غیر انسانی تشدد شروع
 کر دیا۔ دونوں محصوم بچوں کے ناخن آہنی پلاسوں سے اکھاڑے
 گئے۔ اور ساتھ ہی اس کمرسٹائن نے حکم دے دیا کہ اگر لارڈ
 رابنسن اس کے حکم کے مطابق عمل نہ کرے تو پھر بچوں پھر اس کی
 بیوی اور آخر میں اس لارڈ رابنسن کو اسی طرح غیر انسانی تشدد
 سے ہلاک کر دیا جائے۔ میرا آدمی وہاں پہنچ گیا۔ اور اس نے

ریڈ کمر کے لارڈ رابنسن اس کی بیوی اور اس کے محصوم اور زخمی
 بچوں کو زبردستی ان کے پنجے سے چھینا اور اپنی جان خطرے میں
 ڈال کر انہیں ایک ہیمیا پہنچا دیا ہے۔ لیکن اس نے کمرسٹائن کے
 بارے میں جو رپورٹ — مجھے دی ہے۔ اس سے میرا
 خون کھول اٹھا ہے۔ اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس درندے
 کو اب میں کسی قیمت پر زندہ نہ چھوڑوں گا۔ سیاسی یا اخلاقی دباؤ
 ایک علیحدہ بات ہے۔ لیکن اس طرح کا بہیمانہ اور غیر انسانی تشدد
 کمر کے اپنا حکم منوانا علیحدہ بات ہے۔ — عمران نے انتہائی
 سنجیدگی اور غصے بھرے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 "عمران بیٹے۔ کیا ایسے درندے بھی دنیا میں موجود ہیں جو
 پھول جیسے بچوں پر اس طرح کا تشدد کرتے ہیں۔ میری تو یہ سن
 کمر ہی روح کانپ اٹھی ہے۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ ایسے آدمی
 کو چلے وہ کسی بھی حیثیت پر ہو زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔
 لیکن میں یہ بات نہیں سمجھ سکا کہ تم نے مجھے فون کیوں کیا ہے۔"
 سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا
 "آپ کو تفصیل بتانے اور فون کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ
 کمرسٹائن کی ایک سرکاری حیثیت ہے۔ ایک لحاظ سے وہ
 ڈسٹرکٹ کارمن کی سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ گو جو کچھ وہ کمر رہا
 ہے وہ اپنی ذاتی حیثیت سے کر رہا ہے۔ اس نے لارڈ رابنسن
 پر یہ ظلم و تشدد بھی اس لئے کیا ہے کہ اُسے یہ معلوم ہو گیا تھا
 کہ لارڈ رابنسن نے مجھے فون کر کے مجھ سے مدد مانگی ہے۔ اب

جب کہ میں وہاں جا کر اس کے خلاف کام کر دوں گا تو لامحالہ یہ با
سامنے آجائے گی کہ میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ اس لئے
کل جب کہ سٹائن یا اس کے کارکن اپنے انجام کو پہنچیں گے
تو پھر ایسا نہ ہو کہ ویسٹرن کارمن اور پاکیشیا کے درمیان کوئی
سرکاری تنازعہ کھڑا ہو جائے۔ عمران نے کہا۔

”ادہ۔ میں سمجھ گیا۔ واقعی یہ مسئلہ تو انتہائی سنجیدہ ہے۔
ویسٹرن کارمن اور پاکیشیا کے درمیان انتہائی گہرے دوستانہ
تعلقات کے علاوہ کئی ایسے معاہدے ہیں کہ جن کا خطرہ مول نہیں
لیا جاسکتا۔ لیکن عمران بیٹے یہ ٹاپ پوائنڈ والا کیس سیکرٹ سروس
کا سرکاری کیس تو نہیں بن سکتا۔ ہم لامحالہ ذاتی حیثیت سے
وہاں کام کر دوں گے اور اس حیثیت سے وہاں تمہارے کام کے
نتیجے کا پاکیشیا سرکاری طور پر تو ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔“
سر سلطان نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے سر سلطان۔ اسی کیس میں میرے
ساتھ سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر بھی نہیں جائے گا۔ لیکن میرے
پاس ایسی رپورٹیں موجود ہیں کہ اس کمر سٹائن سے ویسٹرن کار
من کے وزیراعظم اور صدر بھی بے حد تنگ ہیں۔ لیکن وہ اس کے
ہاتھ بٹے بس ہیں۔ کیونکہ کمر سٹائن نے اسمبلیوں کے ممبرز
اور تمام اعلیٰ حکام کو خرید رکھا ہے۔ یا انہیں بلیک میلنگ کے
ذریعے خوف زدہ کر رکھا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے۔ اگر وہ
کارمن کے صدر یا وزیراعظم سے بات کی جائے تو ہو سکتا ہے

وہ اس کمر سٹائن کو مہٹانے میں دلچسپی ظاہر کریں اور اس کے لئے
پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سرکاری طور پر دعوت دیں۔ تو پھر
سرکاری طور پر یہ کام کیا جاسکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں تمہارا مقصد سمجھ گیا ہوں۔ لیکن ہو سکتا ہے اس
کمر سٹائن نے ان کے فون وغیرہ ٹیپ کر رکھے ہوں۔ لیکن مجھے
یقین ہے کہ صدر کی ہارٹ لائن اس کی چیکنگ میں نہ آتی ہوگی
میں پاکیشیا کے صدر سے بات کرتا ہوں۔ تاکہ وہ ہارٹ لائن
پر ویسٹرن کارمن کے صدر سے بات کر لیں۔ اگر بغرض محال وہ
سرکاری طور پر کوئی اقدام کرنے سے انکار کر دیں گے تو پھر تمہاری
ذاتی حیثیت سے وہ کسی کام کی نسبت پاکیشیا کو تو گلہ نہ دیں گے“
سر سلطان نے کہا۔

”نہیں سر سلطان۔ میرا یہ مقصد نہیں ہے۔ ایسے معاملات
کو انتہائی اعلیٰ سطح پر نہیں لے جایا جاسکتا۔ اس سے بعد میں
بے پناہ پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ہارٹ لائن پر ہونے
والی تمام گفتگو کو سرکاری طور پر محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اور وہ سرکاری
ریکارڈ بن جاتا ہے۔ اور کل کو اگر کسی نے ویسٹرن کارمن کی کسی عدالت
میں اس گفتگو کو بنیاد بناتے ہوئے صدر ویسٹرن کارمن کے خلاف
مقدمہ دائر کر دیا تو ویسٹرن کارمن میں زبردست سیاسی بحران
پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے آپ صرف اتنا کریں کہ ویسٹرن کارمن
کے صدر سے اپنی سرکاری حیثیت میں بات کرتے ہوئے اُسے
کہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکٹوان سے بات

"ظاہر ہے۔ ابھی میں نے نکاح تو نہیں کیا۔ صرف منگہ اور منگنی کی کوئی قانونی حیثیت یا شرعی حیثیت نہیں۔ عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ کیا سنجیدگی کے ساتھ ساتھ تمہاری غائب ہو گئی ہے۔ یہ منگنی اور شادی کا ذکر کہاں سے؟ سر سلطان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سنجیدگی مؤنث ہے اور مؤنث کے ساتھ منگنی کا ہی سلسلہ چل سکتا ہے ورنہ تو آپ جانتے ہیں۔ اما اگر معلوم ہو جائے کہ میں نے مؤنث کے صرف بچے ہی کا جو تیاں مار مار کر کھوپڑی پھیل چکی ہیں اور ان کی جو تیاں ہوتی ہیں۔ کم از کم دس کلو وزن تو ایک جوتی کا ہو گا۔ کی جوتیاں نہیں ہیں کہ یوں لگتی ہے جیسے چمڑے کی بجا۔ کی بنی ہوئی ہوں۔ البتہ قیمت دکان دار ہونے کی وصول ہیں۔" عمران کی زبان حسب عادت پوری رفتار سے اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم سے خدا سمجھے۔ کہاں کی بات کہاں لے جا کر جوڑو بہر حال میں نے ویسٹرن کارمن کے صدر صاحب سے ہے۔ تم انہیں ان کے مخصوص فون پر رنگ کر لو۔ وہ ہم کال کے منتظر ہیں۔" سر سلطان نے ہنستے ہوئے اور پھر فون نمبر بتا کر انہوں نے رابطہ ختم کر دیا۔ عمران مسکراتے ہوئے کمریڈل پر ہاتھ رکھا اور پھر لائن کٹ

نے سر سلطان کے بتائے ہوئے نمبروں پر ویسٹرن کال دی۔ ملائی شروع کر دی۔

یس۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک باوقار بھاری سنائی دی۔

چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ ایکسٹو سیکنگ۔ ان کا لہجہ مقابل سے بھی زیادہ باوقار تھا۔

اوہ یس۔ میں پریذیڈنٹ آف ویسٹرن کارمن بول رہا ہوں۔ ابھی پاکیشیا کے سیکریٹری وزارت خارجہ سر سلطان فون کیا تھا کہ آپ مجھ سے کوئی خاص بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے۔۔۔ دوسری طرف سے صدر کی پرتحس آواز سنائی دی۔

کیا آپ کا فون خصوصی گفتگو کے لئے پوری طرح محفوظ ہے۔ میں نے اُسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

اوہ یس۔ یہ خصوصی فون ہے۔ آپ بے فکر ہو کر بات کریں۔ دوسری طرف سے صدر نے جواب دیتے

نے کہا۔ مسٹر پریذیڈنٹ۔ ویسٹرن کارمن کی سیکورٹی ایجنسی چیف کو سٹائی اپنی سرکاری حیثیت سے تبادر کرتے ہیں۔ ایسے معاملات میں ملوث ہو رہے ہیں۔ جن سے ان کا نہیں ہے۔ مجھے ان کے بارے میں آپ سے بات کرنی ہے۔ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھ
آپ پلیز وضاحت سے بات کریں۔“ صدر کے
حیرت کھتی۔ اور جواب میں عمران نے ٹاپ پمانز کے
اس کے اثر انداز ہونے سے لے کر لارڈ رابنسن کے
اور اس کے بچوں پر غیر انسانی تشدد کی تفصیلات بتا
”اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی غلط بات ہے۔“ ٹاپ
اثر انداز ہونے کا مطلب ہے کہ پوری دنیا میں دیست
کی بدنامی۔ اور حکومت و لیٹرن کارمن کبھی اس کی ا
نہیں دے سکتی۔ اور پھر کورسٹائن کا محصوم بچوں
تشدد اور وہ بھی لارڈ رابنسن جیسی بین الاقوامی شخصیت
بچوں پر۔ یہ بات بھی ناقابل برداشت ہے۔ لیکن آپ کو
تفصیلات کیسے مل گئیں۔“ صدر کے لہجے میں بے
حیرت کھتی۔

”اس بات کو چھوڑیے مسٹر پیڈیٹنٹ۔ کون سی
ہے جو چھپی رہ سکتی ہے۔ اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں پورے
سے کہہ رہا ہوں۔ اور اس کے ناقابل تردید ثبوت بھی
میرا آپ کو کالی کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ آپ کے
دو بھائیوں میں رکھی جائیں۔ ان میں سے جو آپ پسند کریں
عمل درآمد ہو جائے۔ ایک تو یہ کہ لارڈ رابنسن اس کی
اس کے بچوں کو بین الاقوامی پولیس کے سامنے لایا جا
اور لارڈ رابنسن ٹاپ پمانز کے اعلان پر چیف کر

اقدامات کی پوری تفصیل بین الاقوامی پولیس کے سامنے پیش کر
دیں۔ ثبوت کے طور پر ان ٹیلی فون کالوں کا ٹیپ بھی سامنے
لایا جائے۔ جس میں چیف کرسٹائن نے لارڈ رابنسن کو دھمکیا
دیں اور پھر اپنے ماسختوں کو انہیں اغوا کرنے کے احکامات
دیتے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان کا لارڈ رابنسن کے بچوں پر
اپنے سامنے کمرائے جانے والے غیر انسانی تشدد کی فلم بھی
پولیس کے سامنے پیش کر دی جائے۔ اور فیصلہ دنیا کے
باشعور عوام پر چھوڑ دیا جائے۔“ عمران نے اسی طرح سرد
لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں نہیں جناب ایکسٹو۔ پلیز ایسا اقدام ہرگز مت
کریں۔ اس طرح و لیٹرن کارمن پوری دنیا میں اس قدر رسوا
ہو جائے گا کہ اس کے شہری کسی کے سامنے سر اٹھانے کے
بھی قابل نہ رہیں گے۔“ صدر کا لہجہ اس بار انتہائی
منت بھرا تھا۔

”دوسرا اقدام یہ ہو سکتا ہے کہ آپ فوری طور پر چیف کرسٹائن
کو ان کے عہدے سے برطرف کر دیں اور پھر ان پر کھلی عدالت
میں مقدمہ چلائیں۔ کہ اس نے ٹاپ پمانز پر اس طرح اثر انداز
ہونے اور اس قسم کا غیر انسانی تشدد کیوں کیا ہے اور عدالت
میں الزام ثابت ہو جانے پر انہیں عبرت ناک سزا دی جائے۔
اس طرح و لیٹرن کارمن کی عزت نہ صرف بحال ہو جائے گی۔
بلکہ اس میں بے پناہ اضافہ بھی ہو جائے گا۔“ عمران نے

دوسری تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ایکسٹو۔ آپ کی دوسری تجویز بے حد مثبت ہے اور ہونا تو ایسے ہی چاہیے۔ لیکن ہمارے لئے ایسا کرنا ناممکن ہے۔ کمرسٹائن کی طاقت سے آپ واقف نہیں ہیں۔ بہرہ یہ ایک ایسا موضوع ہے۔ جس پر میں مزید کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ میں کمرسٹائن سے بات کروں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ آئندہ ایسے کاموں میں ملوث نہیں ہوگا۔ آپ پلیز اس بات کو مزید نہ اچھالیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرا آپ کے ملک کے صدر صاحب سے بات کر لوں۔ آپ جا۔ تو ہوں گے کہ ویسٹرن کارمن اور پاکیشیا کے درمیان کس قدر گہرے دوستانہ تعلقات ہیں۔" صدر نے آئیں یا شائیں کرنے کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اپنی تعلقات کی بنا پر تو آپ سے بات ہو رہی ہے۔ میرا پریذیڈنٹ۔ ورنہ چیف کمرسٹائن کے جرائم کی فہرست اتنی طویل ہے کہ اگر دوستانہ تعلقات نہ ہوتے تو اب ہمارے چیف کمرسٹائن اپنے جرائم کی سزا بھی بھگت چکا ہوتا۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ چیف کمرسٹائن کے خلاف کھل کر کوئی اقدام کیوں نہیں کر سکتے۔ اور میں اس کی تفصیلات یا جواز عدم جواز کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ لیکن اگر آپ کہہ تو ویسٹرن کارمن کے اس طاقتور شخص کو اس طرح بھی سزا دی جاسکتی ہے کہ حکومت ویسٹرن کارمن پر بھی اس کا کوئی الزام

نہ آئے گا۔ اور آپ بھی ملوث نہ ہوں گے۔" عمران نے آخر کار اصل بات کر دی۔

"میں آپ کا مطلب سمجھ رہا ہوں مسٹر ایکسٹو۔ اور ذاتی طور پر میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے بھی واقف ہوں۔ لیکن اس موضوع پر کچھ کھل کر نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر ایسا ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ویسٹرن کارمن کی حکومت اور عوام یقیناً سکھ کا سانس لیں گے۔" صدر نے آخر کار وہ بات گول مول انداز میں کہہ دی جو عمران ان کی زبان سے کہلوانا چاہتا تھا۔

"شکریہ۔ آپ بے فکر رہیں۔ مجھے حکومت اور آپ کی شخصیت کی ذمہ داری اور مستقبل کے بارے میں پورا احساس ہے۔ بہر حال جلد ہی ویسٹرن کارمن کے عوام یہ خوشخبری سن لیں گے۔ گڈ بائی۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اب مسئلہ طے ہو گیا۔ اب کمرسٹائن کے خلاف کوئی بھی اقدام کھل کر کیا جاسکتا ہے۔ اب اس اقدام سے ویسٹرن کارمن اور پاکیشیا کے درمیان کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہوگی۔" عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟" بلیک زیرو نے دھچکا۔

"نوٹ بے حد فعال اور با وسائل تنظیم ہے۔ اور کمرسٹائن

کو معلوم ہو چکا ہے کہ لارڈ رابنسن نے مجھے فون کیا ہے۔ اس جس ٹائپ کا وہ آدمی ہے وہ لامحالہ مجھ سے واقف ہوگا اس لئے ہمیں ویسٹرن کارمن میں بھی بالکل ویسے ہی حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جیسے حالات سے ہمارا اس اسرائیل میں بڑتا ہے۔ چنانچہ اس مشن میں سیکرٹ سرور بھی میرے ساتھ جائے گی، تاکہ فوری اور مؤثر طور پر اقدام کئے جاسکیں۔ البتہ اس کے تمام اخراجات پاکیسٹیا کی کی بجائے لارڈ رابنسن کے ٹاپ پر انڈسٹریل سیکٹر سے کئے جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے بھینچ لئے۔

”میں تو سوچ رہا تھا کہ میرا ساتھ جانے کا سکوپ بن ہے۔“ بلیک زیرو نے بچوں کی طرح روٹھتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”اچھا وعدہ رہا کہ واپسی میں تمہارے لئے کوئی اچھا سا کہ فرور لاؤں گا۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ عمران کا طنز اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دینی شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔“ عمران کا لنگ اور۔“ عمران۔ بار بار کالی دینی شروع کر دی۔

”یہ۔۔۔ ٹائیگر بول رہا ہوں اور۔۔۔“ چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

”ٹائیگر۔ ویسٹرن کارمن کی زیر زمین دنیا میں سے کسی سے تمہارے تعلقات ہیں اور۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ویسٹرن کارمن جی ہاں وہاں کے لوگ یہاں اُتر آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان میں سے شراب کا ایک سمگلر اور وہاں کی زیر زمین دنیا کا انتہائی بااثر آدمی ہالیڈے تو میرا بہترین دوست بنا ہوا ہے۔ اس نے کئی بار مجھے ویسٹرن کارمن آنے کی دعوت دی ہے اور۔“ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس ہالیڈے کا تعلق وہاں کی سرکاری ایجنسی روٹ سے تو نہیں ہے اور۔“ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”روٹ۔ وہ نہیں باس۔ ایک بار اس سے گفتگو کے دوران روٹ کا بھی ذکر آیا تھا۔ تو ہالیڈے نے بتایا تھا کہ روٹ کا چیف جس کا نام تو اب میرے ذہن میں نہیں رہا۔ وہ اس سے زبردستی لمبی رقم ماہانہ وصول کرتا ہے۔ جس سے وہ بے حد تنگ ہے۔ لیکن وہ کہہ رہا تھا کہ اُسے رقم دینے بغیر چارہ بھی نہیں ورنہ ویسٹرن کارمن میں اس کا دھندہ نہیں چل سکتا۔ وہ تو اس کے خلاف باتیں کر رہا تھا اور۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اور کے۔ پھر تم ایسا کر دو کہ فوراً ویسٹرن کارمن چلے جاؤ وہاں ہالیڈے کے ساتھ رہ کر روٹ اس کے سیکشنز اور اگرو کے تو اس کے چیف جسے وائٹ کر سٹائن کہا جاتا ہے۔ اس کے

ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات حاصل کرو۔ لیکن خیال رکھو کہ روٹ کو ہتھارمی ان سرگرمیوں کی بھنگ نہ پڑ جائے۔ ورنہ لاش بھی بدلتی بھٹی کی نذر ہو جائے گی۔ اس وقت کرسٹائن خلافت ایک مشن کے سلسلے میں مجھے دیسٹرن کارمن جانا ہے میرے دماغ پہنچے تک تم جس حد تک ممکن ہو سکے کام کرو تاکہ ہمارا دماغ پہنچ کر معلومات حاصل کرنے میں وقت ضائع نہ ہو۔ میں جلد ہی دماغ پہنچ جاؤں گا اور — عمران نے کہا "یس باس۔ میں ابھی جو پہلی فلائٹ مل سکتی ہے اس پر جاتا ہوں۔ آپ دماغ ہالٹیٹے بار کے ذریعے مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں اور — ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اور اینڈ آل کہہ کر ریسور رکھ دیا۔

"طاہر جو لیا۔ صفر اور تنویر کو تیار رہنے کا حکم دے مجھے پہلے دماغ کے لئے کچھ ضروری انتظامات کرنے پڑیں۔ انتظامات ہوتے ہی یہاں سے دیسٹرن کارمن روانہ ہو جائے گا۔ عمران نے کمری سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک نے اثبات میں سر ہلادیا۔

کرسٹائن نے لارڈ رابنس اور اس کی فیملی کے اس طرح ایکس ہاؤس سے بچ کر نکل جانے اور ایکس ہاؤس میں موجود ریڈروٹس کے تمام افراد کے قتل پر واقعی پاگل سا ہورہا تھا۔ ریڈروٹس پورے دارالحکومت میں پاگلوں کی طرح لارڈ رابنس اور اس کی فیملی کو بچا کر لے جانے والے کی تلاش میں مصروف تھے۔ لیکن اس واقعہ کو اٹھارہ گھنٹے گزر چکے تھے۔ اس کے باوجود اب تک کوئی مثبت اطلاع نہ مل رہی تھی اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کا غصہ تیز ہوتا جا رہا تھا۔ وہ اس وقت بھی اپنے خاص دفتر میں ٹھہر رہا تھا۔ اس کی مٹھیاں بھنی ہوئی تھیں اور ہرے غصے کی شدت سے وحشت کے سے آثار نمودار ہو چکے تھے۔

یکس ہاؤس میں جس طرح حملہ آور نے انتہائی تیز رفتار کارروائی کی تھی۔ اور جس طرح وہ اچانک بین سیل میں ایمر جنسی ڈور کھول

کرانہ آیا تھا اس سے وقتی طور پر تو کم سٹائی پر اس کا خوف ہو گیا تھا۔ اور چونکہ کم سٹائی نے آج تک عملی طور پر کبھی فیملی نہ کیا تھا اور نہ اسے کبھی اس کی ضرورت پیش آئی تھی۔ اس لئے اپنے پاس کوئی ہتھیار رکھنے کا بھی عادی نہ تھا۔ اب تک تو صرف حکم دیتا اور اس کے حکم کی تعمیل کر دی جاتی تھی۔ یہ زندگی میں پہلی بار جب اسے اچانک اس افتاد سے سا ہٹا تو اس نے فوری طور پر دماغ سے فرار ہونے میں ہی عافیہ سمجھی اور وہ اپنی مخصوص کار کے ذریعے نکل آنے میں بھی کام ہو گیا۔ اور جب وہ اپنے ایک اور محفوظ اڈے پر پہنچ گیا تو اس نے اس آدمی کو بکڑنے اور لارڈ رابنسن اور اس بیوی بچوں کی تلاش کے احکامات دیئے۔ لیکن یہ لوگ انتہا حیرت انگیز طور پر غائب ہو گئے تھے۔ اور اب تک یہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ آخر ایکس ہاؤس پر حملہ کرنے والا کون تھا اور وہ سب سے پہلے ہی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آخر وہ ہو سکتا ہے جس نے اس قدر جرات سے کام لیا تھا اور کیوں اس نے اس کی ایک جھلک ہی دیکھی تھی۔ اس جھلک کے مطابق تو وہ کوئی ایکریمیں لگ رہا تھا۔

ابھی وہ اسی سوچ و سچا رہیں گم کمرے میں ٹہل رہا تھا کہ رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ چونک کر مڑا اور اس نے آگے بڑھ کر ریور اٹھا لیا۔

"یس" اس نے غصے کی شدت سے پھاڑ کھا

دلے لہجے میں کہا۔

"کم بول رہا ہوں باس۔ میرے ذہن میں ابھی ایک بات آئی ہے۔ آپ جب ایکس ہاؤس گئے تھے تو ایون سیکشن کے انچارج زیکو کا فون آیا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ ایکریمیا کی پیشل ایجنسی بلیک ایگل کا چیف آرلڈ جسے وہ اپنا دوست بتا رہا تھا۔ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے اسے ٹال دیا کہ آپ ابھی ایکس ہاؤس میں مصروف ہیں۔ اور اس کے بعد ایکس ہاؤس میں حملہ کیا گیا۔ اور آپ نے بتایا ہے کہ حملہ آور ایکریمیا تھا۔ اب تک تو یہ بات میرے ذہن سے نکل گئی تھی لیکن اب جب یاد آئی ہے تو میں نے زیکو کو ہڈی کو اڑھ کال کیا ہے تاکہ اس سے اس بارے میں مزید معلومات حاصل کی جاسکیں۔ اگر آپ حکم دیں تو اسے آپ کے دفتریں ساتھ لے آؤں۔"

کم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایکریمیا کی پیشل ایجنسی بلیک ایگل نہیں۔ اس نام کی کوئی ایجنسی ایکریمیا میں نہیں ہے۔ ٹھیک ہے تم زیکو کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اس سے خود پوچھ گچھ کر دوں گا۔" کم سٹائی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے کمریڈل دبا کر تیزی سے ایک اور نمبر پر پس کر دیا۔

"یس۔۔۔ رالف بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے ایک اور آواز سنائی دی۔

"چیف بول رہا ہوں رالف۔ تمہاری لائبریری میں ایکریمیا

کی کسی پیشل ایجنسی بلیک ایگل کا ریکارڈ موجود ہے۔
 کمرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"بلیک ایگل۔ نہیں سر۔ اس نام کی کوئی ایگریمین سر
 ایجنسی نہیں ہے۔" دوسری طرف سے رالف نے حتمی
 میں کہا۔

"تو پھر فوراً معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ کہ ایگریمیا میں بلیک
 کا نام کون استعمال کرتا ہے۔" کمرسٹائن نے تیز
 میں کہا۔ اور ریسپورر رکھ دیا۔ وہ رالف کو اچھی طرح جانتا
 وہ نہ صرف ہیڈ کوارٹر کی لائبریری کا انچارج تھا۔ بلکہ اُس
 ان معاملات میں انسائیکلو پیڈیا کا نام بھی دیا جاتا تھا۔ وہ
 بھی اس کی ڈیوٹی میں یہ بات شامل تھی کہ وہ معلومات فروغ
 کرنے والی بین الاقوامی ایجنسیوں سے مسلسل رابطہ رہا۔
 بلکہ پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز۔ پیشل ایجنسیوں۔ ا
 بڑی بڑی مجرم تنظیموں کے بارے میں معلومات حاصل کر
 رہے۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ رالف چند لمحوں میں بلیک
 ایگل کے متعلق سب کچھ معلوم کر لے گا۔ اور پھر ہوا بھی ایسے
 ہی۔ زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی بج ا
 اور کمرسٹائن نے ریسپورر اٹھالیا۔

"یس۔" کمرسٹائن نے اُسی طرح سخت لہجے میں کہا
 "رالف بول رہا ہوں باس۔ میں نے معلومات حاصل کر
 ہیں۔ ایگریمیا میں بلیک ایگل کا نام ایک مجرم ٹروپین استعما

کرتا ہے۔ ٹروپین کا تعلق ایک بین الاقوامی خفیہ تنظیم بلیک ہنڈ
 سے تھا۔ اور بلیک ہنڈ کی طرف سے وہ ایک مشن کے سلسلے
 میں پاکیشیا گیا تھا۔ لیکن ناکام رہا۔ اور زخمی ہو کر واپس آیا۔
 اس کے بعد بلیک ہنڈ نے اُسے ایک اور پیشہ درقاتلہ کے
 ساتھ دوبارہ پاکیشیا بھیجا۔ لیکن اس بار بھی نتیجہ وہی رہا۔ وہ
 پیشہ درقاتلہ وہاں ماری گئی۔ اور ٹروپین نے وہاں سیکرٹ
 سروس کے لئے کام کرنے والے ایک خون ناک آدمی علی عمران
 سے مل کر بلیک ہنڈ کے خلاف بغاوت کر دی۔ بلیک ہنڈ
 نے اُس کے قتل کے احکامات جاری کر رکھے ہیں۔ اور اب بلیک
 ہنڈ کے ایجنٹ اس کی تلاش میں ہیں۔ لیکن وہ غائب
 ہے۔" رالف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس کی
 رپورٹ سن کر کمرسٹائن کی آنکھیں حیرت سے پھلتی گئیں۔
 "تم نے ایک عام سے مجرم کے بارے میں اس قدر جلد
 ایسی تفصیلات کیسے معلوم کر لیں۔ تمہاری کارکردگی نے واقعی
 مجھے حیران کر دیا ہے۔" کمرسٹائن نے حیرت اور تحسین سے
 لہجے میں کہا۔

"شکریہ باس۔ آپ کے یہ تعریفی الفاظ میرے لئے بہت
 بڑا اعزاز ہیں۔ میں نے ایگریمیا میں موجود ایک ایسے شخص سے
 فون پر رابطہ کیا ہے۔ جو اس قسم کی معلومات رکھنے میں مشہور
 ہے۔ اس سے مجھے یہ اطلاعات ملی ہیں۔" دوسری طرف سے
 کہا گیا اور کمرسٹائن نے سر ہلا دیا۔

”اچھا اب یہ معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ کیا اس ٹرومین کے لیے سیکشن کے انچارج زیکو سے بھی تعلقات ہیں۔ اور اگر ہیں تو کس حیثیت میں ہیں۔“ — کم سٹائن نے اسے ہدایت دہوئے کہا۔

”یس باس۔ میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں۔“ — دوسری سے جواب دیا گیا۔ اور کم سٹائن نے ریسور رکھ دیا۔ اور بات کچھ واضح ہوتی جا رہی تھی۔ یہ اطلاع تو اسے مل چکی تھی۔ لارڈ رابنسن نے علی عمران کو مدد کے لئے فون کیا تھا۔ اور اس کے بعد یہ شخص ٹرومین سامنے آ رہا ہے۔ جس کا تعلق بھی اس عمران سے ثابت ہو رہا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران نے خود سامنے آنے کی بجائے اس ٹرومین کو آگے کیا ہے۔ اور یہ ٹرومین وہی ہے جس کے متعلق زیکو نے کم سے بات کی تھی تو پھر وہ اس ٹرومین کو ٹریس کر لے گا۔ اور ایک بار ٹرومین ہو گیا تو پھر اس لارڈ رابنسن کا بھی پتہ چل جائے گا۔ ابھی وہ کہہ رہے تھے باتیں سوچ رہا تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی ایک بار پھر بج ا اور کم سٹائن نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔

”یس۔“ — کم سٹائن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ ”کم بول رہا ہوں باس۔ زیکو ہیڈ کو آرڈر پہنچ گیا ہے۔ نے اپنے طور پر اس سے بات کی ہے۔ وہ تو سرے سے اس کال سے ہی کم رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس نے تو مجھے کال کی ہی نہیں اور نہ ہی وہ کسی بلیک ایگل کے یا اس

چیف کے بارے میں کچھ جانتا ہے۔“ — کم نے جواب دیا۔ ”ٹھیک ہے۔ میں خود اس سے بات کر دوں گا۔ لیکن ابھی نہیں ابھی میں ایک ضروری کام میں مصروف ہوں۔ اسے بھاؤ جب میں فارغ ہوں گا تو اسے کال کر لوں گا۔“ — کم سٹائن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر ریسور کم یڈل پر رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ایک بار پھر انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کم سٹائن سمجھ گیا کہ اس بار کال رالف کی طرف سے ہو گی۔ اور اسے رالف کی کال کا ہی انتظار تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔

”یس۔“ — کم سٹائن نے مخصوص لہجے میں کہا۔ ”رالف بول رہا ہوں باس۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ ٹرومین کے زیکو سے بہت پرانے اور گہرے تعلقات ہیں۔ بلکہ زیکو کا کاروبار بھی ایکرمییا میں اس ٹرومین کی وجہ سے کامیاب جا رہا ہے۔ اور باس یہ ٹرومین کل زیکو سے ملنے آیا تھا۔ زیکو کے خاص آدمی سے میری بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ وہ زیکو کے خاص کمرے میں موجود تھا کہ ٹرومین آیا اور پھر وہ زیکو سے مل کر چلا گیا۔“ — رالف نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ ”کیا وہ آدمی ٹرومین کو خود پہچانتا ہے۔“ — کم سٹائن نے پوچھا۔

”نہیں باس۔ وہ ٹرومین میک اپ میں تھا۔ البتہ اس نے خود دروازے پر اس آدمی کو بتایا تھا کہ وہ زیکو سے کہہ دے

کہ ٹرومین ملنے آیا ہے۔۔۔ رالف نے جواب دیا۔ اور کمرٹا نے اد۔ کے کہہ کر ہاتھ بڑھا کر کمرٹیل دیا اور رابطہ کاٹ کر اس نے کم والا بٹن پوس کر دیا۔

”کم بول رہا ہوں۔۔۔ دوسری طرف سے کم کی آواز سنائی دی۔

”زیکو کو لے کر میرے کمرے میں آ جاؤ۔ مگر خیال رکھنا۔۔۔ قطعی طور پر غیر مسلح ہونا چاہیے۔۔۔ کمر سٹائن نے تیز میں کہا۔

”یس باس۔۔۔ دوسری طرف سے کم نے مؤدبانہ میں کہا۔ اور کمر سٹائن نے ریسور رکھ کر میز کی دراز کھولا اور اس کے اندر رکھا ہوا ایک ریوالور نکال کر اس نے اسے سیفٹی کچ ہٹایا اور اسے اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ لمحوں بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

”یس۔۔۔ کم ان۔۔۔ کمر سٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور دو آدمی یکے بعد دیگرے اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کم تھا۔ ہیڈ کو آرٹر کا انچارج وہ چھری لے بدن اور درمیانے قد کا نوجوان تھا۔ جب کہ ا کے پیچھے آنے والا لمبا تر ہکا نوجوان تھا۔

”یہ زیکو ہے باس۔ ایون سیکشن کا انچارج۔۔۔ کم کمرسی پر بیٹھ چیف کو مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ لمبے ترنگے آدمی ج

زیکو کہا گیا تھا آگے بڑھ کر کم سے بھی زیادہ مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”بیٹھ جاؤ زیکو۔ اور کم تم بھی۔۔۔ چیف نے تیز اور درشت لہجے میں کہا اور وہ دونوں میز کی دوسری طرف موجود کمرسیوں پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔

”زیکو۔ میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔ میں اپنے آدمیوں پر اندھا اعتماد کرتا ہوں۔ لیکن جو آدمی میرے اعتماد کو دھوکہ دینے کی کوشش کرے میں اُسے عبرت ناک سزا بھی دیتا ہوں۔ اور

یہ بھی سن لو کہ میرے پاس معلومات کے ایسے ذرائع بھی موجود ہیں کہ پورے ویسٹرن کازمن میں رہینگے والے کپڑے کی حرکت اور اڑنے والی مکھی کے پودوں کی آواز بھی مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔

اس لئے مجھے دھوکہ دینے یا مجھ سے کچھ چھپانے کا مطلب عبرتناک موت ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اب تم مجھے بتاؤ کہ تم نے جس

ایک ایگلی کے چیف کے سلسلے میں کم کو فون کیا تھا وہ دراصل کون تھا۔۔۔ کمر سٹائن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”میں نے تو کوئی فون نہیں کیا باس۔ میں نے پہلے بھی کم کو بتایا ہے۔۔۔ زیکو نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن کمر سٹائن کو اس کی آواز میں موجود خوف کی لہر شش واضح طور پر محسوس ہوئی تھی۔

”بلیک تھنڈر کے ٹرومین کو جانتے ہو۔۔۔ اچانک کمر سٹائن نے تیز اور سرد لہجے میں کہا۔

"ٹروین اس وقت کہاں ہوگا۔ اگر تم ٹروین تک میرے
آدمیوں کو پہنچا دو تو تمہارے عہدے میں بھی ترقی ہو سکتی ہے۔
درتہ....." — کم سٹائن نے بھیڑیے کے سے انداز
میں غراتے ہوئے کہا۔

”زندش بار“ — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

”یس — ہولڈ آن کمین“ — دوسری طرف سے
کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ریورپ ایک بھاری آواز ابھری۔

”میں معافی چاہتا ہوں چیف۔ واقعی ٹروین میرے پاس آ
اور میں نے کم کو فون کیا تھا۔ میں نے فون سے انکار اس لئے
ہے کہ مجھے بھی یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ ایکس ماؤس پر حملہ آوا
ہی ہو سکتا ہے۔ بہر حال میں ہر سزا کھگینے کے لئے تیار ہوں
نیکو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور کمرٹ
بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم نے جس طرح سچی بات کہہ دی ہے اس سے میرا غصہ ہو گیا ہے۔ لیکن اس کے بعد دوسرا جھوٹ قابلِ برداشت گا۔“ کہ سٹائن نے سرد لہجے میں کہا۔ اور نیکو کا زہر بہرہ تیزی سے کھل اٹھا۔ جب کہ کم کے تہرے پر حیرت۔ تاثرات ابھر آئے تھے۔ کیونکہ یہ کہ سٹائن کے مزاج کے

"یس بلیک ایگل — کیا بات ہے زیکو خیریت — بھارت
آواز میں حیرت کی جھلیاں نمایاں تھیں۔
"ٹرومین — ایک اہم مسئلہ پیش آگیا ہے۔ چیف کو کسی طرح معلوم
ہو گیا ہے کہ میں نے کم سے تمہارے متعلق فون کیا تھا۔ اب وہ
بغض ہے کہ میں اُسے تمہارے متعلق تفصیل بتاؤں۔ اور تم جلد
ہو کہ چیف سے کچھ چھپانا ناممکن ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں فون
کیا ہے کہ اگر تم اگوجا ہو تو اپنی حفاظت کا انتظام کر لو۔" زیکو
نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"حفاظت کا انتظام۔ وہ کس لئے۔ میرا تمہارے چیف سے
تعلق پیدا ہو گیا۔ وہ تو ایک مسئلہ تھا جس کے لئے میں اس
ملنا چاہتا تھا۔ اب وہ مسئلہ ہی ختم ہو گیا ہے۔" دوسرے
طرف سے ٹرومین کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔
"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ میں خواہ مخواہ ڈر رہا تھا کہ میرے محل
پر کوئی آنچ نہ آ جائے۔ اور کے۔ گڈ بائی۔" زیکو نے اُپ
طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ریسورس رکھ دیا۔

"کم۔ اس زرشا باد کو گھیرنے کے احکامات جاری کر دو۔ فون
کمرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا اور کم نے سر ہلاتے ہوئے جواب
سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا کر اس نے
تیزی سے کسی کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔
"ٹرومین کا حلیہ بتاؤ۔" کمرسٹائن نے تیز لہجے میں
اور جواب میں زیکو نے حلیہ بتا دیا۔

"کم فوراً اس آدمی کو اغوا کر کے نمبر تھری پوائنٹ پہنچنے کے
احکامات دے دو۔ اسے فارگیس سے پہلے بے ہوش کرنا پھر اغوا
کرنا۔ خاصا تیز آدمی ہے۔" کمرسٹائن نے حکمانہ لہجے میں کہا۔
اور کم نے ایک بار پھر وہی چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور دوبارہ ہدایات
دینے میں مصروف ہو گیا۔

"ہو نہ ہو۔ تو تم نے فون کر کے اس ٹرومین کو ہوشیار کرنے کی
کوشش کی۔ کیوں۔" کمرسٹائن کا لہجہ ایک لمحت بدل گیا
تھا۔ آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے تھے۔

"نہیں باس۔ میں نے تو....." زیکو نے کمرسٹائن کا
لہجہ بدلتے دیکھ کر گہرا کمر وضاحت کرنی شروع ہی کی تھی کہ کمرسٹائن
کا کوٹ کی جیب میں موجود ہاتھ باہر آیا اور دوسرے لمحے دھماکے
کے ساتھ ہی زیکو چیخ مار کر کمرسی سمیت پیچھے فرش پر الٹ گیا۔
اور چند لمحے توڑ پٹے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"اسے اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈالو اور جیسے ہی یہ ٹرومین پوائنٹ
تھری پر پہنچے مجھے اطلاع دینا۔" کمرسٹائن نے ریو اور
مینز کی دراز کھول کر اس میں ڈالتے ہوئے کہا۔
"یس باس۔" کم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور جھبک کر
اس نے فرش پر پڑی ہوئی زیکو کی لاش اٹھائی اور بیردنی دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔

آواز کے ساتھ ہی اس کی ناک کے عین اوپر کوئی غبار سا کھٹا۔
 اور ٹرومین کا ذہن اس طرح تاریک ہو گیا جیسے کھیرے کا شٹر بند ہوتا
 ہے۔ پھر جیسے اچھا تاریکی میں کوئی جگنو چمکتا ہے اس طرح اس
 کے تاریک ذہن میں جگنو سا چمکا اور پھر آہستہ آہستہ یہ روشنی
 تیز ہوتی گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں سابقہ منظر کی فلم
 کی چل اٹھی۔ اور اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ لیکن
 دوسرے لمحے بے اختیار اس کے ہونٹ پھنچ سے گئے۔ اس
 نے اپنے آپ کو ایک کمرے کے عین درمیان میں کھڑے ہوئے
 دیکھا۔ اس کے پیر تو زمین پر ٹکے ہوئے تھے لیکن دونوں ہاتھوں
 میں زنجیریں تھیں۔ جو اوپر چھت میں لگے ہوئے کنڈوں سے
 منسلک تھیں۔ اور اس کے دونوں بازو اوپر کواٹھے ہوئے تھے۔
 در دونوں بازوؤں پر اس طرح دباؤ تھا جیسے بازوؤں میں موجود
 لیں ٹوٹ رہی ہوں۔ پیروں میں بھی زنجیریں تھیں جو عقب میں
 فرش میں فکسڈ کنڈوں سے منسلک تھیں۔ بازوؤں میں درد
 کی وجہ وہ سمجھ گیا کہ بے ہوشی کے عالم میں اس کے جسم کا سارا
 جھ بازوؤں پر ہی رہا ہوگا۔ لیکن ہوش میں آتے ہی وہ سیدھا
 دیکر کھڑا ہو گیا۔ تو بازوؤں پر پڑنے والا دباؤ ختم ہو گیا۔ اس
 نے سامنے ایک مقامی نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں
 ایک سرخ تھقی جبکہ کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔
 "ہوش آگیا تمہیں۔ اد۔ کے۔" اس نوجوان نے اس
 رخ مسکراتے ہوئے کہا جیسے صدیوں سے ٹرومین کے ہوش

ٹرومین نے یہ پورے کمرے پر دیکھا تو اس کے چہرے
 پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ زیکو کی کال اُسے چونکا دینے والا
 تھی۔ اس نے وہ جلدی سے اٹھا اور ایک الماری کی طرف بڑھ
 گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک ماسک نکالا
 اور اسے سر اور چہرے پر چڑھا کر اس نے ہاتھوں سے اُسے
 تیزی سے پھینکا تاثر شروع کر دیا۔ چند لمحوں تک ایسا کرنے کا
 بعد وہ مڑا اور ایک سائیڈ پر بیٹے ہوئے دروازے کی طرف
 بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور دوسری طرف موجود تنگ
 سی راہداری میں سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ یہ اس تہہ خا
 کا ایک خفیہ راستہ تھا۔ جو بار کی عقبی گلی میں کھلتا تھا۔ اور
 وہاں سے وہ آسانی سے بین روڈ پر پہنچ سکتا تھا۔ لیکن دروازہ
 کھول کر اس نے جیسے ہی عقبی گلی میں قدم رکھا۔ اچانک سائبر

میں آنے کا منتظر رہا ہو۔

”میں کہاں ہوں۔ اور تم کون ہو“ — ٹرومین نے ہونا چاہتے ہوئے کہا۔

”میرا نام رچرڈ ہے۔ اور تم اس وقت ریڈروٹ لے پوائے مٹری پر موجود ہو۔ ابھی چیف یہاں پہنچنے والا ہے۔“ — انوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات ہوتی۔ سامنے دیوار میں موجود بند دروازہ کھلا ٹرومین نے کمرسٹائن کو اندر آتے دیکھا۔ وہ اس کی ایک چونکہ ایکس ہاؤس میں دیکھ چکا تھا۔ اس لئے وہ اسے دیکھ ہی پہچان گیا تھا۔ اس کے پیچھے دو مقامی نوجوان تھے جن ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

”ہونہہ تو تم ہو ٹرومین۔ عرف بلیک ایگل۔ جسے اس پاکو علی عمران نے میرے مقابلے پر بھیجا ہے۔“ — کمرسٹائن۔ اندر آتے ہی زہر خند لہجے میں ٹرومین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ٹرومین۔ بلیک ایگل۔ پاکیشیائی عمران۔ یہ کیا بکواس۔ یہ تم نے مجھے یہاں کیوں باندھ رکھا ہے اور کون ہو تم۔“ ٹرومین نے سخت لہجے میں کہا تو کمرسٹائن اس طرح کھلا ہنس پڑا جیسے ٹرومین کی بجائے کسی بچے نے اس سے مضحکہ قسم کی بات کی ہو۔

”تمہاری آواز میں پہچانتا ہوں مسٹر ٹرومین کیونکہ تمہارا دوست زیکو نے میرے سامنے تمہیں فون کیا تھا اور دو

بات یہ کہ ایکس ہاؤس میں تمہاری جھلک میں دیکھ چکا ہوں۔ اور پھر مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تمہارے چہرے پر ماسک تھا۔ جو اتار لیا گیا ہے۔ اس لئے تمہارا اس طرح کا رویہ اب ایک فضول سی بات ہے۔ مجھے تم نے یہ بتانا ہے کہ لارڈ رابنس اس کی بیوی اور بچے اس وقت کہاں ہیں۔ میں انہیں فوری طور پر واپس حاصل کرنا چاہتا ہوں۔“ — کمرسٹائن نے انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”وہ ویسٹرن کارمن میں موجود نہیں ہیں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ میں نے ان سے ایک بات طے کر رکھی ہے۔ اگر میں نے انہیں روزانہ ٹرانسمیٹر کال پر اد۔ کے کا سگنل نہ دیا تو وہ فوراً بین الاقوامی پولیس کے سامنے آجائیں گے اور پھر پولیس میں تمہاری ان کے ساتھ کی گئی ساری کارروائی مع فلموں اور ٹیپوں کے آجائے گی۔ اس کا نتیجہ بہر حال تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔“ — ٹرومین نے سخت لہجے میں کہا۔

”میں روٹ کا چیف ہوں سمجھ۔ تمہاری طرح کھڑکلا س مجرم نہیں ہوں۔ اس لئے یہ کھڑکلا س مجرموں جیسی باتیں میرے ساتھ آئندہ مت کرنا۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہ لوگ کہاں ہیں۔ ایکریمیا ٹیپوٹرافریقہ میں کیوں نہ ہوں میں انہیں واپس لے آنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ بولو کہاں ہیں وہ۔ ان کا پورا پتہ بتاؤ۔“ کمرسٹائن نے غراتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ اس لئے وقت

ایک خفیہ مقام پر موجود ہے۔" ٹروین نے کہا۔ اور کمر سٹائن
اس کی آخری بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔
"دیوی گڈ۔ یہاں ہیں تو پھر تو اور بھی اچھا ہے۔ لیکن سنو ٹروین
جب تک لارڈ رابنسن برآمد نہیں ہوتا تم رہا نہیں ہو سکتے۔ البتہ
دعہ رہا کہ جیسے ہی وہ برآمد ہوا تمہیں رہا کر دیا جائے گا۔ اگر تم
میرے وعدے پر اعتماد کر سکتے ہو تو کم از کم دوسری صورت ہے
جب خاردار ہنٹر تمہارے جسم کی بوٹیاں اڑائے گا تو تم خود ہی وہ
جگہ بتا دو گے۔ اس طرح معاہدے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ بو
کیا چاہتے ہو؟" کمر سٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"اور کس معاہدہ ہو گیا مجھے تم پر اعتماد ہے۔ لارڈ رابنسن
کمر وکل قصے سے بچیں کلومیٹر مشرق کی طرف زرعی فارم ایورگم
میں موجود ہے۔" ٹروین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوکے۔ میں چیک کر لوں۔ اس کے بعد معاہدے پر عمل درآمد
کا۔ تب تک تم ایسے ہی رہو گے۔" کمر سٹائن نے ہونہر
چہلتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے واپس دروازے کی طرف
مڑ گیا۔ اس کے پیچھے آنے والے دونوں مسلح افراد بھی چلے گئے۔ یہ
وہ رچرڈ ویسے ہی وہاں موجود رہا۔

"مسٹر رچرڈ۔ کیا تم مجھے شراب نہیں پلا سکتے۔ بہت پیار
لگی ہوئی ہے۔ اب تو تمہارے پاس سے میرا معاہدہ ہو گیا۔
ٹروین نے رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور رچرڈ طنزیہ انداز
پنس پڑا۔

"ٹھیک ہے پلا دیتا ہوں۔ معاہدہ تو جو ہے سو ہے۔"
رچرڈ نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جیسے ہی اس
کے عقب میں دروازہ بند ہوا۔ ٹروین نے جلدی سے اپنے بائیں ہاتھ
سے اوپر زنجیر کو پکڑا۔ اور اپنے جسم کو اتنا اونچا کر لیا جتنا نیچے پیروں
میں موجود زنجیریں اُسے اجازت دے سکتی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی
اس نے دایاں ہاتھ تیزی سے بائیں ہاتھ کی طرف کیا چونکہ وہ کچھ اوپر
کو اٹھ گیا تھا۔ اور اس کا وزن بھی صرف بائیں ہاتھ والی زنجیر پر تھا۔
اس لئے دائیں ہاتھ والی زنجیر خاصی ڈھیلی ہو چکی تھی۔ اس نے تیزی سے
دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی طرف بڑھایا۔ اور اس کے بہوں پر مسکراہٹ
آگئی۔ کیونکہ اس ترکیب سے اس کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلانی پر
پہنچ گیا جہاں وہ بلیٹ اس کی کلانی میں بندھی ہوئی تھی جس
سے زنجیر منسلک تھی۔ دوسرے لمحے ٹوٹ کر اس نے جلدی سے
اس کا بکل کھول دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا دایاں ہاتھ زنجیر
کی گرفت سے آزاد ہو گیا۔ چونکہ اس کا سارا وزن بائیں ہاتھ پر
تھا۔ اس لئے ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس کے جسم کو جھٹکا لگا اور اس
کے قدم زمین پر جم گئے۔ لیکن اب چونکہ اس کا دایاں ہاتھ آزاد ہو
چکا تھا۔ اس لئے اس نے بجلی کی سی تیزی سے دائیں ہاتھ سے بائیں
کلانی پر بندھی ہوئی بلیٹ کا بکل کھولنا شروع کر دیا۔ جیسے ہی بکل
کھولا اس نے دونوں ہاتھوں ایک بار پھر بلند کئے اور تیزی سے
ٹپکتی ہوئی زنجیروں کی بلیٹس کو دونوں ہاتھوں میں اس طرح پکڑ لیا۔
کہ آنے والے کو فوری طور پر محسوس نہ ہو سکے کہ اس کے ہاتھ

آزاد ہو چکے ہیں۔ زنجیریں جو کچھ بھول رہی تھیں۔ اس لئے اسے چند انہیں پکڑنے میں صرف ہو گئے۔ لیکن جیسے ہی زنجیریں اس کی گرفت آئیں اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور رچرڈ ہاتھ میں بوتل اٹھا۔ اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک نظر ٹرومین پر ڈالی اور پھر مطمئن اذ میں آگے بڑھ آیا۔ چونکہ ٹرومین کے ہاتھ اسی طرح سر سے بلند تھے اس کے ہاتھوں میں بلیٹس پکڑی ہوئی تھیں۔ اور شاید رچرڈ کے میں بھی نہ تھا کہ اس طرح بندھا ہوا ٹرومین کس طرح اپنے ہاتھ آزاد کر سکتا ہے اور وہ بھی اتنے کم وقت میں۔

”واہ۔ یہ تو بڑی قیمتی شراب ہے۔ شکریہ“ ٹرومین مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے سوچا شاید یہ تمہاری زندگی کی آخری شراب اس لئے قیمتی ہی پلا دوں۔“ رچرڈ نے بوتل کا ڈھکن کھول ٹرومین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹرومین کے قریب پہنچا۔ اس نے بوتل والا ہاتھ اٹھایا۔ اور بوتل کو ٹرومین کے منہ کی طرف لیکن دوسرے لمحے ٹرومین کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت آئے۔ اور رچرڈ کے حلق سے بھنی بھنی سی چیخ نکلی اور اس کے اس کا جسم ایک لمحات ڈھیر پڑ گیا۔ ٹرومین کے ہاتھوں میں لٹکا رہ گیا۔ ٹرومین نے پوری قوت سے دونوں ہاتھوں سے اس چہرے کو دونوں سینٹروں سے جکڑ لیا تھا۔ اور یہ ضرب اس اچانک اور زوردار تھی کہ رچرڈ کا چہرہ بھی تھوڑا سا پچک گیا اس کی ناک اور منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔ ٹرومین نے ہاتھ علیہ

اور رچرڈ بے ہوش ہو کر وہیں اس کے قدموں میں ہی گم گیا۔ شراب کی بوتل پہلے ہی رچرڈ کے ہاتھوں سے گم کر فریش پر ٹوٹ چکی تھی ٹرومین نے ایسا اس لئے کیا تھا کہ رچرڈ ضرب کھا کر آگہ دور جا کر آدھ جب تک ٹرومین اپنے پیروں پر بندھی ہوئی بلیٹس کھولتا۔ رچرڈ اس پر فائر کھول سکتا تھا۔ لیکن اب رچرڈ اس کے سامنے قدموں میں فریش پمڈ پھر ہوا پڑا تھا۔ ٹرومین تیزی سے جھکا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس نے اپنے دونوں پیروں میں بندھی ہوئی بلیٹس کھول ڈالیں۔ اب وہ آزاد ہو چکا تھا۔ آزاد ہوتے ہی وہ رچرڈ پر جھک گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکلی گیا۔ رچرڈ مر چکا تھا۔ ٹرومین کے اس کے چہرے اور سر کے دونوں اطراف میں پوری قوت سے پڑنے والے جھٹکوں نے شاید اس کا دماغ ہی بھاڑ دیا تھا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون نکلی کر فریش پر بہہ کر خشک ہو چکا تھا۔ ٹرومین نے جلدی سے اس کے کانڈھے سے مشین گن اتاری۔ اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جان بوجھ کر ایک دور دراز کے قصبے کا پتہ کر سٹائن کوڈے دیا تھا۔ اور اُسے معلوم تھا کہ کر سٹائن کے نزدیک لارڈ رابنسن کی اہمیت اس قدر ہے کہ وہ خود اُسے پکڑنے کے لئے ساتھ جائے گا۔ وہ اس اہم کام کو صرف اپنے آدمیوں پر نہ چھوڑ سکتا تھا۔ اور ٹرومین نے صرف اپنے آپ کو آزاد کرانے کا موقع حاصل کرنے کے لئے یہ چکر چلایا تھا۔ ورنہ لارڈ رابنسن واقعی ایک میا پہنچ چکا تھا۔ ٹرومین نے مشین گن سنبھالی اور دروازہ کھرا اس کے

دوسری طرف موجود راہداری میں پہنچ گیا۔ راہداری کی دوسری طرف ایک برآمدہ سا نظر آ رہا تھا۔ لیکن کوکھی چن قسم کی خاموشی طاری تھی اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ دہاں بچرڈ کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ اور واقعی اس نے پوری کوکھی چھان ماری۔ لیکن دہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ ٹرومین کو معلوم تھا کہ جب کم سٹائن کو دہاں لارڈ رائنس نے ملے گا تو وہ پاگلوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑنے کے لئے دوڑ پڑے گا۔ لیکن ٹرومین کوکھی کے اندر رہ کر اس کا انتظار نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس طرح وہ پھنس بھی سکتا تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھولی۔ اور پھر باہر آ گیا۔ ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اُسے معلوم گیا کہ وہ اس وقت آک دیل کالونی میں ہے۔ یہ کالونی دارالحکومت کے شمال مشرقی کونے میں تھی۔ ٹرومین کی نظریں سامنے والی کوکھی جم گئیں۔ دوسرے لمے اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ د تیزی سے اس کوکھی کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کوکھی نو تعمیر تھی۔ اور اس کے گیٹ پر کمرائے کے لئے خالی ہے کا خاص نشا موجود تھا۔ ٹرومین کوکھی کی سائیڈ سے ہوتا ہوا اس کے عقبی طرف آ گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ اس کی عقبی دیوار پھلانگ کر اندر پہنچا تھا۔ کوکھی چونکہ خالی تھی۔ اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا آ بڑھتا گیا۔ حقوڑی دیوار بعد وہ کوکھی کی دوسری منزل کے اس کمرے میں پہنچ چکا تھا۔ جس کی کھڑکی سامنے والی کوکھی کے عین پڑتی تھی۔ اور جس میں سے اس کوکھی کا کھلا حصہ صاف نظر بھی آتا

اور مشین گن کی رینج میں بھی تھا۔ ٹرومین نے اب اس کم سٹائن کو ہلاک کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا تھا۔ اور یہی فیصلہ کم کے ہی وہ اس کوکھی میں آیا تھا۔ اس نے کھڑکی کا پیٹ حقوڑا سا کھولا اور پھر سامنے والی کوکھی کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد اس نے ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی کسی اٹھائی اور اُسے کھڑکی کے ساتھ اس طرح رکھا کہ اس پر بیٹھ کر وہ خود تو کھڑکی کے پیٹ کی آڑ میں ہو جائے تاکہ باہر سے نظر نہ آ سکے۔ لیکن کوکھی کا کھلا حصہ اس کی نظروں کے سامنے بھی رہے۔ اور وہ مشین گن سے دہاں کسی بھی آدمی کو آسانی سے ہٹ بھی کر سکے۔ یہاں سے اُسے نہ صرف کوکھی کا اندرونی حصہ بلکہ پھاٹک کے باہر سڑک بھی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ وہ کم سی پر بیٹھ کر کم سٹائن کی داپسی کا انتظار کرنے لگا۔ پھر اُسے دہاں بیٹھے تقریباً ایک گھنٹہ گزرا تھا۔ کہ اس نے سیاہ رنگ کی کار کوکھی کے پھاٹک کے سامنے رکتے ہوئے دیکھی اور وہ چونک کر سیدھا ہوا گیا۔ کار کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ یلٹ پروف ہے۔ اس پر ریڈ روٹ کا مخصوص نشان بھی موجود تھا۔ کار کا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک مقامی نوجوان نکلا اور پھر تیزی سے کھلی کھڑکی میں سے اندر چلا گیا۔ اور ٹرومین کے ہونٹ یہ دیکھ کر بھنج گئے۔ کہ وہ نوجوان اندر جا کر پھاٹک کھولنے کی بجائے تقریباً دوڑتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اور اُسی لمحے جیسے بجلی کا جھماکا سا ہوتا ہے۔ اس طرح ٹرومین کے ذہن میں بھی جھماکا سا ہوا۔ اور وہ بے اختیار کم سی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اسے اپنے آپ پر غصہ آ

رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بلٹ پر دف کار باہر کیوں رک گئی ہے۔ اور نوجوان پھاٹک کھولنے کی بجائے اندر کیوں گیلی ہے۔ حماقت اس سے یہ ہوئی تھی کہ اس نے کھڑکی سے باہر نکلتے وقت اُسے دوبارہ اس طرح ایڈجسٹ نہ کیا تھا کہ وہ باہر سے بھی بند نظر آئے۔ گوجب وہ پھاٹک کے پاس پہنچا تھا۔ تو یہ چھوٹی کھڑکی لاک نہ تھی بلکہ ویسے ہی بند تھی۔ یقیناً پہلے پھاٹک کھولا گیا ہوگا۔ پھر کا باہر لے جا کر پھاٹک اندر سے بند کر کے پھاٹک بند کرنے والا نے اس کھڑکی سے باہر آ کر اُسے بند کیا ہوگا۔ لیکن ٹروین۔ حماقت یہ ہوئی تھی کہ باہر آنے کے بعد اس نے کھڑکی کے پرٹ کو دوبارہ اس طرح بند نہ کیا تھا جیسے وہ پہلے بند تھا۔ وہ وہی ہی کھلی رہ گئی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ سٹائن کھڑکی کو اس طرح کو دیکھ کر مشکوک ہو گیا ہوگا۔ اس لئے بجائے خود اندر جانے یا کا لے جانے کے اس نے اس نوجوان کو اندر کی صورت حال چیک کر کے لئے بھیجا ہوگا۔ اور پھر چرڈ کی لاش سامنے آتے ہی کمر نے فوراً دہان سے نکل جانا تھا۔ کار بلٹ پر دف تھی۔ اس۔ ٹائمر داں پر بھی فولادی کور چڑھے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ یہاں پر فائر بھی نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ اب آخری صورت یہی رہ گئی کہ وہ نیچے جائے اور جا کر خود کار کا دروازہ کھول کر اندر موجود افراد کو فائر کر کے ڈھیر کر دے۔ چنانچہ وہ تیزی سے اٹھ کر نیچے جانے کے دوڑ پڑا۔ کھوڑی دیر بعد جب وہ عقبی دیوار پھلانگ کر عقبی طرف سے سائیڈ گلی میں سے ہوتا ہوا سڑک پر پہنچا تو اس کے حلق۔

ایک طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ اُسے دور جاتی ہوئی کار صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اُسے اس وقت واقعی اپنی حماقت پر بے طرح غصہ رہا تھا۔ کہ اس کی معمولی سی حماقت کی وجہ سے کم سٹائن کو قتل کرنے کا ایک سنہری موقع اس کے ہاتھوں سے نکل گیا ہے۔ ہر حال اب فوری طور پر کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے اس نے سٹین گن کو کھڑکی کے اندر اچھالا اور پھر تیزی سے سائیڈ گلیوں میں سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ ابھی کھوڑی دیر میں ریڈ روٹ کے افراد تک اس کا علیہ قدمقامت اور لباس کی تفصیلات پہنچ جائیں گی۔ اور پورے دارالحکومت میں اس کی بھرپور انداز میں تلاش شروع ہو جائے گی۔ لیکن آگ دیل کا کوئی ہی اس کے دوست ہالیڈے کی بار موجود تھی۔ اور اگر وہ سلامت ہالیڈے بار تک پہنچ جاتا تو پھر کم سٹائن کے لئے اُسے تلاش کرنا ناممکن ہو جاتا۔ اس لئے وہ اب تیزی سے ہٹا ہوا ہالیڈے بار کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

”میں نے بھی سوچا کہ ہالیڈے ہر بار گلہ ہی کرتا رہتا ہے۔ کہ میں اس کی دعوت قبول نہیں کرتا۔ اس لئے ویسٹرن کارمن کی سیر ہی ہے۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہت شکریہ کو بڑے۔ یقین کرو۔ ویسٹرن کارمن کا سارا حق میں تمہارے قدموں میں ڈال دوں گا۔ بیٹھو۔“ ہالیڈے نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹائیگر کو صوفے پر بٹھا کر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اور اس نے اس الماری میں سے شراب کی ایک بوتل اور دو جام اٹھائے اور واپس بلیٹ پڑا۔

”تو تمہیں یہ بھی یاد نہیں رہا۔ کہ میں شراب نہیں پیا کرتا۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں۔ اوہ واقعی۔ مگر یا ر کو بڑے آخر تم شراب کیوں نہیں پیتے۔ میں تو حیران ہوتا ہوں۔ کہ کوئی آدمی شراب پئے بغیر بھی زندہ رہ سکتا ہے۔“ ہالیڈے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”دیکھ لو۔ شراب بھی نہیں پیتا اور زندہ ہوں۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ میں جو وعدہ کر لوں اُسے ہر صورت میں پورا کرتا ہوں۔ بس ایک بار نشے کی جھوٹک میں ہی ایک نیک آدمی سے وعدہ کر بیٹھا تھا۔ کہ آئندہ شراب نہیں پیوں گا۔ اور پھر میں نے واقعی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارے اسی کردار نے تو مجھے تمہارا گم دیدہ بنا رکھا ہے۔“

ٹائیگر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں موجود ایک بھاری جسم اور لمبے قد کا آدمی بے اختیار اٹھ کھڑا۔ اس آدمی کے چہرے پر گونہوں کے کافی نشانات موجود تھے جن کی وجہ سے اس کا چہرہ دیکھنے والوں کو خاصا خوف ناک آتا تھا۔ لیکن اس وقت اس کے چہرے پر ایسی مسرت موجود تھی کہ چہرہ خوف ناک کی بجائے دلکش سا لگ رہا تھا۔ یہ ہالیڈے ٹائیگر کا دوست۔

”میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ کہ میرا دوست کو برا اس طرح یہاں ویسٹرن کارمن بھی آ سکتا ہے۔ خوش آمدید کو بڑے۔“ آمدید۔“ ہالیڈے نے بڑے پر جوش انداز میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے واقعی انتہائی پر جوش انداز ٹائیگر سے مصافحہ کیا۔

بہر حال ٹھیک ہے۔ میں تمہارے لئے لائٹ جو س منگو آتا ہوں۔
ہالینڈ نے کہا۔ اور پھر اس نے بوتل میز پر رکھ کر میز پر بیٹھے
ہوئے انٹرکام کا ریسور اٹھایا اور ایک بٹن دبا کر اپنے کسی
آدمی کو لائٹ جو س لانے کی ہدایت کی اور ریسور رکھ کر وہ ٹائیگ
کے سامنے دوسرے صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔

”مجھے تو اجازت ہے۔“ اس نے مسکراتے ہوئے یہ
پر پڑی ہوئی شراب کی بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔
”ہاں بالکل۔ میں نے یہ وعدہ نہیں کر رکھا کہ کسی اور کو بھی پیہ
نہ دوں گا۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ہالینڈ نے
کھلکھلا کر منہس پڑا۔

”شکر ہے۔ درنہ مجھے تمہاری دوستی سے ہاتھ دھونے ہی پڑے۔
کیونکہ کم از کم میں تو شراب کے بغیر زندہ رہنے کا تصور بھی نہیں
کر سکتا۔“ ہالینڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر بھی ہنر
پڑا۔

ہالینڈ نے بوتل کھولی اور پھر اسے منہ سے لگا لیا۔ چند
لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرسے میں لائٹ
جو س کا گلاس رکھے اندر داخل ہوا۔ اور اس نے ہالینڈ کے
اشارے پر گلاس ٹائیگر کے سامنے رکھا اور پھر واپس چلا گیا
ٹائیگر نے گلاس اٹھایا اور چکیاں لینے شروع کر دیں۔

”اب تم مجھے تفصیل سے بتا دو کہ یہاں دیسٹرن کارمن میں تم
کون کون سی تفریح کرنا پسند کر دے گے۔ تاکہ میں اس کا تفصیلی

ہد گرام سیٹ کر لوں۔“ ہالینڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”تفریح بھی ہوتی رہے گی۔ لیکن پہلے کام۔“ ٹائیگر نے ملائم
جس کی چکی لیتے ہوئے کہا۔

”کام۔ کیا کام۔“ ہالینڈ نے چونک کر پوچھا۔
”ارادہ تو میرا یہاں آنے کا بن گیا تھا۔ لیکن پھر ایک ادنیٰ
پارٹی سے کام بھی مل گیا۔ میں نے سوچا کہ چلو دونوں ہی کام ہو جائیں
گے۔ اپنے دوست ہالینڈ کے فرمائش بھی پوری ہو جائے گی اور
کام بھی ہو جائے گا۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور ہالینڈ نے سر ہلا دیا۔

”میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آرہی کہ آخر تمہیں یہاں ویسٹرن
کارمن کے لئے کون سا ایسا کام مل سکتا ہے۔ تمہارے متعلق
صرف اتنا معلوم ہے۔ کہ تم کسی ایک تنظیم سے متعلق نہیں ہو۔
اور فری لانس کے طور پر کام کرتے ہو۔ لیکن پاکیشیا کی کسی پارٹی
کو یہاں ویسٹرن کارمن کے لئے تمہیں کام دینے کی بات میری
سمجھ میں نہیں آرہی۔“ ہالینڈ نے ٹائیگر کی بات سن کر ذہنی طور
پر اس طرح الجھ گیا تھا کہ اس کی گفتگو میں بھی الجھا داسا پیدا ہو گیا
تھا۔

”مجھے ایک پارٹی نے یہ کام دیا ہے کہ میں یہاں ریڈ روٹ اور
اس کے چیف کے بارے میں جس قدر تفصیلات حاصل کر سکوں
کو کے اسے دوں۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
اور ہالینڈ نے ٹائیگر کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"ریٹروٹ کے بارے میں۔ لیکن کیوں۔ وہ تو سرکاری ایجنڈا ہے۔ کوئی مجرم تنظیم تو نہیں ہے۔" — ہالیڈے کی آنکھیں پڑ سے پھیل گئی تھیں۔

"میرے دوست ہالیڈے تم ابھی زیر زمین دنیا کے انتہا محدود سرکل میں کام کرتے ہو۔ یہ دنیا بے حد وسیع ہے۔ اس قدر وسیع کہ شاید تم اس کی وسعت کا تصور بھی نہ کر سکو۔ یہاں روپیہ کھانے کے کروڑوں انداز ہیں۔ روپیہ صرف اس طرح نہ کھایا جاتا کہ سمگلنگ کمپنی۔ قتل کرنے کے لئے۔ دنگا فساد اور بد معاشرت۔ لی۔ یہ سب پھوٹے دائرے کے کام ہیں۔ یہاں معلومات فرو کرنے والے بین الاقوامی ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ جو پورا دنیا کی سیکرٹ سروسز اور مجرم تنظیموں کو ایک دوسرے کے بارے میں صرف معلومات فروخت کرنے کے لاکھوں کروڑوں ڈالر معاوضہ لے لیتے ہیں۔ ایسے ہی ایک بین الاقوامی ادارے نے میری خدمات حاصل کی ہیں۔ تاکہ میں ریٹروٹ کے بارے میں تفصیلات حاصل کر کے انہیں دوں۔ اور تمہیں شاید یقین نہ آئے کہ میں نے ان سے اس کام کا معاوضہ بیس لاکھ ڈالر ملے کیا ہے۔ چنانچہ میں یہاں آ گیا ہوں۔ اگر تم اس کام میں میرے دکر و تو انتہائی غلوں کے ساتھ آدھا معاوضہ تمہارا ہوگا۔ دس لاکھ ڈالر۔" — ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیس لاکھ ڈالر صرف معلومات اکٹھی کرنے کے کمال ہے۔ یہ تو بہت ہی خطرہ رقم ہے۔ میں تو دو سال تک بھرپور بنز نس

کروں تب بھی اتنی رقم نہیں کما سکتا۔" — ہالیڈے کی آنکھوں میں اور چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تمہارا دوست کوبرا۔ تو اس سے بھی زیادہ معاوضہ حاصل کرتا رہتا ہے۔ ہاں اب کھل کر مجھے بتاؤ دس لاکھ ڈالر حاصل کرنے میں یا نہیں۔ میں کام کے معاملے میں صاف اور سیدھی بات کرنے کا عادی ہوں۔" — ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن تم مجھ سے کس قسم کی امداد چاہتے ہو؟" — ہالیڈے نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"صرف اتنا کہ تم یہاں ریٹروٹ کے چیف اس کے بڑے بڑے سیکشنز ان کے ایجنڈوں کے بارے میں مجھے تفصیلات دے دے۔ لیکن یہ کام زیادہ سے زیادہ ایک یا دو روز میں ہو جانا چاہیے۔ اس کے لئے میں تمہیں ایک راستہ بھی بتا سکتا ہوں۔ ہر ملک میں سنجی پیمانے پر معلومات مہیا کرنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ تم چونکہ یہاں کے رہنے والے ہو اس لئے لازماً کسی ایسے آدمی کو جانتے ہو گے؟ اس کی قیمت ادا کر دی جائے گی اور معلومات تمہیں مل جائیں گی۔ اگر تم کام کرنے سے انکار کر دو گے تو پھر میں خود ہی کسی ایسے آدمی کو ڈھونڈھ لوں گا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اس کا معاوضہ تمہارے دس لاکھ ڈالر سے علیحدہ ہوگا۔ جتنا بھی مناسب ہو۔" — ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ واقعی۔ تم بہت حیرت انگیز آدمی ہو۔ میں تو اب تک تمہیں بس عام سا آدمی ہی سمجھ رہا تھا۔ لیکن آج پہلی بار مجھے احساس ہو

رہا ہے۔ کہ تم انتہائی گہرے ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں ایسے آدمی کو ہوں۔ اس کا نام انتھونی ایگزینیٹر ہے۔ ریڈ روڈ کا پہلا درجہ دہی تھا۔ کمرسٹائن اس کا نائب تھا۔ کمرسٹائن بے حد شاطریا آدمی ہے۔ جب کہ ایگزینیٹر سیدھا سا دھاسا آدمی۔ اس لئے کمرسٹائن نے سازش کمرے کے سارے سیکشنز چیفس کو ساتھ ملا لیا۔ اور ایگزینیٹر پر ایسا الزام لگا دیا کہ حکومت۔ ایگزینیٹر کو سربراہی سے ہٹا دیا۔ لیکن چونکہ اس کی خدمات کھتیں اس لئے کورٹ مارشل نے اُسے موت کی سزا کی بجائے دو سال قید کی سزا دی۔ کمرسٹائن اس کی جگہ سربراہ بن گیا پھر کمرسٹائن ایگزینیٹر سے جیل میں ملا۔ اور ایگزینیٹر نے سے معاہدہ کر لیا۔ کہ اگر وہ اس کی سزا معاف کر دے تو وہ ساری عمر خاموش رہے گا۔ چنانچہ چھ ماہ بعد کمرسٹائن اس کی باقی سزا معاف کر دی اور اب ایگزینیٹر ایک چھوٹی بار چلاتا ہے۔ اور ہر قسم کے کام سے الگ تھلگ رہتا ہے چونکہ اس نے آج تک کمرسٹائن کے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کی اس لئے کمرسٹائن بھی اُسے کچھ نہیں کہتا وہ ریڈ روڈ کے بارے میں مکمل معلومات رکھتا ہے۔ اگر اُسے یہ یقین دیا جائے کہ اس کی دی ہوئی معلومات خفیہ رہیں گی اور اُسے بھاری معاوضہ دیا جائے۔ تو پوری تفصیلات اس سے مل سکتی ہیں۔“

ہالیڈے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنی رقم اندازاً اُسے دینی ہوگی۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”پچاس ہزار ڈالر میرے خیال میں اتنی بڑی رقم ہے کہ اُسے منہ کھولنا ہی پڑے گا۔ لیکن کیا تم اس قدر بھاری رقمیں ساتھ لے آئے ہو۔“ ہالیڈے نے کہا۔

”مجھے رقم ساتھ لے آنے کی ضرورت نہیں رہتی ہالیڈے۔ میں ہر جگہ آسانی سے بھاری رقم حاصل کر سکتا ہوں۔ یہاں ویسٹرن کاربن میں کوئی ایسا جوا خانہ ہے۔ جہاں انتہائی بھاری رقموں کا جوا ہوتا ہو۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ تو تم شارپنگ کرو گے۔ لیکن یہاں شارپنگ کو ناقابل معافی جرم سمجھا جاتا ہے۔“ ہالیڈے نے جواب دیا۔

”میں صاف ہاتھ سے کھیل کا عادی ہوں ہالیڈے۔ نہ شارپنگ کرتا ہوں نہ کسی دوسرے کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ اس کے باوجود قسمت ہمیشہ میرے ساتھ رہتی ہے۔ سنو اگر تم میرے ساتھ کسی ایسے جوائے خانے میں چلو جہاں بھاری جوا ہوتا ہو تو میں پچاس ہزار ڈالر ایگزینیٹر کے لئے اور دس لاکھ ڈالر تمہارے لئے جیت سکتا ہوں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”لیکن تم تو کہتے ہو۔ کہ تمہیں کسی پارٹی نے بیس لاکھ ڈالر دیئے ہیں جن میں سے تم دس لاکھ ڈالر مجھے دو گے۔ مگر اب تم جوئے کے بارے میں بات کر رہے ہو۔“ ہالیڈے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

”میری دونوں باتیں درست ہیں۔ مجھے واقعی بیس لاکھ ڈالر ملے ہیں۔ لیکن میں اپنی رقم میں سے کسی کو حصہ دار نہیں بنایا کرتا

یہ اخراجات ہمیشہ میں اوپر سے ہی پڑے کیا کرتا ہوں۔“ ٹالیڈے نے کہا۔

”اور کے ٹھیک ہے۔ یہ تمہارا کام ہے۔ یہاں مورٹی کا جو مشہور ہے۔ دہاں پوری دنیا کے بڑے بڑے سرمایہ دار جو ہیں۔ لیکن مورٹی کے جوا خانے میں شاپنگ کی سزا موت ہے۔ اور اس معاملے میں وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔“ ٹالیڈے نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ تم مجھے دہاں لے چلو۔ اور دہاں میرا تعارف ایک ایشیائی پرنس کے طور پر کرانا۔ اس کے بعد تم خود دیکھو کہ میری قسمت کس طرح میرا ساتھ دیتی ہے۔ اور یہ بھی سن مجھے جوئے والی رقم سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ اور میں عام آدمی جو اکیلا بھی نہیں ہوں۔ اس لئے جو کچھ جیتوں گا وہ سب تمہارا ہوگا۔ اگر قسمت ساتھ دے گی تو ہو سکتا ہے بیس لاکھ ڈالر ہی جیت جاؤں۔ بہر حال دس لاکھ پچاس ہزار ڈالر تو گارنٹی ہے۔“ ٹالیڈے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں مورٹی کو فون کر کے بات کر لیتا ہوں۔ ٹالیڈے نے کہا اور اٹھ کر اس نے میز پر بیٹھ بیٹھ ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ اور نمبر ڈائل کر کے شروع کر دیا۔

”مورٹی سپیکنگ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کمرخت سی آواز سنائی دی۔

”ٹالیڈے بول رہا ہوں مورٹی۔“ ٹالیڈے نے کہا۔

”اوہ ٹالیڈے۔ خیریت۔ آج کیسے یاد آیا ہوں میں۔“ دوسری طرف سے اس بار نرم لہجے میں کہا گیا۔

”تمہیں معلوم تو ہے۔ بزنس کے سلسلے میں میں ایشیا کے ملکوں میں آتا جاتا رہتا ہوں۔“ ٹالیڈے نے کہا۔

”ہاں کیا کوئی دہاں مسئلہ بن گیا ہے۔“ مورٹی نے کہا۔

”ارے نہیں۔ میرے لئے دہاں کیا مسئلہ بننا ہے۔ دہاں میرے بہت اچھے دوست موجود ہیں۔ جن میں سے ایک پرنس بھی ہے۔ دہاں کی کسی ریاست کا پرنس ہے۔ انتہائی مالدار آدمی ہے۔ اور جو اکیلے کا بے حد شوقین ہے۔ آدمی بھی قسمت کا دھنی ہے۔ قسمت ساتھ دے جائے تو کروڑوں جیت جاتا ہے۔ اور جب مالدار نے یہ آئے تو کروڑوں مار جاتا ہے۔ لیکن کھیل انتہائی صاف ستھرا کھیلتا ہے۔ اس کی میں گارنٹی دیتا ہوں۔ آج کل وہ میرا بھانجہ ہے۔ اور اس کی ضد ہے کہ وہ یہاں اعلیٰ پائے کا جو اکیلے گا۔ اس لئے اگر تمہارے جوئے خانے میں اعلیٰ پیمانے پر کھیلنے والی کوئی پارٹی ہو تو مجھے بتاؤ۔“ ٹالیڈے نے کہا۔

”اوہ گڈ شو۔ مجھے پرنس سے مل کر بے حد مسرت ہوگی۔ اچھے وقت تمہارا فون آ گیا ہے۔ گریٹ لینڈ کے تین لارڈز کا ایک گروپ دو روز سے یہاں موجود ہے۔ بڑا صاف ستھرا کھیل کھیلتے ہیں۔ اور مسلسل جیت رہے ہیں۔ کل بھی وہ پانچ لاکھ

لاکھ ڈالر حبت کر گئے ہیں۔ اگر تم کہو تو تمہارے پرنس کو ان کھلوادوں۔ مورٹی نے کہا۔

”مزدور پر پرنس بھی ایسی ہی پارٹیاں چاہتا ہے۔ کب آگے وہ۔“ ہالیڈے نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”آدمی کھٹے بعد انہوں نے آنا ہے۔ تم بھی پرنس سمیٹ آ جاؤ۔ میں تعارف کروادوں گا۔ اس کے بعد تمہارے پرنس کی قسمت۔“ مورٹی نے کہا۔ اور ہالیڈے نے ادا کر کے ریور رکھ دیا۔

”سوچ لو کو برے۔ ایسا نہ ہو کہ تم سب کچھ مار جاؤ۔“ ہالیڈے نے ریور رکھتے ہوئے کہا۔
”تم فکر ہی نہ کرو۔ البتہ کچھ کھوڑی سی رقم ادمہا دے، تاکہ میں کھیل کا آغاز کر سکوں۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہالیڈے نے سر ہلا دیا۔ اس نے انٹرکام کا یہ اکٹھایا ادا ایک نمبر پر پرنس کو دیا۔

”پرنس۔“ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔
”مارجر۔ دس ہزار ڈالر مجھے دے جاؤ یہاں دفتر میں۔“ ہالیڈے نے کہا اور ریور رکھ دیا۔ کھوڑی دیو بعد ایک نوجوان اندر آیا۔ اور اس نے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی لاکھ ہالیڈے کو دے دی۔ اور ہالیڈے نے وہ گڈی ٹائیگر کی طرف بڑھادی۔ ٹائیگر نے شکر یہ کہہ کر اسے کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

کھوڑی دیو بعد وہ کاریں بیٹھے مورٹی کے جوئے خانے کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ مورٹی چھوٹے قراور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ ٹائیگر نے اس سے اپنا تعارف پرنس شان کے نام سے کرایا اور پھر مورٹی اسے اپنے ساتھ لے کر ایک تہہ خانے میں آ گیا۔ یہاں واقعی جوئے کی دو بڑی میزیں موجود تھیں۔ جہاں انتہائی اعلیٰ سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے افراد جو کھیلنے میں مصروف تھے۔ ایک سائبر پر دو تین لارڈز ٹائپ آدمی بیٹھے ہوئے شراب پینے میں مصروف تھے۔ مورٹی ٹائیگر اور ہالیڈے کو لئے ان کی طرف بڑھتا گیا۔

”ہیلو لارڈ۔ یہ ایشیا کے پرنس شان ہیں۔ اور پرنس شان یہ گمریٹ لینڈ کے معزز لارڈ بلومر ہیں۔ اور مجھے فخر ہے کہ یہ معزز حضرات جب بھی ویسٹرن کارمن آتے ہیں۔ مجھے میزبانی کا شرف ضرور نصیب ہوتا ہے۔ صاف ستھرا کھیلنے ہیں۔ اور مارحبیت کی پیواہ انہیں نہیں ہے۔ اور حضرات۔ پرنس شان بھی ایسا ہی کھیلنے ہیں۔ میں نے انہیں آج خصوصی طور پر آپ معزز حضرات سے کھیلنے کی دعوت دی ہے۔“ مورٹی نے باقاعدہ تعارف کرتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے ان تینوں سے بڑے گمریٹ مجوسٹانہ انداز میں مصافحہ کیا۔

”اوہ پرنس۔ یہ بھاری خوش قسمتی ہو گی کہ ہمیں کسی پرنس سے کھیلنے کا موقع مل رہا ہے۔ مگر پرنس ہم ہزاروں ڈالرز سے کم نہیں کھیلے۔“ لارڈ بلومر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پرنس بھی لاکھوں ڈالرز سے کم کے جوئے کو جو اسی نہیں سمجھتا
لارڈ پچوں کا کھیل سمجھتا ہے۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔ اور ان تینوں کے چہرے بے اختیار چمک اٹھے۔ مورٹ
نے بلومر اور ان کے ساتھیوں کا تعارف لارڈز کے طور پر کر
تھا اور انہوں نے لباس بھی لارڈز جیسے ہی پہن رکھے تھے۔ لیکن
ٹائیگر انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ یہ دنیا کا مشہور لارڈز گروپ
تھا۔ تاشس کے کھیل میں ماہر ترین افراد کا گروپ۔ جو واضح
لارڈز کی طرح رہتے تھے۔ اور لارڈز کے روپ میں بڑے بڑے
ملکوں میں جو اکھلتے تھے۔ بلومر ان کا لیڈ رکھتا اور ٹائیگر جانتا تھا کہ
یہ پیشہ ور شاد پر ہیں۔ لیکن شارپنگ میں ان کی مہارت اس قدر
ہے کہ اچھے اچھے شاد پر ان کی شارپنگ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اس
لئے سب ہی سمجھتے ہیں کہ وہ بڑا صاف ستھرا کھیلنے ہیں۔ لیکن ٹائیگر
ان کی شارپنگ کو اچھی طرح جانتا تھا۔ شارپنگ میں بھی وہ عمرا
کا ہی شاگرد تھا۔ اور عمران نے اُسے شارپنگ کے ایسے ایسے
گرو سکھائے تھے۔ کہ وہ گیم کو اب باقاعدہ سائنسی انداز میں
کھیل سکتا تھا۔ ایکڑ میا میں ایک بار وہ اس گروپ کے ساتھ
کھیل بھی چکا تھا۔ لیکن وہاں چونکہ اس کا میک اپ دوسرا تھا
اس لئے ظاہر ہے وہ اسے پہچان نہ سکتے تھے۔ البتہ عمران نے
اُسے یہ تنبیہ ضرور کی تھی کہ وہ اس شارپنگ کو صرف مجبوری
کی حالت میں استعمال کر سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ٹائیگر
سوائے اشد ضرورت کے کبھی جو نہ کھیلتا تھا۔ اور یہاں

ہالینڈ سے اور اس الیگزینڈر کو دینے کے لئے چونکہ بھاری رقم کی
ضرورت تھی۔ اس لئے اس نے تاشس کھیلنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تاکہ
کنوئیں کی مٹی کنوئیں کو ہی پوری ہو جائے۔

تھوڑی دیر بعد ان کے لئے علیحدہ میز لگا دی گئی۔ چونکہ جوئے
خانے میں موجود سب افراد کو یہ علم ہو چکا تھا۔ کہ ایشیا کا پرنس
اور گریٹ لینڈ کے لارڈز کے درمیان گیم ہونی ہے۔ اس لئے
وہ سب اپنا اپنا کھیل چھوڑ کر ان کے گرد اکٹھے ہو گئے تھے۔ ان
سب کے چہروں پر تجسس اور اشتیاق موجود تھا۔ مورٹی اور
ہالینڈ نے بھی وہاں موجود تھے۔ پھر پہلی گیم میں جس طرح ٹائیگر بالکل
انارڈوں کے سے انداز میں کھیل کر پانچ ہزار ڈالر ہار گیا تھا اس سے لارڈ
اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر تو چمک کا اضافہ ہونا ہی تھا البتہ ہالینڈ
کا چہرہ لٹک گیا تھا۔ لیکن دوسری گیم میں ٹائیگر میں ہزار ڈالر ہار
گیا۔ تو ہالینڈ نے کہتے ہوئے چہرے پر امید بھری مسکراہٹ
رینگنے لگی۔ لیکن تیسری گیم میں پانسہ پھر ملیٹ گیا۔ اس بار
ٹائیگر دس ہزار ڈالر ہار گیا تھا۔ چونکہ گیم میں وہ ایک بار پھر
پانچ ہزار ڈالر ہار گیا تھا۔ لیکن پانچویں گیم میں جب ٹائیگر ایک لخت
ساتھ ہزار ڈالر جیتا تو لارڈ اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر قدرے
غصے اور جھجھلاہٹ کے آثار نمودار ہو گئے۔

پرنس۔ یہ چھوٹی چھوٹی گیموں میں لطف نہیں آ رہا۔ لمبی گیم ہونی
چاہیے۔ لارڈ بلومر کے ایک ساتھی نے کہا۔
”مثلاً کس قدر لمبی“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایسی گیم جس میں مار جیت کم از کم ایک لاکھ ڈالر کی تو ہو۔“
دوسرے ساتھی نے کہا۔

”اور کے ٹھیک ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔ اور پتے بانٹ
شروع کر دیتے۔ اور اس کے بعد ٹائیگر نے بلائینڈ کھیلنا شروع
کر دیا۔ پہلے دو راؤنڈ تو ان چاروں نے بھی اس کے مقابلے میں بلائے
کھیلے۔ مگر پھر انہوں نے پتے اٹھالئے۔ اور اس کے ساتھ ہی
ان تینوں کی آنکھوں میں بجلی کی سی چمک ایک لمحے کے لئے ابھر
اور ٹائیگر زیر لب مسکرا دیا۔ وہ اُسی طرح مسلسل بلائینڈ کھیلتا
ظاہر ہے اس کے مقابل تینوں کھلاڑی چونکہ پتے دیکھ چکے تھے
اس لئے انہیں ٹائیگر سے دو گنی رقم سامنے کر دینی پڑ رہی تھی چنانچہ
اب ٹائیگر اگر سو ڈالر کا نوٹ آگے بڑھاتا تو ان تینوں کو باری بار
دو دو سو ڈالر مقابل میں لانے پڑتے اور ٹائیگر سربارہم دو گنی
جا رہا تھا۔ پنا پنچہ دیکھنے والوں کے سانس رکنے لگے۔ گیم توقع
بڑی ہوتی جا رہی تھی۔ اور اب درمیان میں بڑے نوٹوں کا اتنا بڑا
ڈھیر لگ چکا تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں چمک آتی جا رہی
تھی۔ جب ٹائیگر نے اپنے پاس موجود آخری رقم بھی داؤ میں
ڈال دی تو اس نے شو کا کہہ دیا۔ اور دوسرے لمحے مال میں موجود
افراد کی بے اختیار چخیں نکل گئیں۔ کیونکہ ٹائیگر مسلسل بلائینڈ کھیلنے
کے باوجود جیت چکا تھا۔ حالانکہ ان تینوں کے پاس ایسے پتے
موجود تھے کہ انہیں اپنے جیتنے کا کمال یقین تھا۔

”یہ شارپنگ ہے۔ صریحاً شارپنگ۔“ اچانک لارڈ

بلومر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
”وہ کیسے لارڈ بلومر۔“ ٹائیگر نے ڈھیر کو اپنی طرف کھسکاتے
ہوئے کہا۔

”تم نے اس طرح پتے بانٹے ہیں کہ ہم تینوں کو بھی جیتنے والے
پتے دے دیئے اور خود ہم سب سے بڑے پتے رکھ لئے یہی
وجہ تھی کہ تم بلائینڈ کھیلتے رہے ہو۔“ لارڈ بلومر نے غصیلے
لہجے میں کہا۔

”اگر یہ بات ہے تو میری طرف سے اجازت ہے کہ اس بار
تم خود پتے بانٹو۔“ ٹائیگر نے بڑے فراخ دلانہ لہجے میں کہا۔
حالانکہ اصول کے مطابق چونکہ وہ جیت گیا تھا اس لئے پتے
اُسے بانٹنے تھے۔ لیکن ٹائیگر نے بڑے بے نیازانہ انداز میں
لارڈ بلومر کو آخر کر دی تھی۔ اور اس کی اس آخری رقم کے
منہ بند کر دیئے تھے۔ ٹائیگر جو بانٹنے کے لئے پتے اکٹھے کر چکا
تھا۔ اس نے پتے لارڈ بلومر کے سامنے رکھ دیئے۔ لارڈ بلومر
نے پتے اٹھائے اور انہیں پھینٹنا شروع کر دیا۔ ٹائیگر بڑے
بے نیازانہ انداز میں بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ لیکن اس کی تیز نظریں
لارڈ بلومر کے ہاتھوں پر جمی ہوئی تھیں۔ لارڈ بلومر کے ہاتھ گو
حیرت انگیز رفتار سے پتے پھینٹ رہے تھے لیکن اس کی سامی
حرکات ٹائیگر کی نظروں میں تھیں۔ اور جب لارڈ بلومر نے پتے
کھینٹنے بند کر کے ٹائیگر کی طرف گڑی بڑھائی تاکہ وہ اسے کاٹے
تو ٹائیگر نے بڑے اطمینان سے اس میں سے چند پتے اٹھائے

اور نیچے رکھ دیتے۔ لارڈ بلومر کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ
 ابھر آئی۔ ٹائیگر اس کی مسکراہٹ کا مطلب بخوبی جانتا تھا کہ
 بلومر کی ٹائیگر کی گڈی کاٹنے کے باوجود شاپنگ مکمل ہو چکی
 لیکن وہ لارڈ بلومر نہ جانتا تھا کہ ٹائیگر عمران کا شاگرد تھا۔ چنانچہ
 اُسے معلوم ہی نہ ہو سکا کہ ٹائیگر کی انگلیوں نے گڈی کاٹنے د
 کیا فنکاری دکھا دی ہے اور ایک پتہ جسے نیچے آنا چاہیے
 اب اوپر پہنچ چکا ہے۔ ٹائیگر نے واقعی کسی شعبہ باز کے
 انداز میں سب کی نظروں کے سامنے یہ فنکاری کی تھی۔ اور ٹ
 کو معلوم تھا کہ اس ایک پتے کی فنکاری سے ساری باز
 مکمل طور پر اس کے حق میں چلی گئی تھی۔ پتے بانٹ دیتے گئے۔ ب
 ٹائیگر نے اپنے سامنے پڑے ہوئے پتوں کو ہاتھ بھی نہ لگایا
 ایک بار پھر بلا سنڈ کھینٹا شرع کر دیا۔ اور ایک بار پھر میز
 درمیان بڑے نوٹوں کا ادبچاڑھیر گئے لگ گیا۔ اس بار چو
 لارڈ بلومر اور اس کے ساتھی اپنی جگہ پر مکمل طور پر مطمئن
 اس لئے وہ بھی مسلسل کھیلتے چلے جا رہے تھے۔ اور لمحہ بہ لمحہ
 نوٹوں کا ڈھیر بلند ہوتا جا رہا تھا۔ ٹائیگر کے پاس موجود جب
 ختم ہو گئے تو ٹائیگر نے مورٹی ٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "مسٹر مورٹی۔ کیا میرا چیک کیش ہو سکتا ہے۔ گارنٹی مر
 ہالیڈے دے دے سکتے ہیں۔ صرف ایک لاکھ ڈالر کا چیک
 ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مورٹی نے ہالیڈے کی طرف
 تو ہالیڈے نے مجبوراً سر ہلا دیا۔ ظاہر ہے وہ اب پیچھے

ہٹ سکتا تھا۔ اور مورٹی نے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ تو چند لمحوں
 میں ایک لاکھ ڈالر کے نوٹ ٹائیگر کے سامنے رکھ دیتے گئے۔ اور
 اس بار ٹائیگر نے اکٹھے ایک لاکھ ڈالر اکٹھا کر درمیان میں پھینک
 دیتے۔

"ادہ۔ اتنا بڑا داد" — لارڈ بلومر کے منہ سے بے اختیار
 نکلا۔

"پرنس تو ایسے ہی کھیلتا ہے۔" ٹائیگر نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔ نتیجہ یہ کہ تینوں لارڈز کو بھی مارٹی سے مقابل میں ڈالنے
 کے لئے دو دو لاکھ ڈالر لینے پڑے۔ اس طرح ان تینوں کی طرف
 سے چھ لاکھ ڈالر درمیان میں آ گئے اور اس کے ساتھ ہی لارڈ بلومر
 نے شوکا اعلان کر دیا۔

"ایک منٹ لارڈ بلومر" — ٹائیگر نے کہا اور وہ سب
 چونک کر ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگے۔

"آپ نے دیکھ لیا ہے کہ میں نے ابھی تک اپنے پتوں کو ہاتھ
 بھی نہیں لگایا۔ پتے بھی آپ نے خود ہی بانٹے ہیں۔ اس لئے اب
 اس گیم کا جو بھی نتیجہ ہو۔ کم از کم آپ کی طرف سے یہ نہیں کہا
 جائے گا۔ کہ میں نے شاپنگ کی ہے۔ آپ سے چونکہ پہلی بار
 لیسلی ہو رہا ہے۔ اس لئے آپ مجھے نہیں جانتے۔ اور میں نے
 آپ کی طرف سے اپنی توہین کو معاف کر دیا ہے۔ لیکن میں
 دوبارہ یہ توہین برداشت نہ کر سکوں گا۔ آج تک کسی نے یہ
 ات نہیں کی کہ پرنس شان پر شاپنگ کا الزام لگا سکے۔"

ٹائیگر کا اہم بے حد سرد تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اس بار ایسا نہ ہوگا۔" لارڈ بلومرنے چپکتے ہوئے ہلچے میں کہا۔ ظاہر ہے اسے اپنی حیات کا مکمل تقیہ تھا۔ لیکن دوسرے لمحے ان تینوں کے چہرے بڑی طرح زرد پڑ گئے۔ جب ٹائیگر کے پتے حیرت انگیز طور پر ان سے بڑے نکلے اور ہالیڈے اور مورٹی کے ساتھ ساتھ وہاں موجود سب اذ کے حلق سے بے اختیار حیرت بھری چیخیں نکل گئیں۔

"مسٹر ہالیڈے۔ یہ رقم اکٹھا لیں۔ ان میں سے مسٹر مور کو ان کے ایک لاکھ ڈالر دے دیں۔ اور باقی آپ رکھ لیں۔ پرنس صرف شوق کے لئے کھیلتا ہے۔ اس کے لئے رقم کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔" ٹائیگر نے کہا اور کرسی سے اٹھ ہوا۔

"پرنس۔ آپ واقعی قسمت کے دھنی ہیں۔ ہماری طرف۔ مبارکباد قبول فرمائیں۔ ہمیں یقین ہے کہ کل بھی آپ سے کامو قع ملے گا۔" لارڈ بلومرنے چند لمحے خاموشی کے بعد کہا۔

"اگر ہمارا کل موڈ ہوا تو ضرور کھیلیں گے۔ بہر حال آپ ظرفی کا شکریہ۔" ٹائیگر نے کہا۔ اور پھر ہالیڈے مورٹی کے ساتھ چلتا ہوا مورٹی کے مخصوص دفتر میں آگیا۔ "کمال ہے پرنس۔ کمال ہے۔ مجھے بھی جو اخانہ چلاتے د سال گزر گئے ہیں۔ لیکن تم جیسا آدمی پہلے میں نے بھی نہیں د

مورٹی نے حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔

"مسٹر مورٹی آپ کبھی ایشیا آئیں تو میں آپ کو دکھاؤں گا۔ کہ وہاں پرنس کیسے کھیلتے ہیں۔ یہ ساری رقم تو ایک راؤنڈ میں کھیلی جاتی ہے۔" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مورٹی نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ ایشیائی پرنسوں کی دولت سے واقعی بے حد مرعوب ہو گیا ہو۔ ہالیڈے کا تو چہرہ دیکھنے والا تھا۔ مورٹی کے ایک لاکھ ڈالر نکال دینے کے باوجود یہ رقم پچاس لاکھ ڈالر دہ گئی تھی۔ پچاس لاکھ ڈالر جو شاید ہالیڈے جیسے آدمی کے لئے بھی ناقابل یقین رقم تھی۔

"پرنس۔ یہ پچاس لاکھ ڈالر نہیں۔ یہ لیجئے۔" ہالیڈے نے رقم کی گڈیاں ٹائیگر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ہالیڈے۔ میرے لئے اتنی رقم کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میں نے پہلے ہی یہ آپ کو دے دی ہے۔ مجھے تو صرف گیم کا لطف حاصل کرنا تھا۔ وہ میں نے کھ لیا۔ اس کے مالک اب آپ ہیں۔" ٹائیگر نے بڑی بے نیازی سے رقم کو ہاتھ سے واپس ہالیڈے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ ہالیڈے کے ساتھ ساتھ مورٹی کا منہ بھی حیرت کی شدت سے کھل گیا۔

"پپ۔ پپ۔ پچاس لاکھ ڈالر۔ اور میں لے لوں۔" ہالیڈے نے بڑی طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ میری طرف سے تحفے کے طور پر قبول کرو۔ اچھا مسٹر مورٹی آپ کا شکریہ۔ اب اجازت۔" ٹائیگر نے اٹھتے

ہوئے کہا۔

”ادہ ادہ۔ نہیں پرنس۔ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکا۔ بیٹھیے۔ میں کچھ منگواتا ہوں۔ آپ واقعی میری زندگی کے حیرت انگیز آدمی ہیں۔ آج سے آپ بھی مجھے ہالیڈے کی طرح اپنا دوست سمجھیں۔ یہ میرے لئے اعزاز ہوگا۔“ مورٹی نے کہا۔

”شکریہ۔ آپ سے دوستی میرے لئے بھی اعزاز ہوگی۔ لیکن اب اجازت دیجئے۔ کل بھر ہی۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک بار پھر ہالیڈے کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

”کوہرے۔ کیا واقعی تم پرنس تو نہیں ہو۔ جو صرف شغل کے طور پر زیر زمین دنیا میں آگئے ہو۔“ ہالیڈے نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ارے نہیں ہالیڈے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ البتہ ایک پرنس میرا استاد ضرور ہے۔ اگر موقع ملا تو میں تمہیں اس سے ضرور ملواؤں گا۔ اس کے بعد تمہیں پتہ چلے گا کہ پرنس کیسے ہوتے ہیں۔“ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”استاد۔ کیا مطلب۔“ ہالیڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم اسے کسی غلط معنی میں نہ لے جانا۔ پرنس آف ڈھمپ مارشل آرٹ میں میرا استاد ہے۔ دنیا بھر میں مارشل آرٹ کا سب سے بڑا ماہر ہے۔ حیرت انگیز آدمی ہے۔ حالانکہ

ریاست ڈھمپ کا پرنس ہے۔ لیکن عام آدمیوں کی طرح رہتا ہے۔ بے حد شگفتہ مزاج آدمی ہے۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ استاد کے لفظ سے ہالیڈے کے ذہن میں فوراً ہی شاربینگ کا خیال آیا ہوگا۔ اس لئے اس نے اسے مارشل آرٹ کی طرف موڑ دیا تھا۔

”مارشل آرٹ کا ماہر۔ اچھا۔ پھر تو ضرور ملوں گا۔ کیا وہ وہاں پاکیشیا میں رہتا ہے یا اپنی ریاست میں۔“ ہالیڈے نے کہا۔

”دونوں جگہ رہتا ہے۔ اور سنو۔ اب تم سیدھے اس ایگرنیڈ کے پاس چلو۔ تاکہ کام پہلے ہو جائے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ میں اسے وہاں اپنی باریں بلوالوں گا۔ وہ میرا اچھا دوست بھی ہے۔“ ہالیڈے نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس باریں پہنچ چکے تھے۔ البتہ راستے میں ہالیڈے نے ایک بینک کے سامنے کاررو کی تھی اور پھر وہ خود ہی رقم لے کر اندر چلا گیا تھا۔ جب کہ ٹائیگر کاریں سی بیٹھا رہا تھا۔ اس طرح ہالیڈے نے رقم باری پہنچنے سے پہلے پہلے اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرادی تھی۔

”باس۔ آپ کے دوست بلیک ایگل آئے ہیں۔“ بار میں داخل ہوتے ہی ایک آدمی نے آگے بڑھ کر ہالیڈے سے کہا۔ اور ہالیڈے بے اختیار چونک پڑا۔

"بلیک ایگل اور یہاں میری باریں کمال ہے۔ آج کا دن تو حیرتوں کا دن ہے۔" ہالیڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے اپنے دفتر کی طرف بڑھنے لگا۔

"یہ بلیک ایگل صاحب کون ہیں؟" ٹائیگر نے حیرت

بھرے انداز میں پوچھا۔

"ایکرمیا کا ایک بہت بڑا آدمی ہے۔ اصل نام تو ٹروڈین ہے لیکن عام طور پر بلیک ایگل کہلاتا ہے۔" ہالیڈے نے جواب دیا تو ٹائیگر ٹروڈین کا نام سن کر بڑی طرح چونک پڑا۔ کیونکہ وہ ٹروڈین کو اچھی طرح جانتا تھا۔ دوبارہ پاکیشیا میں اس سے کراہ ہو چکا تھا۔ لیکن اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ اب ٹروڈین جو ائم کی راہ چھوڑ چکا ہے اور اب خود اس بلیک تھنڈر کے خلاف کام کر رہا ہے۔ جس کا وہ پہلے ایجنٹ تھا۔ اور یہ بات چونکہ اُسے عمران نے خود بتائی تھی اس لئے ظاہر ہے ٹائیگر کو اس پر مکمل یقین تھا۔

"ہیلو ٹروڈین۔ خوش آمدید۔ آج تو مجھے واقعی مسرت ناچنا پڑے گا۔ کہ ٹروڈین جیسی شخصیت میری اس چھوٹی سی با میں خود چل کر آگئی ہے۔" ہالیڈے نے دفتر میں داخل ہونے پر کہا اور صوفے پر بیٹھا ہوا ٹروڈین اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ہالیڈے کے پیچھے ٹائیگر کو اندر آتے دیکھ کر چونک پڑا اور اس کا چہرہ یک لحظہ تھکرا طرح سخت ہو گیا۔ ٹائیگر اس وقت چونکہ کوبرے کے مخصوص میکان

میں تھا۔ جو وہ صرف زیر زمین دنیا میں خاص خاص موقعوں پر کرتا تھا اس لئے ٹروڈین ظاہر ہے اُسے پہچان نہ سکا تھا۔

"یہ کوبرے ہے۔ میرا گہرا دوست۔ اس کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ اور کوبرے یہ میرا عظیم دوست ٹروڈین عرف بلیک ایگل ہے۔" ہالیڈے نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں ان دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اس نے ٹروڈین کے بدلتے ہوئے چہرے پر غور ہی نہ کیا تھا۔

"پاکیشیا سے۔" ٹروڈین پاکیشیا کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اور اس کے چہرے پر قدرے تعجب کے آثار پھیل گئے۔ "آپ سے دوبارہ مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے مسٹر ٹروڈین۔" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دوبارہ۔ کیا مطلب۔ کیا آپ مجھ سے پہلے مل چکے ہیں؟" ٹروڈین نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ ایک بار نہیں کئی بار۔ ابھی میں ہالیڈے سے اپنے استاد پرنس آف ڈھمپ کا ذکر کر رہا تھا۔" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور اس بار ٹروڈین بے اختیار اچھل پڑا۔

"پرنس آف ڈھمپ کا شاگرد۔ کیا مطلب۔ ادہ کہیں تم ٹائیگر تو نہیں ہو۔ مگر....." ٹروڈین نے حیرت بھرے انداز میں لیکن بغور ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ہالیڈے ان دونوں کو اس طرح باتیں کرتے دیکھ کر ہونٹیں بنا

کھڑا تھا۔

”جس طرح آپ کے ساتھ عرف لگا ہوا ہے۔ اس طرح میرے بھی کئی عرف ہیں۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ادہ ادہ اچھا۔ ادہ دیر سی گڈ۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے پہلے ہالیڈے پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے اجنبی کے سامنے میرا اصل نام لے دیا تھا۔ لیکن اب تو یہ مسئلہ بھی ختم ہو گیا۔ لیکن تم اور یہاں ویسٹرن کارمن میں۔“ ٹروڈین کے لہجے میں بے تکلفی آگئی تھی اور اس بار اس نے مصافحہ کے لئے بھی ہاتھ بڑھا دیا تھا۔

”ہاں۔ پرنس کے ہی ایک ضروری کام آیا تھا۔“ ٹائیگر نے مصافحہ گماتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ آپ دونوں صاحبان پہلے سے اس طرح واقف ہیں۔ ویسے آج واقعی میری زندگی کا سب سے حیرت انگیز ہے۔ مجھے تو اس طرح مسلسل حیرت کے جھٹکے لگ رہے ہیں کہ شاید میرا اعصابی توازن ہی درہم برہم ہو جائے۔“ ہالیڈے نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مسٹر ٹروڈین میرے استاد پرنس آف ڈھمپ کے داماد ہیں۔ اور ان کی وجہ سے ہماری واقفیت بھی ہے۔“ ٹروڈین نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”یقیناً جواب تو مجھے تمہارے استاد پرنس سے ملنے شہید خواہش پیدا ہو رہی ہے۔“ ہالیڈے نے کہہ

اور ٹروڈین بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہ سب بھی ایسی ہی شخصیت ہالیڈے۔ بہر حال مجھے خوشی ہوئی ہے کہ مسٹر کو بڑے سے اس طرح اچانک ملاقات ہو گئی ہے۔“ ٹروڈین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ ٹروڈین کہ کیا پینا پسند کرو گے کوبرا تو شراب پیتا نہیں اس کے لئے تو لائٹ جو س ہی منگو انا پڑے گا۔“ ہالیڈے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فی الحال پینے پلانے کا کام ملتوی سمجھو۔ میں کافی دیر سے تمہارا شدت سے انتظار کر رہا تھا۔ مجھے فوری طور پر میک اپ باکس اور نیا لباس چاہیئے۔ اور دوسری بات یہ کہ اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ اگر ریڈ روڈ یہاں میرے متعلق معلوم کرنے آئیں تو انہیں یہ پتہ نہیں چلنا چاہیئے کہ میں یہاں ہوں۔“ ٹروڈین نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ریڈ روڈ کیا مطلب۔ کیا اس بار تمہارا ٹکراؤ بھی ریڈ روڈ سے ہو گیا ہے۔ کمال ہے۔ شاید اس ریڈ روڈ کی شامت تو نہیں آگئی۔ کہ سب ہی اس کے خلاف ہوتے جا رہے ہیں۔“ ہالیڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سب کیا مطلب۔“ ٹروڈین نے چونک کر پوچھا۔

”میری یہاں آمد بھی کچھ اسی سلسلے میں ہے۔ اس لئے ہالیڈے نے انہیں ہمارے ساتھ لایا۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ادہ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پرنس نے تمہیں

یہاں بھیجا ہے۔ ٹرمین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "پرنس نے کیا مطلب؟" — ہالیڈے چونک پڑا کیونکہ
 ٹائیگر تو اسے کسی پارٹی کی کہانی سنا چکا تھا۔
 "جس پارٹی کی بات میں نے کی تھی۔ اس کی ٹپ پرنس نے
 ہی دی تھی۔" — ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور
 ہالیڈے اس طرح سر ہلانے لگا۔ جیسے بات کو ایڈجسٹ
 کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"ہالیڈے جو میں نے کہا ہے پہلے وہ کر دے۔ باقی باتیں بعد
 میں ہوتی رہیں گے۔" — ٹرمین نے کہا۔
 "اچھا ٹھیک ہے۔ میں ابھی بندوبست کرتا ہوں۔"
 ہالیڈے نے کہا۔ اور اگلے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف
 بڑھ گیا۔

"کیا تمہیں واقعی عمران نے اس ریڈ روٹ کے مقابلے کے
 لئے بھیجا ہے۔ حالانکہ مجھے تو اس نے کہا تھا کہ وہ خود آ رہا ہے
 ہالیڈے کے جاتے ہی ٹرمین نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا کہ
 "ہاں۔ عمران صاحب نے مجھے یہاں ریڈ روٹ اور خاص
 پر کم سٹائن اور اس کے ہیڈ کو آرڈر کے بارے میں معلوما
 حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ تاکہ یہاں آتے ہی وہ کام کا
 سے آگاہ کر سکیں۔" — ٹائیگر نے جواب دیا اور ٹرمین نے

ہلا دیا۔
 "کام تو ختم بھی ہو جاتا۔ اگر مجھ سے ایک حماقت نہ ہو جاتی

ٹرمین نے کہا۔
 "کیا مطلب؟" — ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔ اور جواب میں
 ٹرمین نے اسے مختصر طور پر اب تک گزرنے والے تمام واقعات
 بتا دیئے۔

"کیا باکس کا مقصد صرف اس کم سٹائن کو ہلاک کرنا ہے۔
 یا اس کے پورے ریڈ روٹ نظام کو تباہ کرنا ہے؟" — ٹائیگر
 نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"نظام کو بے حد وسیع اور پیچیدہ ہے۔ اور پھر سرکاری
 سیٹ اپ ہے۔ اس لئے پورے نظام کا تو خاتمہ ممکن ہی نہیں
 ہے۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے اگر اس کم سٹائن کو ہلاک کر
 دیا جائے تو ظاہر ہے اس کی جگہ جو بھی لے گا وہ اس قدر ظالم
 اور سنگدل بہر حال نہ ہوگا۔ اور نہ ہی اتنا با اثر ہوگا کہ وہ
 ٹاپ پرائمر ٹرسٹ پر اس طرح اثر انداز ہونے کی کوشش کرے
 گا۔" — ٹرمین نے جواب دیا۔

"ہالیڈے نے مجھے بتایا ہے کہ کم سٹائن سے پہلے روٹ
 کا سربراہ انتھونی الیگزینڈر تھا۔ اور کم سٹائن اس کا نائب
 تھا۔ پھر کم سٹائن نے اس کے خلاف سازش کی اور اس پر الزامات
 لگا کر اسے علیحدہ کر دیا کہ وہ خود چیف بن بیٹھا ہے۔ میں نے پایڈ
 سے کہا ہے کہ وہ اس الیگزینڈر سے مجھے روٹ کے بارے میں
 درمی تفصیلات معلوم کر دے۔ ہالیڈے کے مطابق وہ اچھا
 آدمی ہے۔ اگر اسے کم سٹائن کی جگہ دوبارہ ایڈجسٹ کیا دیا جائے

تو وہ خود اس روٹ کو اس کے صحیح قانونی مقام پر لے آئے گا۔
صرف اتنا کہیں کہ اس کمپسٹائن کا خاتمہ کر دیں۔ کیا خیال ہے
ٹائیکر نے کہا۔

”اس کا خاتمہ ہی تو کٹھن مسئلہ ہے۔ وہ بے حد پر اسرار اور
باخبر آدمی ہے۔“ ٹرومین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”اسی لمحے ہالیڈے واپس آیا۔ اس نے ہاتھ میں جلدیہ تریہ
میک اپ باکس اور ٹرومین کے سائز کے مطابق نیا سوٹ
موجود تھا۔

”ادھر ڈریسنگ روم ہے۔ اور میں نے سب کو اچھی طرح
دیا ہے۔ کوئی روٹ کو تمہاری یہاں موجودگی کی اطلاع نہ دے
ہالیڈے نے کہا اور ٹرومین نے سر ہلاتے ہوئے اس کے ہاتھ
میک اپ باکس اور سوٹ لیا اور پھر ڈریسنگ روم کی طرف
بڑھ گیا۔

”اس ایگزیکٹو کو بلوادی۔ تاکہ میں اپنا کام مکمل کر سکوں۔“
ٹرومین کے جاتے ہی ٹائیکر نے ہالیڈے سے مخاطب ہو کر کہا
”میں نے اسے فون کر دیا ہے۔ وہ ایک گھنٹے بعد آ رہا۔
ہالیڈے نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹائیکر نے اشیاء
سر ہلا دیا۔

”یہ ہو کیا رہا ہے کم۔ کیا روٹ کی اتنی بڑی تنظیم ایک عام سے
م کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئی ہے۔“ کمپسٹائن نے
تہائی غصیلے لہجے میں میز پر مکہ مارتے ہوئے ساتھ کھڑے کم سے
طلب ہو کر کہا۔

”باس۔ پورے دارالحکومت کی مکمل فاکہ بندی کر لی گئی ہے۔ ہر
مہر ہر بار۔ ہوٹل۔ دفتر کی مکمل تلاشی لی جا رہی ہے۔ جلد ہی آپ
پیش خبری سنیں گے۔“ کم نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب
دے دیا۔

مجھے یہ ٹرومین ایک گھنٹے کے اندر اندر زندہ یا مردہ ہر صورت
چاہیے۔ سمجھے۔ ورنہ میں تمہیں تمہارے پورے سیکشن سمیت
سے اڑا دوں گا۔ گٹ آؤٹ۔“ کمپسٹائن نے حلق
پر چبھتے ہوئے کہا۔ اور کم خاموشی سے سر جھکائے واپس مڑا۔

اور بھرے سے باہر نکل گیا۔
 "ہو نہہ۔ اتنی بڑی تنظیم اور ایک مجرم نہیں پکڑا جا رہا۔ نانس
 احمق۔ نااہل۔ میں ان سب کو گولیوں سے اڑا دوں گا۔ مفت کی
 تنخواہیں لے رہے ہیں۔ خواہ مخواہ ادارے پر بوجھ بنے ہوئے ہیں۔"
 کرسٹائن غصے کی شدت سے مسلسل بڑبڑاتا رہا۔ پھر کم گئے
 ہوئے دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور
 کرسٹائن نے چونک کر ریسور اٹھالیا۔
 "یس۔" کرسٹائن نے تیز اور درشت لہجے میں کہا۔

"کم بول رہا ہوں باس۔ ایک اطلاع ملی ہے باس۔ کہ یہاں
 کے ایک مقامی بد معاش ہالیڈے بار کے مالک ہالیڈے کے
 ساتھ مورٹی کے جوئے خانے میں ایک ایشیائی پرنس گیا ہے
 اور وہاں سے پچاس لاکھ ڈالر سے بھی زائد رقم کھا کر لایا ہے۔ اور
 اس وقت ہالیڈے بار میں موجود ہے۔ دوسری بات یہ کہ
 ہالیڈے نے انتھونی ایگزیکٹو کو فون کر کے فوری طور پر اپنی با
 آنے کے لئے کہا ہے۔ اور اُسے کہا ہے کہ روٹ کے بارے
 چند معلومات حاصل کرنے کے لئے وہ اُسے پچاس ہزار ڈالر
 سکتا ہے۔ اور ایگزیکٹو بار میں پہنچنے والا ہے۔ اور سب سے
 بات یہ ہے کہ ہالیڈے بار پوائنٹ تھری دالے علاقے میں
 جہاں سے ٹرمین فرار ہوا ہے۔" کم نے تفصیل بتاتے
 کہا۔
 "ادہ خاصی اہم اطلاع ہے۔ لیکن تم نے مجھے فون کیوں کیا۔"

دہاں چھاپہ ماروا احمق آدمی۔" کرسٹائن نے دانت پیسنے کے
 انداز میں کہا۔

"باس۔ ہالیڈے بلیو کارڈ ہو لڑ رہے۔" کم نے جواب
 دیا۔

"ادہ بلیو کارڈ ہو لڑ رہے۔ ٹھیک ہے۔ اب اس چھاپے کی قیادت
 میں خود کروں گا۔" کرسٹائن نے چونک کر کہا۔

"باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں دہاں بے ہوش کر دینے
 والی گیس پہلے پھیلا دوں۔ اس کے بعد آپ وہاں جائیں۔" کم
 نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ یہ زیادہ اچھی تجویز ہے۔ لیکن سنو کم۔ ایسا کر دو
 کہ وہاں پہلے ایسے انتظامات کراؤ کہ وہاں اس بات کا جتنی طور پر
 علم ہو جائے کہ وہ ٹرمین وہاں موجود ہے۔ اور اس انتھونی ایگزیکٹو
 کی بات جیت بھی ٹیپ کراؤ۔ اگر وہ واقعی روٹ کے متعلق معلومات
 فروخت کرتا ہے تو یہ ٹیپ اسے فائرنگ اسکو اڈ تک لے جانے
 میں کافی معاون ثابت ہوگا۔ چھاپہ تو کسی وقت بھی مارا جاسکتا ہے۔
 کیا سمجھتے؟" کرسٹائن نے اچانک ایک خیال کے آتے ہی
 پوچھا۔

"یس باس۔ لیکن کیا بات جیت مکمل ہوتے ہی چھاپہ مار دیا جائے
 اس کے بعد آپ اجازت دیں گے۔ تب اس لئے پوچھ رہا ہوں
 کہ وہ بلیو کارڈ ہو لڑ رہے۔" کم نے کہا۔

"نہیں۔ پہلے مجھے مکمل رپورٹ دو گے۔ ٹیپ بھی بھجواؤ گے۔ تاکہ

میں پوری طرح تسلی کر لوں۔ اس کے بعد میں تمہیں اجازت دے سکتا ہوں۔ میں کسی بلیو کارڈ ہولڈر کے خلاف صرف شک کی بنا پر کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا۔ یہ میرے اصول کے خلاف ہے۔ البتہ میرے فیصلے تک تم وہاں کی انتہائی سخت نگرانی جاری رکھو گے۔

کم سٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔ اور دوسری طرف سے کہنے سے ہی پس سر کہا۔ اس نے ریسپورڈ رکھ دیا۔

”بلیو کارڈ ہولڈر۔ لیکن کس رینک کا۔ یہ تو چیک کر لوں۔“

کم سٹائن نے ریسپورڈ رکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اور پھر ٹیلی فون کا ریسپورڈ اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کر کے شروع کر دیئے۔

”یس۔ بلیو ہاؤس۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”جیک۔ میں چیف بول رہا ہوں۔“ کم سٹائن نے اس با قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”یس باس۔“ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ ایک انت نرم پڑ گیا۔

”جیک کہہ کے بتاؤ کہ ہالیڈے بار کا مالک ہالیڈے کس رینک کا بلیو کارڈ ہولڈر ہے۔“ کم سٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کم سٹائن نے ریسپورڈ رکھ دیا۔

کم سٹائن نے پورے ملک کے بڑے بڑے سمگلروں پیشہ مجرموں اور بڑے بڑے کاروباری اداروں پر اپنا خصوصی ٹیکس لگا

تھا۔ وہ ان سے مایانہ بنیادوں پر بھاری رقومات حاصل کرتا تھا۔ یہ رقومات اس کے ذاتی اکاؤنٹس میں جمع ہو جاتی تھیں اور ان رقومات کی وصولی اور ان کا حساب و کتاب رکھنے کے لئے اس نے ایک علیحدہ شعبہ بنا رکھا تھا۔ جس کا انچارج جیک تھا۔ اور جس عمارت میں یہ سیکشن قائم تھا۔ اس کا نام بلیو ہاؤس تھا۔ جن لوگوں سے کم سٹائن رقومات وصول کرتا تھا۔ انہیں اس نے باقاعدہ بلیو کارڈ ایشو کر رکھے تھے اور روٹ کو یہ سختی سے ہدایت تھی کہ بلیو کارڈ ہولڈرز کو اس کی اجازت کے بغیر کچھ نہ کہا جائے۔ اور نہ ہی ان کے کسی کام میں مداخلت کی جائے۔ یہی وجہ تھی کہ کم نے اطلاع ملنے کے باوجود ہالیڈے پر براہ راست چھاپہ مارنے کی بجائے کم سٹائن کو باقاعدہ اطلاع دی تھی۔ چونکہ لے افراد کی تعداد بے شمار تھی۔ اس لئے کم کے پاس تو ان کی لسٹیں موجود تھیں۔ مگر کم سٹائن کو تو سب نام نہ بانی یاد نہ تھے اور پھر رقومات کے لحاظ سے اس نے بلیو کارڈ ہولڈرز کو تین اقسام میں تقسیم کر رکھا تھا۔ اے کٹیگری میں وہ بلیو کارڈ ہولڈر آتے تھے جو ہالانڈ پیس لاکھ ڈالرز سے زیادہ ٹیکس ادا کرتے تھے۔ بی کٹیگری میں بیس لاکھ سے چالیس لاکھ روپے ادا کرنے والے اور سی کٹیگری میں پانچ لاکھ سے انیس لاکھ ڈالرز مایانہ ادا کرنے والے آتے تھے۔ ان لوگوں کا تحفظ بھی ان کی کٹیگری کے حساب سے ہی ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کم سٹائن یہ معاہدہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ ہالیڈے کس کٹیگری میں آتا ہے۔ تاکہ اگر اس کے خلاف براہ راست کوئی کارروائی کر فی بھی پڑ جائے تو وہ اس کی حیثیت کے مطابق کارروائی کرے۔

چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کم سٹائن نے ہاتھ بٹا کر ریسور اٹھالیا۔

”یس“ — کم سٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

”جیک بول رہا ہوں باس۔ بلیو ہاؤس سے“ — دوسرے طرف سے جیک کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ کیا رپورٹ ہے“ — کم سٹائن نے کہا۔

”ہالیڈے بی ٹیگوری کا بلیو کارڈ ہو لڈر سے۔ وہ تیس لاکھ ڈالانہ ادا کرتا ہے اور باقاعدگی سے ادائیگی کرتا ہے“ — جیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ ٹھیک ہے“ — کم سٹائن نے کہا اور ریسور کرکے تیس لاکھ ڈالر۔ ٹھیک ہے۔ اب اُسے یا تو موت قبول کرنا گی یا پھر پچاس لاکھ ڈالر ادا کرنے ہوں گے“ — کم سٹائن بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ تو کم سٹائن چونک پڑا۔

”یس۔ کم ان“ — کم سٹائن نے کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا تو کم انہ داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹیپ ریکارڈر اور فائل تھی۔

”یہ رپورٹ ہے باس۔ اور یہ ہے اس گفتگو کا ٹیپ۔ جو اس انتھونی الیگزینڈر اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہوئی۔ کم نے مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر ٹیپ ریکارڈر اس نے میز پر

ٹیپ سے ایک ٹیپ نکال کر کم سٹائن کے سامنے رکھی اور ساتھ ہی دوسرے ہاتھ میں موجود فائل بھی سامنے رکھ دی۔

”نگہ رانی ہو رہی ہے“ — کم سٹائن نے فائل اٹھاتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ ہم نے پیشل دی۔ ڈی فون کے ذریعے یہ رپورٹ تیار کی ہے“ — کم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ جاؤ۔ میں اب تمہیں خود فون پر یہ ایات دوں گا“ — کم سٹائن نے کہا۔ اور فائل کھول لی۔ کم واپس چلا گیا تھا فائل میں جیکنگ کی تفصیلات دی گئی تھیں۔ اور فائل کے مطابق ہالیڈے

کے نیچے تہہ خانے میں موجود ایک دفتر میں ٹرمین عرف بلیک بک۔ ٹائیگر عرف کوبرا۔ ہالیڈے اور انتھونی الیگزینڈر موجود

تھے۔ فائل میں دی۔ ڈی فون کے ذریعے حاصل کی گئیں ان کی تصویریں بھی موجود تھیں۔ ان میں سے انتھونی الیگزینڈر کی تصویر

وہ اچھی طرح پہچانتا تھا۔ جب کہ باقی افراد اس کے لئے اجنبی تھے۔ البتہ جس تصویر کے نیچے ہالیڈے لکھا ہوا تھا وہ مقامی آدمی

لی تھی۔ جب کہ ٹرمین عرف بلیک ایگل ایکر بھی تھا۔ لیکن نہ ہی اس کا چہرہ دیکھا تھا اور نہ لباس۔ جیسا کہ وہ پوائنٹ تھری پر

تھا۔ لیکن صرف کم سٹائن جانتا تھا کہ پوائنٹ تھری پر بھی اس ماسک میک اپ چیک کیا گیا تھا۔ اس لئے لازماً وہ میک اپ

میں ہوگا۔ فائل میں درج تھا کہ ان کی شناختیں ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سے کی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کے درمیان ہونے

والی تمام گفتگو بھی لفظ بلفظ درج تھی۔ کمر سٹائن یہ گفتگو پڑھتا اور جیسے جیسے وہ پڑھتا گیا، اس کے چہرے پر شدید ترین غماز نمودار ہوتے گئے۔ گفتگو کے مطابق اس ٹائیگر عرف کوبرا کا تعلق پاکیشیا کے علی عمران سے تھا۔ اس نے اسے دیاں ریڈ اور کمر سٹائن کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنے کے لئے کہا۔ جب کہ اس ٹرمین کی پشت پر بھی عمران تھا۔ اور ٹائیگر عرف کوبرا نے یہ بھی بتایا تھا کہ عمران بھی یہاں آنے والا ہے۔ اس بار کے ذریعے ہی اس سے رابطہ کر لے گا۔ الیگزینڈر انہیں کمر سٹائن اور اس کے بیٹے کو ارڈر کے بارے میں مکمل تفصیلات دی تھیں۔ اور ان کے درمیان یہ بات بھی طے ہو گئی کہ کمر سٹائن کو ہلاک کر کے اس کی جگہ انتھونی الیگزینڈر کو د جانے کی کوشش کی جائے گی۔ اس کے لئے نئے وزیر مملکت استعمال کیا جائے گا۔ نیا وزیر مملکت اس یا لیڈے کا دوا رشتے دار بھی تھا۔ لیکن سب سے اہم بات یہ تھی کہ دوران گفتگو ٹرمین نے اس جگہ کا بھی اشارہ دے دیا تھا جہاں لارڈ راء اور اس کی فیملی کو رکھا گیا تھا۔

کمر سٹائن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند پھر ٹیپ اکٹھا کر اس نے ریکارڈ میں لگا دی اور اس کا بیٹی آن دوسرے لمحے ریکارڈ سے مختلف آوازیں ابھرنے لگیں۔ یہ دہ تھی جو وہ پہلے فائل میں پڑھ چکا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ نہ بیٹھا پوری ٹیپ سنتا رہا۔ جب ٹیپ ختم ہو گئی تو اس نے لاک

اسے آف کیا اور پھر اس نے انٹرکام کا ریسور اکٹھا کیا۔ اور نمبر پر پیس کر دیا۔

پیس پاس۔۔۔ دوسری طرف سے کم کی آواز سنائی دی۔ کم نے یہ تفصیلات حاصل کر کے بہت بڑا کارنامہ سر عام دیا ہے۔ اس طرح میرے خلاف ہونے والی ایک بھیانک سازش کا پتہ چل گیا ہے۔ اب تم نے دو کام کرنے ہیں۔ ایک تو فوری طور پر ہا لیڈے سے بار میں چھاپہ مار دو۔ چونکہ یہ لوگ انتہائی ناک ہیں۔ اس لئے پہلے تم نے انہیں بے ہوش کرنا ہے۔ اس کے بعد اس ٹرمین اور ٹائیگر دونوں کو اغوا کر کے اس بار انہیں ہاؤس کے پیشل روم میں رکھنا۔ تاکہ یہ وہاں حرکت کرنے سے بھی معذور رہیں۔ اور سنو۔ چونکہ ہا لیڈے بلیو کارڈ ہولڈر ہے۔ اس لئے اُسے ان کے اغوا کا علم نہیں ہونا چاہیے۔ اور بار بھی کسی اور کو علم نہ ہو۔ ورنہ بلیو کارڈ پر ان کا اعتماد ختم ہو جائے گا۔ اور میں اسے بدمذاشت نہیں کر سکتا۔ ایسی پلاننگ بنانا کہ تم بھی ہو جائے اور کسی کو اصل صورت حال کا علم بھی نہ ہو سکے۔ ان الیگزینڈر کو بھی اس کی رہائش گاہ سے اغوا کر کے وہاں پہنچا۔ زید ہاؤس پر نگرانی سخت کر دینا۔ تاکہ یہ لوگ کسی طرح بھی وہاں سے فرار نہ ہو سکیں۔ ایکرمیا میں اپنے پیشل سیکشن کو ہدایات دے دو کہ وہ فائل میں درج اشارے کے مطابق اسی عمارت پر لاک کریں جہاں لارڈ راء بنس اس کی بیوی اور بچے موجود ہیں۔ اور انہیں وہاں سے اغوا کر کے پیشل جہاز پر یہاں لے آئیں۔ انہیں

بھی تم نے وہیں زید و ہادس میں رکھنا ہے۔ اور آخری بات یہ کہ اڈے پر خودی طور پر نگرانی کراد۔ عمران اکیلا یا اس کے ساتھی جن نے پاکیشیل سے آنا ہے۔ جیسے ہی ہوائی اڈے پر اتریں انہیں اغوا کر کے تم نے زید و ہادس پہنچا دینا ہے۔ لیکن یہ خیال رکھو یہ لوگ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں۔ اس لئے انتہائی ہوشیاری سے ان پر ہاتھ ڈالنا۔ جب یہ سب اکٹھے ہو جائیں تب مجھے اطلاع دینا۔ تاکہ میں اکٹھا ہی ان سب کا شکار کھیل سکوں۔

کر سٹائن نے بھیڑیے کے سے انداز میں عزاتے ہوئے کہا "یس باس۔ مگر عمران اور اس کے ساتھی کب آئیں گے۔" ہے وہ دو چار دس دن بعد آئیں پھر۔" کم نے جواب دے "ٹھیک ہے۔ اگر لارڈ رابنسن کی زید و ہادس آمد تک وہ جائیں تو ٹھیک ورنہ لارڈ رابنسن کے زید و ہادس پہنچ جانے مجھے اطلاع دینا۔ لیکن سنو۔ ان میں سے کسی بھی ہدایت کے۔ میں اگر تم سے یا تمہارے آدمیوں سے کوئی کوتاہی ہوئی تو پھر انجام بہتر طور پر سمجھ سکتے ہو۔" کر سٹائن نے عزاتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہیں باس۔ کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔ یہ سارے کام ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں ہیں۔" کم نے جواب دے ہوئے کہا۔ اور کر سٹائن نے اور کے کہتے ہوئے ریسو دیا۔

"میں ان سب کا عبرتناک حشر کروں گا۔ انہیں میری طاقت

کا اندازہ ہی نہیں ہے۔" کر سٹائن نے غصیلے انداز میں میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا اور پھر کسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اس دوران خود جا کر وزیر اعظم سے ملنا چاہتا تھا۔ تاکہ اُسے مجبور کر کے اس وزیر مملکت کو اس کے عہدے سے برطرف کر دے اُسے یقین تھا وزیر اعظم کو اُس کی بات ماننے پر مجبور ہونا ہی پڑے گا وہ چاہتا تو وزیر اعظم سے فون پر بھی بات کر سکتا تھا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ وزیر اعظم کی ہر فون کال سرکاری طور پر ریکارڈ کے طور پر رکھی جاتی ہے۔ اس لئے وہ خود ذاتی طور پر مل کر ان سے بات کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ کوئی بات ریکارڈ پر نہ آ سکے۔

آنکھیں کھول کر سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "ادہ۔ لیکن چیف تو اس طرح کی حرکتیں نہیں کرتا۔ جس طرح کی یہ
 کر رہا ہے۔" جولیانے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "ڈیپٹن کارمن والوں کو بھی کمرسٹائن کی حرکتوں کا پتہ نہ چلتا ہو
 گا۔ جس طرح تمہیں نہیں چلتا۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ وہ کیا کیا کرتا
 رہتا ہے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "کیا مطلب۔ کیا کرتا رہتا ہے چیف۔" جولیانے
 لہجے میں غصہ ظاہر ہونے لگا تھا۔
 "حرکت بلکہ حرکتیں۔" عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے
 کہا۔

"بلکہ اس میں کمر۔ ہمارا چیف ایسا نہیں ہے۔ اگلا سناؤ آئندہ
 میرے سامنے چیف پر کوئی الزام تراشی نہ کرنا ورنہ.....۔"

جولیانے غراتے ہوئے کہا۔
 "ورنہ کیا۔ ذرا وضاحت سے بات کیا کرو۔ میں اب تمہاری
 طرح عقلمند نہیں ہوں کہ صرف اشارے سے ہی ساری بات سمجھ
 جایا کروں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "میں تمہیں گولی مار دوں گی۔ سمجھ۔" جولیانے غصیلے لہجے
 میں کہا۔

"مجھے گولی مارنے سے تمہارا چیف تو حرکتیں بند نہیں کر سکتا۔
 اگر تم نے حرکت بند ہی کرانی ہے تو چیف کو گولی مار دو۔ بلکہ گولی
 ی کیا تو پسے اڑا دو۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب

"بہ کمرسٹائن کیا اس قدر طاقتور ہے کہ دماغی صدر اور
 وزیراعظم تک اس کے خلاف ایکشن نہیں لے سکتے۔" جولیانے
 عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو ساتھ والی سیٹ پر نشست
 سرٹکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا وہ اس وقت جہاز میں
 تھے۔ اور جہاز پاکیشیا سے ڈیپٹن کارمن کی طرف پرواز کر رہا
 جولیا اور عمران کی سیٹیں اکٹھی تھیں جب کہ تنویر اور صفدر ان کا
 عقبی سیٹوں پر موجود تھے۔ وہ سب اصل چہروں میں تھے۔ اور عمران
 جب سے جہاز میں سوار ہوا تھا مسلسل سیٹ سے سر لگائے
 اونگھنے میں مصروف تھا۔

"اس کی ڈیپٹن کارمن میں بالکل وہی حیثیت ہے جو یہاں پاک
 میں تمہارے پاس کی ہے۔ کیا پاکیشیا کا صدر اور وزیراعظم
 تمہارے پاس کے خلاف ایکشن لے سکتے ہیں۔" عمران نے

دیتے ہوئے کہا۔

"تم باز نہیں آؤ گے" — جو لیا کا غصہ اور تیز ہو گیا تھا۔
 "میں تو باز بلکہ عقاب اور اگر تم کہو تو شاہین بھی بن سکتا ہوں۔
 لیکن مسئلہ تو تمہارے پاس کا ہے۔ وہ تو ویسے کا ویسے ہی ہے
 گا۔ میرا مطلب ہے جو باء — عمران نے جواب دیا اور جولیسا
 ایک لخت ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"صفدر۔ تم ادھر آ جاؤ۔ ورنہ یہ شخص میرے ہاتھوں مارا جائے
 گا۔" — جولیسا نے مڑ کر اپنے پیچھے بیٹھے صفدر سے مخاطب ہو کر
 کہا۔ اور صفدر مسکراتا ہوا اٹھا اور عمران کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔
 جب کہ جولیسا اس کی سیٹ پر بیٹھ گئی اور تنویر کا چہرہ ایک لخت
 مسرت سے کھل اٹھا۔

"بالکل بالکل۔ تنویر کے ساتھ بیٹھا کر دے تاکہ کندہم جنس باہم
 جنس پیدا زوالا محاورہ درست ہو جائے" — عمران نے پیچھے مڑ کر جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔ تنویر درست کہتا ہے۔ تم واقعی احمق ہو۔"
 جولیسا نے بھینائے ہوئے لہجے میں کہا اور تنویر کے چہرے پر مسرت
 کا ایشاد سا بہنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔
 "عمران صاحب۔" — صفدر نے شاید موضوع بدلنے کی غرض
 سے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی آپ بھی فرمائیے" — عمران نے کہا اور صفدر
 ہنس دیا۔

"آخر آپ مر چیں کیوں چبا رہے ہیں" — صفدر نے ہنستے
 ہوئے کہا۔

"چبائی کہاں ہے۔ ابھی تو چبانے کی کوشش ہی کر رہا تھا۔"
 عمران نے جواب دیا اور صفدر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ چیف نے اس بار ہمیں مشن کے بارے
 میں جو کچھ بتایا ہے وہ واقعی حیرت انگیز ہے۔ کسی ملک کی سیکورٹی
 ایجنسی کے چیف کے خلاف مشن میرے خیال میں ایک نئی بات
 ہے۔" — صفدر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں نئی بات کیوں ہے۔ کیا تمہارے چیف کے خلاف
 مشن نہیں آتے رہتے۔" — عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

"وہ براہ راست چیف کے خلاف نہیں ہوتے۔ پورے
 ادارے کے خلاف ہوتے ہیں۔" — صفدر نے کہا۔
 "اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ جب تمہارا چیف ہی تم پر اعتماد
 نہیں کرتا۔" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔" — صفدر نے
 چونک کر کہا۔ اور عمران نے کن اکھیوں سے دیکھ لیا تھا کہ اس
 کی بات سن کر تنویر اور جولیسا دونوں آگے کو جھپک آئے تھے۔
 "کیا تم میں جو صلہ ہے کہ تم اصل بات سن سکو۔"
 عمران اور زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"آپ بتائیں تو سہی۔" — صفدر نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"گزشتہ دنوں بین الاقوامی طور پر پوری دنیا کے سیکرٹ
سروسز کے چیف کی ایک خفیہ میٹنگ ہوئی ہے جس میں تمہارا
چیف اور کمرسٹائن بھی شامل تھے۔ چونکہ سارے چیف تھے۔
اس لئے تمہارے چیف کو مجبوراً نقاب ہٹانا پڑا تھا۔ اور پھر
کمرسٹائن صاحب سے حماقت ہو گئی۔ کہ اس نے سب کے
سامنے تمہارے چیف کی اصلیت ظاہر کر دی۔ یہ اسی کا نتیجہ
ہے کہ ہم کمرسٹائن کو اس کے سچ بولنے کی سزا دینے جا رہے
ہیں۔ میں نے تو جانے سے ہی انکار کر دیا تھا۔ لیکن اب کیا کروں
تمہارے چیف نے اتنی بڑی رقوم کا چیک بھیج دیا ہے کہ مجبوراً
مجھے ساتھ جانا پڑا۔ ویسے ہے یہ بڑی گھٹیا سی بات کہ کسی کو
اس کے سچ کی سزا دی جائے۔" — عمران نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ اصلیت کیا تھی؟" صفدر نے کہا۔

"سوری۔ میں یہ نہیں بتا سکتا۔ ورنہ وہ مرج صاحبہ اور
تیز ہو جاتیں گی۔" — عمران نے منہ بند ہوتے ہوئے کہا۔
"بکو اس مت کہو۔ سیدھی طرح بتاؤ کیا بات ہے؟"
جولیا نے عقب سے عزائم ہوئے کہا۔
"جس عقلمندی کا دعویٰ ہے اس سے پوچھ لو۔" — عمران
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی عادت ہے بکو اس کہنے کی۔ خواہ مخواہ سپنس
پھیلا رہا ہے۔" — تنویر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کی بات سن کر اب مجھے احساس ہو رہا
ہے کہ اس مشن کی اصلیت وہ نہیں ہے جو ہمیں بتائی گئی ہے۔
اس نے ہمیں تو صرف اتنا بتایا ہے کہ کمرسٹائن بے حد
ظالم اور سفاک آدمی ہے۔ اور اس نے بین الاقوامی ٹاپ پرائز
کے غیر جانبدارانہ فیصلوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی ہے۔
اس لئے اُسے اس سے باز رہنے کے لئے ہمیں وہاں بھیجا
جا رہا ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ میں ذاتی طور پر اس بات
سے مطمئن نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس
میں ہماری مداخلت ضروری ہو۔ اور میں چیف کی فطرت کو اچھی طرح
سمجھتا ہوں وہ غیر ضروری طور پر کسی کے معاملات میں مداخلت
نہیں کرتا۔ اس لئے میرے ذہن میں مسلسل کھٹک موجود تھی۔
اب آپ کی بات سن کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اصل بات
کچھ اور ہے۔ آپ پلیز ہمیں بتائیں کہ اصل چکر کیا ہے۔"
صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"اصل بات تو میں نے بتا دی ہے۔ کہ سارا چکر اصلیت کا
ہے۔ اب تم یقین کر دیا نہ کرو تمہاری مرضی۔" — عمران نے
منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
"کیسی اصلیت۔ کچھ وضاحت بھی تو کریں۔" — صفدر
نے کہا۔

"کمال ہے۔ تم نے اب مجھے بھی مردانا ہے۔ بیچارہ کمرسٹائن
اس اصلیت کی وضاحت کے چکر میں ہی تو پھنسا ہے۔"

عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

"یہ نہیں بتائے گا صفر۔ میں دیسٹرن کارمن کے ایئرپورٹ پہنچ کر چیف سے خود بات کر دوں گی۔" جولیا نے بھٹائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کم کے دیکھ لینا۔ میرا کیسا ہے۔ مجھے ایک اور بھاری مالیت کا چیک مل جائے گا۔" عمران نے کہا۔

"چیک مل جائے گا۔ کیوں؟" جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"اب کم سٹائن مشن کے لئے کیوں ملا ہے؟" عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور جولیا نے بے اختیار

لہوٹ بھٹ لے۔ صفر کی پیشانی پر بھی سوچ کی لکیریں پھیلی ہوئی تھیں۔ مگر عمران نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر کے نشست سے سرٹکا دیا تھا جیسے اُسے کسی سے کوئی غرض نہ ہو۔

پھر واقعی دیسٹرن کارمن کے ایئرپورٹ پر جہاز کے اترنے تک ان کے درمیان کوئی بات چیت نہ ہوئی۔ کاغذات اور سامان کی چیکنگ کے بعد وہ جیسے ہی پبلک گیلری میں پہنچے۔ جولیا تیزی سے اس کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگی جہاں سے فائن کالز کی جاتی تھیں۔

"مس جولیا۔ کیا آپ سب کے سامنے بات کریں گی؟" اچانک صفر نے کہا۔ اور جولیا چونک کر رک گئی۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ہوٹل سے بات کر لوں گی۔" جولیا

نے ہونٹ چبالتے ہوئے کہا۔

"آپ کا نام علی عمران ہے؟" اچانک ایک مقامی نوجوان نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"آپ کو پسند ہو تو آپ رکھ لیں۔ مجھے اس نام نے آج تک کوئی خاص فائدہ تو نہیں پہنچایا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا تعلق بالیڈے بار سے ہے۔ چیف بالیڈے کے دوست مسٹر کوبرا نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ گو انہوں نے مجھے آپ کا قد و قامت وغیرہ بتایا تھا۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ شاید آپ اصل نام سے یہاں نہ آئیں۔ لیکن امیگریشن پر میں آپ کے کاغذات میں اصل نام دیکھ چکا ہوں۔" نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوبرا۔ اوہ۔ تو یہاں دیسٹرن کارمن میں بھی کوبرا ہے ہوتے ہیں۔

پھر تو اچھا ہوا کہ میں بین ساتھ لے آیا ہوں۔" عمران نے کن آنکھوں سے ساتھ کھڑی جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بین۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔" نوجوان نے چونک کر کہا۔

"نہ ہی سمجھو تو اچھا ہے۔ جو سمجھے اُسے ہی اس

کے سامنے سر ہلانا پڑتا ہے اور پٹاری میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند بھی ہونا پڑتا ہے۔ بہر حال فرمیتے۔ کوبرا صاحب نے کیا پھنکا رہا ہے؟" عمران نے کہا۔

اور نوجوان کے چہرے پر تو اسی طرح حیرت اور الجھن کے تاثرات موجود رہے۔ جب کہ صفدر کے چہرے پر مسکراہٹ رہ گئی۔
اب وہ بے چارہ دیسٹرن کارمن کا رہنے والا سانپ کے آگے
بین بجانے کے اور پٹا دی میں قید ہونے کا کیا مطلب سمجھ سکتا تھا
"انہوں نے کہا ہے کہ آپ کی آمد کے متعلق یہاں ریڈ رو
کو مکمل اطلاعات مل چکی ہیں۔ اور انہوں نے باقاعدہ شہر میں
جگہ جگہ چیکنگ شروع کر رکھی ہے۔ اور وہ لوگ ذرا سا شکر
پڑنے پر فائدہ کھول دیتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے مجھے بھی
ہے تاکہ میں آپ کو یہاں ایئر پورٹ سے قریب ہی ایک عمارت
میں پہنچا دوں۔ تاکہ چیف مانیٹر جب آپ کے اور آپ کے
ساتھیوں کے کاغذات تیار کرالیں تو تب آپ شہر میں جائیں
نوجوان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ آؤ....." ع
نے سر ملاتے ہوئے کہا۔ وہ ریڈ روٹ کی کارروائی کو جانے
وہ واقعی مشکوک افراد کو گولی مارنے سے بھی دریغ نہ کرتے
گے۔ اور چونکہ ٹائیگر کو یہ معلوم نہ تھا کہ عمران کے ساتھ کون
کون آ رہا ہے۔ اور عمران کس میسج اپ میں ہو گا۔ اس لئے
پہلے یہ کاغذات تیار نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے
حفاظت کے طور پر یہ طریقہ استعمال کیا ہو گا۔ آئیے۔
نوجوان نے سر ملاتے ہوئے کہا۔
"یہ کو برا کون ہے۔" جولیانے اس نوجوان کے

چلتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"سانپ کی ایک قسم ہوتی ہے۔ بے حد سہل خیال کیا جاتا
ہے۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو جولیانے
کے بے اختیار ہونٹ پھنچ گئے۔ لیکن چونکہ انہیں ساتھ لے
جانے والا نوجوان بالکل قریب تھا۔ اس لئے وہ صرف ہونٹ
ہی کاٹتی رہ گئی۔

ایئر پورٹ سے نکل کر وہ پیدل ہی ایک سڑک پر چل پڑے۔
اور کھوڑی دیر بعد وہ ایک سرخ رنگ کی عمارت کے گیٹ پر
پہنچ گئے۔ نوجوان نے کال ہل دی تو کال ہل کے نیچے موجود باریکر
جالی دار حصے میں ایک کمرخت سی آواز نکلی۔

"کون ہے گیٹ پر۔" بولنے والے کا لہجہ خاصا سخت تھا۔
"میں مٹو کھی ہوں۔ چیف مانیٹر کے دوست کو برے کے
بھان میرے ساتھ ہیں۔" نوجوان جس نے اپنا نام مٹو کھی
بتایا تھا۔ اپنی آواز میں کہا۔

"او۔ کے۔" جالی دار حصے میں سے آواز سنائی دی۔
اور اس کے ساتھ ہی پھاٹک کی ایک سائیڈ پر بنی ہوئی چھوٹی
کھڑکی خود بخود کھل گئی اور مٹو کھی انہیں ساتھ لئے اندر داخل
ہوا۔ یہ ایک خاصی بڑی عمارت تھی۔ برآمدے میں دو مقامی آدمی
کھڑے تھے۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔
لیکن انہوں نے نہ ہی کوئی تعرض کیا اور نہ کسی قسم کی کوئی مداخلت
کی وہ خاموشی اپنی جگہ لا تعلق سے بنے کھڑے رہے۔ مٹو کھی

انہیں ساتھ لے کر ایک کمرے میں آیا۔ جہاں صوفے موجود تھے
 "میں باس کو اطلاع کر دوں" — ٹوٹھتی نے انہیں صوفوں
 پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور خود درمیان میز پر رکے
 ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کر کے شروع کر دیئے۔
 "ہالیڈے بار" — رسیور میں سے ایک آواز نکلی۔ جو
 عمران فون کے قریب تھا۔ اس لئے رسیور سے نکلنے والی آواز
 اس تک بخوبی پہنچ رہی تھی۔

"ٹوٹھتی بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کراؤں۔ ان کے دو
 کونبرے کے مہمان ریڈ ہاؤس میں پہنچ گئے ہیں" — ٹوٹھتی
 نے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر ایک آواز ابھری
 "یس ہالیڈے سپیکنگ۔ کیا مہمان اصلی ہیں؟" — بو
 والے کا لہجہ کھردرا تھا۔

"یس چیف۔ وہ اصل ناموں سے ہی آئے ہیں۔ میں نے
 ان کے کاغذات چیک کئے۔ ان میں سے ایک کا نام علی عمار
 دوسرے کا نام صفدر تیسرے کا تنویر اور ان کی ساتھی عور
 کا نام جولیا نافر ڈاٹھ ہے" — ٹوٹھتی نے مؤدبانہ لہجے
 کہا۔

"اور کے۔ ان کی خاطر مدارت کر دو۔ میں کوبرے کے ساتھ
 دہاں آ رہا ہوں۔ یہاں شہر میں چیکینگ اور بھی سخت کم دی گئی
 دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ٹوٹھتی نے اِد کے کہہ کر رسیور
 رکھ دیا۔

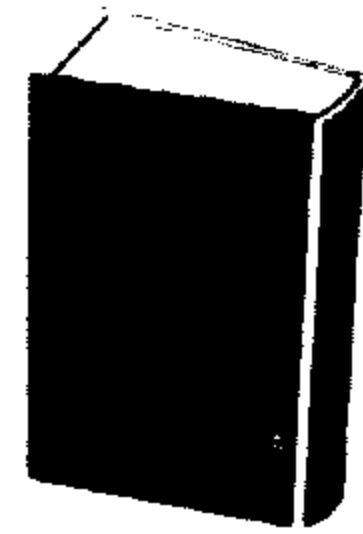
"چیف اپنے دوست کے ساتھ آرہے ہیں۔ آپ کیا پینا
 پسند فرمائیں گے" — ٹوٹھتی نے رسیور رکھ کر عمران اور
 اس کے ساتھیوں کی طرف مڑتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
 "کوئی ایسا مشروب پلا دو جس سے کوبرے کا ذہن اثر
 نہ کر سکے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹوٹھتی جلدی
 طرح چونک پڑا۔

"ذہن اثر نہ کرے" — کیا مطلب؟ — ٹوٹھتی نے
 انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسٹر ٹوٹھتی۔ شراب کے علاوہ اور کوئی سا مشروب پلوادیں"
 عمران کے بولنے سے پہلے صفدر بول پڑا۔ اور ٹوٹھتی سر ہلاتا
 ہوا کمرے سے باہر کی طرف چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد سنہرے
 ٹاک کے مشروب کے گلاس انہیں پیش کر دیئے گئے۔

"یہ دیسٹرن کارمن کے لوگوں کا سب سے پسندیدہ مشروب
 ہے۔ اس کا نام گولڈن نائٹس ہے" — ٹوٹھتی نے مشروب
 لانے والے آدمی کے ساتھ اندر آتے ہوئے کہا۔ اور ان
 سب نے سر ہلاتے ہوئے مشروب پینا شروع کر دیا۔ واقعی
 مشروب بے حد خوش ذائقہ اور لذیذ تھا۔ گلاس ختم کر کے
 انہوں نے میز پر پیرکھے ہی تھے کہ ایک لخت انہیں یوں محسوس
 ہوا جیسے ان کے پیٹ سے کوئی گولہ سا اٹھا اور سیدھا دماغ
 میں جا کر ایک دھمکے سے پھٹ گیا ہو۔ اور اس کے ساتھ
 ہی ان کے ذہن میں ایک لخت تاریک پڑ گئی۔ عمران کے ذہن پر

تاریکی آنے سے پہلے سامنے کھڑے ٹھوکتی کا چہرہ نقش سا ہو
 تھا۔ جس پر عجیب سی پراسرار طنز یہ اور فاسخ نہ سی مسکراہٹ
 طاری تھی جیسے اس نے کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا



”میرا خیال ہے ہمیں اس کمرسٹائن کو زیادہ مہل
 نہیں دینا چاہیے۔“ اچانک خاموش بیٹھے ٹرڈمین نے
 سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ مایلیڈ
 اس وقت وہاں موجود نہ تھا۔ وہ انتھونی الیگزینڈر کو خفیہ راہ
 سے باہر پہنچانے گیا ہوا تھا۔ الیگزینڈر سے ان کی بات چیت
 انتہائی فائدہ مند ثابت ہوئی تھی۔ الیگزینڈر نے انہیں نہ
 صرف کمرسٹائن کے ہیٹ کو ادھر کے بارے میں پوری تفصیل
 بتا دی تھی۔ بلکہ اندر کا نقشہ بنا کر بھی دے دیا تھا۔ اس
 ساتھ ساتھ یہ بات بھی طے ہو گئی تھی کہ کمرسٹائن کے خا

کے بعد الیگزینڈر کو دوبارہ اس کے عہدے پر بحال کر دیا جائے
 گا۔ اور اس کی ذمہ داری مایلیڈ نے اپنے سر لی تھی۔ کیونکہ
 وہ بھی کمرسٹائن سے بے حد تنگ تھا۔ اُسے ہر ماہ ایک خط
 تم شکس کے طور پر کمرسٹائن کو دینی پڑتی تھی۔ حکومت کا ایک
 وزیر اس کا دور کا رشتہ دار تھا۔ اور بقول مایلیڈ وہ سیاسی
 طور پر اس قدر طاقتور ہے کہ وزیر اعظم پر دباؤ ڈال کر الیگزینڈر کو
 بحال کر سکتا ہے۔ ہر حال یہ بعد کی باتیں تھیں۔ اصل مسئلہ
 کمرسٹائن سے نمٹنے کا تھا۔ چنانچہ مایلیڈ اور الیگزینڈر کے
 جاتے ہی ٹرڈمین نے کمرسٹائن کے خلاف فوری طور پر حرکت میں
 آنے کی بات کر دی تھی۔

”جب کہ میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کو آنے دیں۔ وہ شاید
 آج ہی پہنچ جائیں۔ اس کے بعد ان کے مشورے سے آگے
 بڑھا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔“ ٹائیگر نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

”عمران آتا رہے گا۔ اگر ہم عمران سے پہلے ہی مقصد میں کامیاب
 ہو گئے تو عمران کو یہاں آ کر بھاگ دوڑ نہ کرنی پڑے گی۔“
 ٹرڈمین اپنی فطرت کے عین مطابق فوری طور پر کام کرنے
 کے لئے بے چین تھا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ اگر آج رات تک عمران صاحب نہ آئے
 تو کچھ رات کو ہیٹ کو ادھر پر ہیٹ کر دیں گے۔“ ٹائیگر نے کہا۔
 اور ٹرڈمین نے ہلکا سا دباؤ دے دیا۔ وہ سامنے رکھے نقشے کو بہت غور سے

دیکھ رہا تھا۔ وہ اور ٹائیگر سیٹھ کو ارد گرد میں داخل ہونے اور اس کے سٹائن تک پہنچنے کے مختلف راستوں اور طریقہ کار پر بحث کرتے رہے۔ آخر کار وہ ایک مشترکہ لائحہ عمل پر متفق ہو گئے۔
”یہ ہالیوڈ سے واپس نہیں آیا“ — اچانک ٹرمین۔
چونک کہہ رہا تھا۔

”ہاں اب تک اُسے آجانا چاہیے“ — ٹائیگر نے کہا۔
اُسے بھی ابھی ہالیوڈ سے کا خیال آیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ موضوع پر مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ہالیوڈ سے داخل ہوا۔
”اتنی دیر لگا دی۔ ہم پریشان ہو رہے تھے“ — ٹائیگر نے کہا۔

”میں الیگزینڈر کو اس کی رہائش گاہ پر چھوڑنے گیا تھا ضروری باتیں کہہ کر تھیں۔ بہر حال اب کیا پیراگراف ہے۔ آپ لوگوں کا“ — ہالیوڈ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
”پیراگراف کیا ہونا ہے۔ بس کہ سٹائن کا خاتمہ کرنا ہے۔ آج رات ہم یہ مشن مکمل کر لیں گے“ — ٹرمین نے سر ہلا کر ہونے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پیراگراف کی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور ہالیوڈ نے چونکا کر ریسور اٹھا لیا۔

”باس جانس بول رہا ہوں۔ ریڈ روٹ بار کے گرد پکڑے ہوئے ہیں۔ اور انتہائی سخت نگرانی کی جا رہی ہے۔ وہ عقبی

بھی موجود ہیں۔ اور خفیہ دہانے کے پاس بھی“ — جانسن کی متوحش سی آواز سنائی دی۔
”ادہ ادہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ریڈ روٹ کو یہاں کا علم ہو گیا ہے۔ دیری بیڈ۔ فوراً چیک کر کے بتاؤ کہ سیشل دے کی کیا پوزیشن ہے۔ جلدی بتاؤ“ — ہالیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

”یس باس“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ہالیوڈ نے ریسور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ ٹرمین اور ٹائیگر دونوں کی آنکھوں سے الجھن ظاہر ہونے لگی تھی۔

”مجھے فوراً یہاں سے نکلنا چاہیے۔ یہ لوگ کسی بھی وقت ریڈ کر سکتے ہیں۔ یہ میری ہی تلاش میں ہوں گے“ — ٹرمین نے صوفے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ٹرمین کے اٹھتے ہی ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”ایک منٹ بلیک انگیل۔ ایک مخصوص راستہ ایسا ہے جس کا سوائے اس جانسن اور میرے کسی اور کو علم نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ریڈ روٹ وہاں موجود نہ ہوں گے“ — ہالیوڈ نے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ ہالیوڈ نے ریسور اٹھا لیا۔

”باس۔ سیشل دے محفوظ ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ جانسن کی آواز سنائی دی۔

”اور کے۔ ہم اس راستے سے جا رہے ہیں۔ تم بار کا خیال رکھنا۔“ ہالیڈے نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور سیور رکھ کر وہ ٹرودین اور ٹائیگر کی طرف مڑا۔

”آدمیرے ساتھ۔“ اس نے کہا اور تیزی سے سا پر بنے ہوئے ایک اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ان دونوں نے اس کی پیروی کمزور کی تھی۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ہالیڈے نے اس کی دائیں طرف کی دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پر زور سے پیر مارا تو کمرے کے فرش کا ایک کونا کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھ گیا۔ دیوار سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں اتار کر وہ آیا اور دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ ہالیڈے نے محض انداز میں اسے کھولا تو دوسری طرف ایک تنگ سی سرنگ جاتی ہوئی دکھائی دی۔ سرنگ میں گہرا اندھیرا تھا۔ لیکن ہالیڈے اس سرنگ میں چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ سرنگ کچھ زیادہ طویل تھی۔ اس لئے جلد ہی اس کا اختتام ہو گیا۔ دوسری طرف دیا تھی۔ لیکن ہالیڈے نے سچانے اندھیرے میں کیا کیا کہ دیا درمیان سے کھل گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی روشنی سی دوسری طرف سے آنے لگی۔ اس راستے کو کمرہ کے وہ ایک اور کمرے میں پہنچ گئے۔ جس کے ایک کونے سے سیڑھیاں اتر رہی تھیں۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ ایک بڑے اور صاف ستھرے کمرے میں پہنچ گئے۔

”ہم بار سے کچھ فاصلے پر ایک کوٹھی میں ہیں۔ یہ کوٹھی بھی میری ملکیت ہے۔ اب وہ لوگ یہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔“ ہالیڈے نے اس راستے کو بند کرتے ہوئے کہا۔ جس سے گزر کر وہ یہاں پہنچے تھے۔

”تمہارا دادہ آدمی جانسن نہ بتا دے کہیں۔“ ٹرودین نے کہا۔

”نہیں۔ وہ مرنے تو سکتا ہے لیکن زبان نہیں کھولے گا۔ اس کی طرف سے قطعی طور پر بے فکر رہو۔“ ہالیڈے نے کہا۔ اور پھر وہ تینوں اس کمرے سے نکل کر ایک راہداری سے گزرتے ہوئے اس کوٹھی کے بیرونی برآمدے میں پہنچ گئے۔ برآمدے کے ساتھ پورچ میں نیلے رنگ کی ایک کار موجود تھی۔

”اب میں آپ کو اپنے ایک خاص اڈے پر لے چلتا ہوں۔ وہ ہر لحاظ سے محفوظ بھی ہے۔ اور دیاں ضرورت کا تمام سامان اور اسلحہ بھی موجود ہے۔“ ہالیڈے نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ اور ٹرودین اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

ہالیڈے نے سیڑھیاں سنبھالا۔ جب کہ دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ دوسرے لمحے کار سٹارٹ ہو کر تیزی سے بند پھاٹک کی طرف بڑھتی گئی۔ پھاٹک کے سامنے کار روک کر ہالیڈے نے نیچے اتر کر پھاٹک کھولا اور پھر کار میں بیٹھ کر اُسے باہر نکال لایا۔ باہر اُسے روک کر وہ ایک بار پھر نیچے اترا اور پھاٹک بند کر کے دوبارہ سیڑھیاں پر آ بیٹھا۔ چونکہ

کار کے شیشے کلم ڈھکے۔ اس نے ٹر دین اور ٹائیگر المینا سے بیٹھے ہوئے تھے۔ ویسے بھی ٹر دین چونکہ نئے میک اپ میں تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا۔ اور ظاہر ہے ریڈ روٹ والے ٹائیگر کو تو جانتے تک نہ تھے۔ اس لئے ٹائیگر کو بھی کسی قسم کوئی خطرہ محسوس نہ ہو رہا تھا۔

کار سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ پھر جیسے ہی وہ چوک پر پہنچے۔ ہالٹیڈے کے کار روکنی پڑی۔ کیونکہ وہاں ٹریفک پولیس والے کار میں روک کر ان کے کاغذات چیک کر رہے تھے۔ اور کاریں ایک قطار کی صورت میں آگے بڑھ رہی تھیں۔ ہالٹیڈے نے کار قطار میں لگا دی تھی۔ ظاہر ہے صرف کاغذات کی چیکنگ سے انہیں کوئی خطرہ محسوس نہ ہو سکتا تھا اور پھر چیکنگ بھی ٹریفک پولیس کر رہی تھی۔ چند لمحوں بعد ان کا ہنر آگیا۔ ہالٹیڈے نے کار کے ڈیش بورڈ سے ایک لفافہ نکال کر چیکنگ کرنے والوں کو دکھا دیا۔ آفیسر نے لفافہ لیتے ہوئے اندر جھانک کر دیکھا۔ اور پھر لفافہ لے کر پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے لفافہ واپس ہالٹیڈے کو دے دیا۔

”آپ جا سکتے ہیں۔“ آفیسر نے سپاٹ لہجے میں کہا اور ہالٹیڈے نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ لفافہ اس نے واپس ڈیش بورڈ میں رکھ دیا تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئے اور ہالٹیڈے نے کار ایک کوکھی کے پھاٹک

کے سامنے روک دی۔ پھاٹک پر تالا لگا ہوا تھا۔ ہالٹیڈے نیچے اترا۔ اور اس نے جا کر نہ صرف تالا کھولا بلکہ پھاٹک کو بھی دھکیل کر کھول دیا۔ پھر وہ کار اندر لے گیا۔ پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اترا اور آکر اس نے پھاٹک بند کر دیا۔ ٹر دین اور ٹائیگر بھی کار سے نیچے اتار آئے۔ کوکھی خالی پڑی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہالٹیڈے نے انہیں ساری کوکھی دکھلا دی۔ وہاں واقعی نہ صرف ضرورت کا تمام سامان موجود تھا بلکہ وہاں ایک الماری میں جدید اسلحہ بھی موجود تھا۔

”آپ لوگ یہاں بے فکر ہو کر رہ سکتے ہیں۔ پورے ویسٹرن کازن میں سوائے میرے اور کسی کو اس اڈے کا علم نہیں ہے۔ مجھے اب واپس جانا ہے۔ تاکہ میں بار کا خیال رکھ سکوں۔“

ہالٹیڈے نے کہا۔

”یہاں کوئی کار وغیرہ بھی ہے۔“ ٹر دین نے پوچھا۔

”ہاں۔ گیراج میں موجود ہے۔ چابیاں اس کے اندر ہوں گی۔“

ہالٹیڈے نے جواب دیا۔ اور ٹر دین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ہالٹیڈے ان سے مصافحہ کر کے واپس چلا گیا۔ ٹائیگر نے جا کر پھاٹک بند کیا اور پھر وہ ٹر دین کے ساتھ آکر کمرے میں بیٹھ گیا۔

”ان لوگوں کو میرے بار میں پہنچنے کا علم کیسے ہوا ہوگا۔ میرا خیال ہے اس الیکٹرونک کی وجہ سے انہیں معلوم ہوا ہے۔“

ٹر دین نے کہا۔

”ادہ۔ واقعی تمہارا آئیڈیا درست ہو سکتا ہے۔ الیکٹرونک

کے واپس جلتے ہی انہوں نے گھبرا ڈالا ہے۔ ورنہ وہ پہلے بھی آ سکتے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ الیگزینڈر نے غداروں کی ہے۔ اور ایسی صورت میں تو وہ ہالیڈے پر بھی تشدد کر کے یہاں کا پتہ معلوم کر سکتے ہیں۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ ہالیڈے کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان معاملات میں انتہائی با اصول آدمی ہے۔“ ٹرومین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن اگر الیگزینڈر نے مخبری کی ہے تو پھر انہیں اس تہہ خلع کا بھی علم ہونا چاہیے تھا۔ اس صورت میں وہ فوراً دغاں آ جاتے۔ صرف نگرانی کرنے اور گھیرنے کا کیا مطلب ہوا۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”اودہ واقعی یہ بات بھی سوچنے کی ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہالیڈے اس کو سٹائن کو بھاری رقم ادا کرتا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ سٹائن نے پہلے اچھی طرح چیلنگ کرنے کا حکم دیا ہو۔ اس کے بعد چھاپہ مارنے کا کہا ہو۔“ ٹرومین نے کہا۔ اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور ابھی ٹرومین کا فقرہ ختم ہونے چند سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ باہر سے انہیں ایسی آواز سنائی دی۔ جیسے ہر آدمی میں کوئی پٹاخہ چلا ہو۔ وہ دونوں اضطرابی طور پر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”یہ کیسی آواز تھی۔“ ٹرومین نے کہا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ ظاہر ہے ٹائیگر بھی اس کے پیچھے ہی چلا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن کسی لٹو کی طرح گھوم گیا ہو۔ اس نے سر کو جھٹکا دے کر سنبھلنے کی کوشش کی ہی تھی کہ ایک لمخت ذہن پر تارکی نے جھپٹا مارا اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

اور چھت بالکل سپاٹ تھیں۔ کہیں بھی کوئی دروازہ، کھڑکی یا روشنی کی
 نہ تھا۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر جلدی سے
 لائیکر کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ لیکن دوسرے
 لمحے اس نے ہاتھ ہٹلے۔ کیونکہ وہ سب کسی زود اثر گیس کے
 تحت بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ اسے ہوش
 اس کے ذہنی دفاعی نظام کی وجہ سے آگیا ہے۔ درنہ وہ بھی ہوش
 میں نہ آتا۔ اس نے آگے بڑھ کر کمرے کو چیک کرنا شروع کر دیا۔
 لیکن دیواریں قطعاً ٹھوس تھیں۔ ابھی وہ چینگ میں مصروف تھا کہ
 اچانک دائیں طرف کی دیوار کا ایک بڑا حصہ کسی شیشے کی طرح شفاف
 ہوتا گیا۔ عمران چونک کر اس حصے کو دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اسے
 اس دیوار کی دوسری طرف ایک اور چھوٹا سا کمرہ نظر آنے لگا۔
 جس میں ایک میز اور ایک ادبھی نشست کی کرسی موجود تھی۔
 میز پر ایک مستطیل سی مشین موجود تھی۔ جب کہ کرسی خالی تھی۔ عمران
 جلدی سے واپس اپنی جگہ پر آیا۔ اور دوبارہ فرش پر اس طرح لیٹ
 گیا کہ اس کا منہ اس شیشے والی دیوار کی طرف تھا چند لمحوں بعد
 اس نے اس دوسرے کمرے کے ایک کونے میں دروازہ کھلتا
 ہوا دیکھا۔ اور پھر اس میں سے ایک بھاری تن و توش کا ادھیڑ
 عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ آدھے سر سے گنجا تھا۔ جب کہ باقی
 آدھے سر پر برف کی طرح سفید بال موجود تھے۔ اس کی بھنویں
 بلیں اور مونچھیں تک برف کی طرح سفید تھیں۔ ہرہ بھاری تھا۔
 مگر کھوڑی مخروڑی انداز کی تھی۔ جس سے اس کی عیاری، مکاری

عمران کے تاریکی میں ڈوبے ہوئے ذہن میں روشنی کی
 ایک کرن سی پھوٹی اور پھر آہستہ آہستہ روشنی پورے ذہن پر
 پھیلی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بھی ایک جھٹکے
 سے کھل گئیں۔ چند لمحوں تک وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں پڑ
 رہا پھر اس کا شعور بیدار ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تین
 سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں
 کیونکہ اس بڑے سے کمرے کے فرش پر وہ اکیلا نہ تھا
 بلکہ اس کے ساتھ جو لیا۔ تنویر اور صفدر اور نہ صرف ان۔
 ساتھ تھے بلکہ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ ان میں سے ٹاسیگرا
 لارڈ رابنسن کو عمران اچھی طرح پہچانتا تھا۔ باقی دو افراد اس
 کے لئے اجنبی تھے۔ وہ سب ٹیڑھے میڑھے انداز میں فرش
 پڑے ہوئے تھے۔ کمرہ خاصا بڑا تھا۔ لیکن اس کی دیواریں، فرش

اور سنگدلی ظاہر ہوتی تھی۔ اور عمران اُسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ وہ روتے
کا چیف کمر سٹائن تھا۔ کیونکہ اس کا یہی علیہ اس کے پاس روٹ
متعلق فائل میں درج تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کے حلقے سے
ایک طویل سانس نکل گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ اس وقت اپنے
ساتھیوں سمیت کمر سٹائن کی قید میں پہنچ چکا تھا۔ اور جس خوبصورت
انداز میں انہیں ٹریپ کیا گیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ٹائیگر
دف پیلے ہی ان کے قبضے میں جا چکا تھا بلکہ وہ اس سے سارا
تفصیلات بھی معلوم کر لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اُسے اب ٹائیگر
پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے آخر ان کے سامنے زبان کیوں کھولی۔
کمر سٹائن اطمینان سے چلتا ہوا اس کمرے پر آکر بیٹھ گیا۔ کمر سٹائن
تینچھ دو مقامی آدمی تھے۔ ان دونوں کے کاندھوں سے مشین گنیں
لٹکی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ اندر آکر دروازے کی دونوں سائیڈز
میں کھڑے ہو گئے تھے۔ کمر سٹائن چند لمحے تو شیشے میں
اس ہال نما کمرے کا جائزہ لیتا رہا۔ جس میں عمران اور اس کے
ساتھی پڑے ہوئے تھے۔ اس کے چہرے پر عیارانہ مسکراہٹ
تھی۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھی ہوئی مشین کا کوئی بٹن
دبایا تو کمرے کی چھت میں سے سرخ رنگ کی شعاعیں نکل کر آ
لمحے کے لئے پورے کمرے میں پھیلی ہوئی محسوس ہوئیں اور وہ
غائب ہو گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں موجود ہر آدمی
کسمانے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ سب جھٹکوں سے اٹھ کر
گئے۔ اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ عمران بھی اٹھ کر

بیٹھ گیا تھا۔

”یہ — یہ کیسا ہے۔ ہم کہاں ہیں“ — جو لیا نے تیز لہجے میں
کہا۔

”میں نے بتایا تھا کہ کوبرا بے حار نہ ہر ملا ہوتا ہے۔ اور دیکھ
کوبرا بے کا زہر کس طرح ہم پر اثر انداز ہوا ہے“ — عمران
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب آپ“ — اچانک ٹائیگر کے منہ سے نکلا۔
”جو کچھ تم نے انہیں بتایا ہوگا۔ اس لحاظ سے تو مجھے قبر
میں ہونا چاہیے تھا“ — عمران کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔
”میں نے بتایا ہوگا کیا مطلب۔ مجھے تو ہوش بھی ابھی آیا
ہے“ — ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سپرائیٹ علی عمران۔ اس
کے ساتھیوں صفدر، تنویر اور جو لیا کے ساتھ ساتھ ٹائیگر
عرف کوبرا۔ ٹروپین عرف بلیک ایگل۔ سابق چیف آف روٹ
انٹھونی ایگزینیٹر اور لارڈز اینس کو کمر سٹائن خوش آمدید کہتا
ہے“ — اُسی لمحے کمرے میں بھاری آواز گونج اٹھی۔ اور
عمران یہ تعارف سن کر چوک پڑا۔ اب وہ ٹروپین کو پہچان چکا
تھا۔ اور دوسرا آدمی یقیناً وہ انٹھونی ایگزینیٹر تھا۔ جسے کمر سٹائن
سابق چیف بتا رہا تھا۔

”بندہ ناچیز پر تقصیر پہنچ می داں علی عمران روٹ کے چیف
کمر سٹائن کو اس کی عظیم کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے“

عمران نے ہاتھ سینے پر رکھتے ہوئے بڑے مہذبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

شکریہ علی عمران۔ میری فائل میں تمہارے متعلق جو کچھ درج ہے اس لحاظ سے تم مافوق الفطرت قوتوں کے مالک لگتے تھے۔ اس لئے تم لوگوں کو یہاں لے آنے کے لئے خصوصی اقدامات کرنے پڑے۔ مجھے میرے نائب کم نے بتایا ہے کہ ایئر پورٹ سے تمہیں کس طرف کو بولے کا نام لے کر ایک اڈے تک لے جایا گیا اور پھر کس طرف تمہیں مشروب پلا کر بے ہوش کیا گیا۔ مجھے اس کی یہ خوب صورت پلاننگ بے حد پسند آتی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم بھی کم کی صلاحیتوں کی داد دینے پر مجبور ہو گے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے ٹرمین اور ٹائیگر دونوں کو جس طرح اغوا کیا ہے وہ پلاننگ بھی کچھ کم خوب صورت نہ تھی۔ ہالیڈے بلیو رڈ ہو لڈ رہے۔ اس میں نہیں چاہتا تھا۔ کہ اس کا بلیو کارڈ پر اعتماد ختم ہو۔ حالانکہ ان میں اس کے اڈے سے بھی گرفتار کر سکتا تھا۔ کیونکہ ہالیڈے ٹائیگر، ٹرمین اور اس انتھونی الیگزینڈر کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت کی نہ صرف تفصیل مجھ تک پہنچ چکی تھی بلکہ ان کے ف بھی ساتھ تھے۔ ایک خصوصی ڈکٹافون کے ذریعے مکمل رپورٹ ڈ کی گئی تھی۔ اور اس بات چیت سے میرے خلاف ہونے والی سازش کا بھی پتہ چلا۔ اور تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی آمد کا بھی علم ہوا۔ اور سب سے بڑی کامیابی یہ ہوئی کہ اس پر واضح طور پر اس جگہ کے متعلق اشارہ بھی موجود تھا۔ جہاں ایکری

میں لارڈ رابنس اور اس کے بیوی بچوں کو ٹرمین نے رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ ایکری میا سے ان لوگوں کو اس خفیہ انداز میں اغوا کر کے ایک خصوصی طیارے سے یہاں لایا گیا ہے کہ کسی کو اس کا علم بھی نہیں ہو سکا۔ لارڈ رابنس کی بیوی اور اس کے دو بچے میرے پاس یرغمال کے طور پر موجود ہیں۔ ٹرمین اور ٹائیگر کی گرفتاری کے لئے مجھے کچھ انتظار کرنا پڑا۔ کیونکہ ہالیڈے انہیں ایک خفیہ راستے سے نکال لے گیا تھا۔ اور اس راستے کا علم ہمیں نہ ہو سکا تھا۔ لیکن ہم نے ارد گرد کے علاقے میں ٹریفک پولیس کی یونٹ فارم میں چیکنگ شروع کر دی تھی۔ اور پھر ان کی کار سامنے آگئی۔ لیکن چونکہ یہ دونوں خطرناک ایجنٹ ہیں۔ اس لئے ہم کوئی رسک نہ لینا چاہتے تھے۔ چنانچہ ان کی کار کے پیچھے سپیشل آلہ لگا دیا گیا۔ اس طرح وہ لوکیشن سامنے آگئی۔ جہاں یہ دونوں گئے۔ اس کے بعد جب ہالیڈے انہیں چھوڑ کر واپس گیا تو اس کو بھٹی میں انتہائی زوردار اثر بے ہوشی کی گیس کا فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا گیا۔ ہالیڈے کو یہ سزا دی جائے گی کہ اس کے بلیو کارڈ کی کٹیگری بڑھا دی جائے گی۔ لیکن آپ سب حضرات نے چونکہ براہ راست میرے خلاف سازش کی ہے۔ اس لئے آپ کے لئے میں نے موت کی سزا تجویز کی ہے۔ لارڈ رابنس کے ساتھ رعایت ہو سکتی ہے۔ اگر اب بھی وہ میرا حکم تسلیم کرتے ہوئے ڈاکٹر گراہم کے حق میں ٹاپ پرانے کے فیصلے کی حامی بھر لے۔ ورنہ اسے بھی ہلاک کر دیا جائے گا اور اس کے بیوی بچوں کو بھی تم لوگوں نے روٹ کو شاید ایک عام سی

”تنظیم سمجھ لیا تھا۔ لیکن اب تمہیں یہ احساس ہو گیا ہو گا کہ روٹ کے مقابل آنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔“ کمرسٹائن یورپی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے لبوں پر بے اختیار اطمینان بھری مسکراہٹ رہ گئی۔ کم از کم ٹائیگر کی طرف سے اس کا ذہن صاف ہو گیا تھا۔ اگر کمرسٹائن وضاحت نہ کرتا تو یقیناً عمران ہی سمجھتا کہ ٹائیگر نے زبان کھول دی ہے۔ اور ظاہر ہے اس کے بعد ٹائیگر کا عبرت ناک حشر ایک یقینی امر بن جاتا۔

”واہ واہ۔ ایسے ایسے ذہین پلانر روٹ میں موجود ہوں گے کم از کم مجھے اس کی توقع نہ تھی۔ لیکن یہ کم صاحب ہیں کون۔ ایسے ذہین آدمی کی زیارت تو کرا دو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم میرا ماتحت ہے۔ اس لئے کم کی بجائے تم میری زیارت کر سکتے ہو۔“ کمرسٹائن نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”جہاں تک تمہارا تعلق ہے واقعی مجھے دنیا کے سب سے بڑے احمق کو دیکھنے کا موقع مل رہا ہے۔ تم نے جس احمقانہ انداز میں ٹاپ پرانز کے فیصلے پر اثر انداز ہونے کی بھونڈی کوشش کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عقل کی کوئی معمولی سی رفق بھی تمہاری کھوپڑی میں موجود نہیں ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”تم۔۔۔ تمہاری یہ جرات کہ تم میرا مضحکہ اڑاؤ۔“ کمرسٹائن کی ایک لخت غصے سے چپختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ارے ارے۔ اتنا غصہ۔ اب پتہ چل گیا کہ تمہاری کھوپڑی میں عقل کی بجائے صرف غصہ بھرا ہوا ہے۔ اور یہی تمہارے اس کم کی عقلمندی تو واقعی وہ عقلمندی کی انتہا یعنی پاگل پن کی حد میں داخل ہو چکا ہے کہ اس نے میری تلاشی لینے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی در نہ اسے یقیناً علم ہو جاتا کہ میرے پاس ٹی۔ تھری سپیشل بھی موجود ہے۔ اور جہاں ٹی۔ تھری سپیشل موجود ہو۔ وہاں یہ عمارت تو کیا ایک میل کے ایسے میں موجود تمام عمارتیں بھک سے اڑ جائیں گی۔ اور جب یہ سب کچھ اڑے گا تو پھر تمہیں کم کی عقلمندی کی داد دینے کا موقع بھی نہ ملے گا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی کمرسٹائن کے زوردار قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔

”بہت خوب۔ واقعی بہت خوب۔ تم نے جس انداز میں مجھے ڈرانے کی کوشش کی ہے۔ تمہارے شاطرانہ پن کا جواب نہیں۔ لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں کہ تم کسی مجرم تنظیم کی قید میں نہیں ہو۔ روٹ کی قید میں ہو۔ اور یہاں زیرِ دردم میں تمہیں داخل کرنے سے پہلے جدید ترین مشینوں سے تمہارے سر کے بالوں سے لے کر پیر کے تلووں تک کی باقاعدہ سکریننگ کی گئی تھی۔“ کمرسٹائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”قہقہے لگانے کی بجائے تم ایسا کرو کہ اپنی اس مشین کی مدد سے ہم پر موت وارد کر دو۔ ابھی تمہیں اپنی سکریننگ کا نتیجہ مل جائے گا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس نتیجے کو دیکھنے کے لئے تم

زندہ نہ رہو گے۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "او۔ کے۔ میں بھلا تمہاری فرمائش کیسے رد کر سکتا ہوں۔
 مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔۔" کرسٹائن نے طنزیہ انداز
 میں ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کی طرف
 ہاتھ بڑھایا لیکن شیشے میں اس کی نظری عمران پر جمی ہوئی تھیں۔
 "شاباشی شاباش۔ دبا دو بٹن۔ سوچ کیا رہے ہو۔ ہری اپا
 عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم۔ انتہائی شاطر آدمی ہو۔ تم نے واقعی میرے ذہن میں
 شک پیدا کر دیا ہے۔ اس لئے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔"
 کرسٹائن نے یکلخت ہاتھ واپس کھینچتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور
 عمران کے چہرے پر ایسی کیفیت طاری ہو گئی جیسے کرسٹائن کے ہاتھ
 واپس کھینچ لینے سے اُسے سخت ترین مایوسی ہوئی ہے۔

"ادہ ادہ۔ تمہاری کیفیت بتا رہی ہے کہ تمہاری بات میں بہر حال کچھ
 وزن ضرور ہے ورنہ اگر تم مجھے ڈاج دے رہے ہوتے تو میرے ہاتھ
 کھینچنے پر لا شعوری طور پر تم طنزیہ انداز میں ہنسنا شروع کر دیتے۔۔۔"
 کرسٹائن نے بے اختیار کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو سوچا تھا کہ آسانی سے تم سے جان چھوٹ جائے گی
 لیکن تم بہر حال میری توقع سے کہیں زیادہ عقلمند ثابت ہو رہے ہو۔
 بہر حال ٹی۔ بھری تم کسی طرح بھی تلاش نہ کر سکو گے۔۔۔" عمران
 نے بڑے مایوسانہ انداز میں ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"کم کو بلاؤ۔ جلدی کرو۔۔۔" کرسٹائن نے عمران کی بات کا

دبا دینے کی بجائے پیچھے مڑ کر دروازے کے قریب موجود ایک
 آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ آدمی تیزی سے دروازہ کھول
 کر باہر نکل گیا۔

"لارڈ رابنس۔ میں نے تم سے آخری فیصلہ پوچھا تھا۔ ان لوگوں
 نے تو بہر حال مرنا ہے۔ تم اپنی بات کم دو۔ اور جواب دینے سے
 پہلے سوچ لینا۔ تمہاری بیوی اور بچے میرے قیدی ہیں۔۔۔"
 کرسٹائن نے لارڈ رابنس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا بے حد مشکور ہوں جو اصولوں کی
 سر بلندی کے لئے تم جیسے شیطان سے ٹکرانے کے لئے میری مدد
 کو آتے ہیں۔ میں اپنی ذات اور اپنے بیوی بچوں کو کیا اپنی آئندہ
 سات نسلیں بھی ٹاپ پرانہ کی غیر جانبداری پر قربان کرنے کے
 لئے تیار ہوں۔ اور سنو۔ یہ تم نے پہلی بار ٹاپ پرانہ کے
 غیر جانبدارانہ فیصلے پر اثناء انداز ہونے کی کوشش نہیں کی بلکہ میرے
 آباؤ اجداد بھی اس غیر جانبداری کو قائم رکھنے کے لئے بے پناہ
 قربانیاں دیتے چلے آئے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ میری اور
 میرے بیوی بچوں کی قربانی ٹاپ پرانہ کی اہمیت کو اور اجاگر کر
 دے گی۔۔۔" لارڈ رابنس نے بڑے جذباتی لہجے میں جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے تمہارا جواب سن لیا۔ اگر یہ ٹاپ پرانہ
 ڈاکٹر گراہم کو نہیں مل سکتا تو پھر یہ اب کسی کو بھی نہیں ملے گا۔
 میں تمہارے سارے خاندان کو اس کی جائیداد سمیت تباہ و برباد

کہہ کے رکھ دوں گا۔ کہ سٹائن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

اُسی لمحے ایک چھری بے بدن اور درمیانے قد کا نوجوان دروازے سے اندر داخل ہوا۔ البتہ اس کی فراخ پیشانی اور آنکھوں میں موجود چمک اس کی ذہانت کا پتہ دے رہی تھی۔ تیز تیز قدم اٹھاتا کہ سٹائن کے قریب پہنچا اور پھر اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”کم۔ یہ عمران کہہ رہا ہے کہ اس کے پاس ٹی۔ بھری نام کوئی ایسا ہتھیار موجود ہے۔ کہ اگر میں نے اسے ہلاک کیا یہ ساری عمارت بھک سے اڑ جائے گی۔ حالانکہ تم نے یہ رپورٹ دی تھی۔ کہ ان سب کو زیر و دم پہنچانے سے پہلے کی مکمل چیکنگ کی گئی تھی۔“ کہ سٹائن نے تیز لہجے میں والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”چیف۔ مکمل سکریننگ ہو چکی ہے۔ یہ خواہ مخواہ اپنی جان بچانے کے لئے ایسا کہہ رہا ہے۔ آپ بے فکر ہو کر ان ایس ریز کا فائر کر دیں۔“ کم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اس کی بات سنتے ہی عمران کی آنکھیں ایک لخت چمک اٹھیں۔ ”اور۔ کے۔ تم یہاں میری جگہ بیٹھو۔ مجھے فوری طور پر بیٹھنا جانا پڑ گیا ہے۔ ان کی ہلاکت سے پہلے میں نے ایک اہم کام کرنا ہے۔ میں بیٹھ کر اڈر جاکر جب تصدیق کر لوں گا تو پھر تمہیں فون کر کے انہیں ہلاک کرنے کا حکم دے دوں گا۔ چا

نے انہیں ہلاک کر دینا ہے۔ سمجھ گئے۔“ کہ سٹائن نے کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے لبوں پر ایک بار پھر مسکراہٹ۔ شگنے لگی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کہ سٹائن لاشعوری خوف کی وجہ سے خود اس عمارت سے نکل جانا چاہتا ہے۔ ”یس باس۔“ کم نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ ”سنو کسی قیمت پر انہیں زندہ یہاں سے نکلنے نہ دینا۔ ورنہ میں تمہیں تمہارے پورے تسیکشن سمیت اڑا دوں گا۔“ کہ سٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

”چیف۔ آپ جانتے تو ہیں کہ زیر و دم سے یہ کسی طرح بھی باہر نہیں آ سکتے۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں۔“ کم نے کہا۔ اور کہ سٹائن سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بھی مڑ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف نہ دیکھا تھا۔ جب کہ سٹائن دروازے سے باہر نکل گیا تو کم اطمینان سے اس کی چھوڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تم بھی جاؤ یہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔“ کم نے مڑ کر دروازے کے دونوں طرف کھڑے مسلح افراد سے کہا۔ اور وہ دونوں خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئے۔ اب اس کمرے میں کم اکیلا تھا۔ اور وہ غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”تمہارا چیف تمہاری ذہانت کی بے حد تعریف کر رہا تھا۔ ویسے تم نے جس خوب صورت انداز میں ہمیں یہاں پہنچانے

کے لئے پلاننگ کی ہے۔ وہ واقعی شاندار تھی۔ لیکن یہ بات میرے سمجھ میں نہیں آ رہی کہ تم نے اپنے چیف کو کیوں یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ ایس رینز کا فائزر ہم پر کھول دے۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم تمہیں تو اچھی طرح معلوم ہو گا کہ ہوا بند جگہ پر ایس رینز کی ایکشن الٹا ہوتا ہے۔ — عمران نے کم سے مخاطب ہو کر کہا: "ہوا بند جگہ پر الٹا عمل — کیا مطلب؟" — کم عمران کو بات سن کر بڑی طرح چونک پڑا۔

"اچھا۔ مطلب بھی تم جیسے ذہین آدمی کو سمجھانا پڑے گا۔ تم جانتے تو ہو گے کہ ایس رینز ہوا کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ مخصوص لائننگ پر کام کرتی ہیں۔ لیکن اگر ہوا کا بہاؤ بند ہو، تو پھر ایس رینز بجائے مخصوص لائننگ پر کام کرنے کے تیز سے اس بند ہوا کو پھیلاتی ہیں بلکہ اس قدر طاقتور انداز میں پھیلاتی ہیں کہ انتہائی مضبوط سے مضبوط عمارت بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔ اس کمرے میں جسے تم زیر دروم کہہ رہے ہو۔ ہوا کا دباؤ نہیں ہے۔ اس لئے جیسے ہی یہاں ایس رینز فائزر ہو گا اس کمرے کی دیواریں ٹوٹ کر اڑ جائیں گی۔ اور ظاہر ہے تمہارا یہ کمرہ جس میں اس وقت تم بیٹھے ہو۔ زیر دروم سے ملحقہ ہے۔ اس لئے یہ بھی تباہ ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے تم پہلے ہوا کے دباؤ کا بند و بست کر دو گے پھر ایس رینز فائزر کر دو گے۔ — عمران نے ماہر سائنسدانوں کی طرح سائنسی انداز میں اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ دیر سی بیٹہ۔ واقعی مجھے تو اس بات کا خیال تک نہ آیا تھا۔ ٹھیک ہے۔ میں پہلے ہوا کے بہاؤ کا بند و بست کر لیتا ہوں۔ — کم نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔ اور اس کے باہر نکلتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اس شفاف شیشے کی دیوار کی طرف بھاگ گیا۔ اس نے قریب جا کر غور سے اس شیشے کو جو پلیٹ من تار کے کناروں کو چپک کر ناشروع کر دیا۔ اور پھر اس کی ٹکڑی تیزی سے ایک کنارے سے شیشے پر چلتی ہوئی دوسرے کنارے تک پہنچی اور پھر اس نے انگلی اٹھا کر تیسرے کنارے تکھی اور تیزی سے اُسے چوتھے کنارے کی طرف لے گیا۔ شیشے پر اس کی انگلی کا نشان ایک مدہم سی لکیر کی صورت میں ہمارے نظر آ رہا تھا۔ ادویوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے شیشے پر اس کا نشان ڈالی دیا ہو۔ شیشے کے عین درمیان میں نوں لکیریں ایک دوسرے کو کاٹتی ہوئی گزر رہی تھیں۔ جس نے ان لکیروں نے ایک دوسرے کو کاٹا تھا۔ عمران نے اس کی انگلی دکھی اور پھر اُسے بالکل سنٹر میں نیچے لے آنے لگا۔ اس طرح شیشے کے پچھلے حصے کے عین درمیان میں آ کر عمران کی انگلی رک گئی۔ اس نے غور سے اس جگہ کو دیکھا پھر اس نے ہاتھ کی درمیان انگلی کو مخصوص انداز میں جھٹکا تو اس کے ان کے اندر لگا ہوا تیز بلیڈ کا سرا باہر کو نکل آیا اور عمران نے اس کی سی تیزی سے اس جگہ جہاں اس نے کمر اس لائننگ سے

انگلی نیچے لاکر روکی تھی۔ بلیٹھ سے کمر اس کا نشان لگایا۔ اور پھر انگلی مخصوص انداز میں جھٹک کر اس نے اُسے ہب کے انداز میں اور دوسرے لمحے اس نے انگلی کے مڑے ہوئے ہتھ کو تین بار زور زور سے اس کمر اس والے نشان پر مارا۔ ایک بار اُسے غور سے دیکھا۔ اور پھر مسکراتا ہوا پیچھے ہٹ آیا۔ کمرے موجود ہر شخص حیرت بھرے انداز میں عمران کی ان عجیب و غریب کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ سب خاموش تھے۔

"لو بھئی۔ میں نے واقعی ہوا کے بہاؤ کا راستہ کھول دیا۔ عمران نے پیچھے مڑ کر مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بولتا۔ اچانک کمرے کی دیوار میں سے سائیں سائیں کی تیز آوازیں سنائی دیں جسے بہت بڑا ایگزاسٹ فین چل پڑا ہو۔ اور وہ سب بے اختیار گم دنیس گھما کر اس طرف کو دیکھنے لگے۔ لیکن اُسی لمحے شفا شیشے میں سے ٹڑٹڑا ہٹ کی تیز آوازیں ابھریں اور شیشے پوری پلیٹ پر بمقہ رفتاری سے آڑی توڑ چھی لکیریں سی پی کر پھیلتی چلی گئیں۔ اور عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر نہ شیشے کے درمیان مکہ مارا تو ایک زوردار چھپنا کے کسے سا شیشہ کمرے کی کمرے کی طرف جا کر اب ایک لمحہ جہاں شفاف شیشہ تھا وہاں خلا پیہا ہو گیا۔ اور دوسرے عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس مشین والے کمرے پہنچ گیا۔ اُسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور کمر اندر داخل

نہ داخل ہوتے ہی اس کی آنکھیں عمران کو کمرے میں موجود دیکھ کر حیرت سے پھیلنے ہی لگی تھیں کہ عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا۔ اور کمر کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی اور وہ ہنسا میں کسی گیند کی طرح اچھل کر زوردار دھماکے سے نیچے فرش پر گر اسی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور نیچے گر کر ٹوٹ پڑا۔ ٹھننے کی کوشش کرتے ہوئے کمر کی کنپٹی پر اس کے بوٹ کی زور سے پڑی اور کمر کا تڑپتا ہوا جسم ایک زوردار جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ اس دوران عمران کے ساتھیوں کے علاوہ زمین میں بھی اچھل کر اس کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ اور دوسرے کمرے میں صرف لارڈ رابنس اور الیگزینڈر رہ گئے تھے۔ زمین اور ٹائیگر بنی سے دروازے کی طرف پکے۔

"رک جاؤ ایک منٹ۔" عمران نے چونک کر کہا اور وہ دونوں ہی دروازے کے قریب رک گئے۔ عمران نے جھک کر بلدی سے اس کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن کمر کی جیب میں کوئی ہتھیار نہ تھا۔

"باہران کی خاصی نفری موجود ہوگی۔ اور ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ ایک منٹ۔ میں پہلے اسلحے کا بندوبست کر لوں۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کے ریسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے بلدی سے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا۔

"یس۔" عمران کے حلق سے کمر کی آواز نکلی۔

”چیف سے بات کریں باس۔“ دوسری طرف سے ایک
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”یس۔ بات کراؤ۔“ عمران نے اُسی لہجے میں کہا
اس کے ساتھ ہی ہلکی سی ٹھکر کی آواز کے ساتھ ریسورپر کمرے
کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو کم۔ میں چیف بول رہا ہوں۔“ کمرے کے سٹائٹ کا لہجہ نکلا
تھا۔

”یس چیف۔“ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
”کم۔ میں نے اس عمران کی فائل کو یہاں ہیٹھ کو آرٹریں آکا
دوبارہ پڑھا ہے۔ اور اس میں درج ہے کہ عمران سائنسی تجربہ
میں بے پناہ مہارت رکھتا ہے۔ اسی لئے میں کوئی رسک نہ
لینا چاہتا۔ تم ایسا کہہ دو کہ ان پر بھری زدوں گیس فائر کر کے
انہیں بے ہوش کر دو۔ اور پھر رابنس کو وہیں رکھ کر باقی اذ
کو زبرد باؤس سے نکال کر بھری بی میں لے جاؤ۔ اور پھر
بھری بی کو ریموٹ کنٹرول ڈائنامیٹ چارجر سے اڑا دو۔
طرح یہ سب یقینی طور پر ہلاک بھی ہو جائیں گے اور کوئی خطرہ
باقی نہ رہے گا۔ رابنس کے بارے میں بعد میں احکامات د
گا۔“ کمرے کے سٹائٹ نے تیز تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے
کہا۔

”یس چیف۔ جیسے آپ کا حکم۔“ عمران نے گو مؤدبانہ
میں جواب دیا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر طنز یہی مسکراہٹ

آئی تھی۔

”لیکن ان کی موت یقینی ہو فی جلیبے۔“ کمرے کے سٹائٹ نے کہا۔
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے کمرے کے دو تین بار
دبایا تو دوسری طرف سے وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔ جس نے
پہلے کمرے کے سٹائٹ کی کال کی اطلاع دی تھی۔

”یس باس۔“ اسی آواز نے پوچھا۔
”دو مشین گنوں سے مسلح افراد میرے پاس بھجوا دو۔“ عمران
کم کے آواز میں تیز لہجے میں کہا۔ اور ریسورپر رکھ دیا۔

”دو افراد آ رہے ہیں۔ اب انہیں کور کرنا ہے۔“ عمران نے
کہا۔ اور سب سا بھتی سر ملاتے ہوئے دروازے کی سائیڈوں
میں ہو گئے۔ اس دوران لارڈ رابنس اور الیگزینڈر بھی بڑے
گھرے سے اس کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ عمران نے ہونٹوں پر
نگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کے لئے کہا۔ اور وہ خاموشی سے
سائیڈوں میں ہو گئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور مشین گنوں
سے مسلح دو افراد جیسے ہی یکے بعد دیگرے اندر داخل ہوئے۔
دو مشین گنوں کے عقبوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے۔
اب لمحوں میں وہ دونوں فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے جبکہ
ان کی مشین گنیں ان دونوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھیں وہ دونوں
صرف چند لمحوں کے لئے تڑپ کر ساکت ہو گئے تھے۔ ان دونوں
کی گردنیں ٹوٹ چکی تھیں۔

”مشین گن مجھے دو ٹائیگر۔ اور ان کی تلاشی لو۔ ان کی جیبوں میں

لازمًا ریوا لور بھی ہوں گے۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے مشین گن عمران کے ہاتھوں میں دی اور خود وہ ان میں سے ایک پر جھبک گیا۔

”تم سب یہیں رکو گے۔ آؤ ٹرومین میرے ساتھ تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ جہاں سچ ہوتا ہے وہاں سے جھوٹ کو نکلنا پڑتا ہے“ عمران نے مسکراتے ہوئے ٹرومین سے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹرومین بھی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے لپکا اور پھر وہ دونوں مشین گنیں اٹھائے کمرے سے باہر نکل گئے۔

”یہ عمران تو جادوگر ہے۔۔۔ جس طرح اس نے شیشہ توڑا ہے۔ کم از کم میں تو اس کا کوئی جواز اب تک سمجھ بھی نہیں سکا“ عمران کے باہر جاتے ہی پہلی بار الیگزینڈر بول پڑا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”میں خود حیران ہوں کہ آخر یہ اس قدر مضبوط شیشہ خود بخود کیسے توڑا گیا۔ میرا تو خیال ہے کہ یہ شیشہ بلٹ پروف تھا۔ اور بلٹ پروف شیشے خاص تکنیک سے بنائے جاتے ہیں۔“

لارڈ مائینس نے کہا۔

”جو چیز جس قدر زیادہ تکنیک سے بنائی جاتی ہے۔ وہ اتنی ہی آسانی سے ٹوٹ بھی سکتی ہے۔ مسئلہ صرف اس تکنیک کو سمجھنا کا ہوتا ہے۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ کم بہید کو اور ٹرو کا انچارج ہے۔ اس کی مدد سے آسانی سے اس کمرے کے بل سے نکالا جاسکتا ہے۔“

پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اور تنویر دونوں نے ایک وقت اثبات میں سر ہلا دیئے۔ لیکن اُسی لمحے اچانک ان کمرے کی چھت میں ایک چوکھٹا سا روشنی ہو گیا۔ اور اس سے نکلنے والی تیز روشنی نے پورا کمرہ تیز روشنی سے بھر دیا۔ وہ سب چونک کر ادھر دیکھ ہی رہے تھے کہ روشنی ایک لخت بچھ گئی۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ میرا خیال ہے عمران وغیرہ پھنس گئے ہیں“ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور وہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ایک لخت ایک خوف ناک دھماکے کے ساتھ ہی ان کے پیروں کے نیچے موجود فرش پھٹا۔ اور ان سب کے حلق سب سے اختیار نہیں سی نکل گئیں۔ انہیں صرف اتنا محسوس ہوا جیسے کسی نے ان سب کو فضا میں اٹھا کر دو تین زوردار چٹخیاں دی ہوں اور پھر ان کے ذہن تار یک ہوتے چلے گئے۔ البتہ خوف اور دھماکے کی بازگشت ان کے تار یک ہوتے ذہنوں میں ویسے ہی گونج رہی تھی۔

بے ہوش کمر کے وہ انہیں زبرد باؤس سے ایک اور چھوٹے
 ٹھکری بی میں پہنچا کمر اس سنٹر کو ڈائنامنٹ سے اڑا دے۔
 اس طرح یہ لوگ بھی یقینی طور پر ختم ہو جائیں گے اور زبرد باؤس
 اس کا ذہن اس سنٹ کم بھی محفوظ ہو جائے گا۔ یہ ہدایات
 سننے کے بعد اس نے ریسور رکھا ہی تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی
 بجی۔ اس نے چونک کر انٹرکام کا ریسور اٹھا لیا۔
 "یس" کمر سٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"میکارڈ بول رہا ہوں باس۔ آپریشن روم سے۔" دوسری
 طرف سے میڈیکو آرڈر کے آپریشن روم کے ایجنڈا ج میکارڈ کی
 اپنی از سنائی دی۔ اور کمر سٹائن میکارڈ کی اس طرح اچانک
 اس پر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔" کمر سٹائن نے حیرت
 فانی لہجے میں کہا۔

"چیف۔ ابھی آپ نے زبرد باؤس میں کم سے بات کی ہے۔
 میکارڈ نے ایسے لہجے میں پوچھا جیسے تصدیق کر رہا ہو۔
 "ہاں۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔" کمر سٹائن میکارڈ
 کی بات سن کر اور زیادہ چونک پڑا۔

"کمپیوٹر بتا رہا ہے چیف کہ دوسری طرف سے بولنے والا کم نہیں
 ہے۔ اس لئے میں نے آپ سے پوچھنا ضروری سمجھا ہے۔" میکارڈ
 لاکھ کہا اور ایک لمحے کے لئے تو کمر سٹائن کو یوں محسوس ہوا جیسے
 اس کا ذہن ماؤن سا ہو گیا ہو۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں جیسے اچانک

کمر سٹائن نے میڈیکو آرڈر پہنچتے ہی سب سے پہلے
 میز کی دراز میں موجود عمران سے متعلق فائل نکال کر پڑھی۔
 اس کے ذہن میں عمران کی یہ بات واقعی ہر پیکر چلی تھی کہ اس کا
 ہوتے ہی پوری عمارت اڑ جائے گی۔ اُسے یاد تھا کہ عمران
 میں اس نے پڑھا تھا کہ عمران۔ سائنس میں انتہا درجے کی
 رکھتا ہے۔ اور اس کی کارکردگی میں اس کے ان خوفناک
 تجربوں کا بہت زیادہ دخل ہے۔ جن کی وجہ سے وہ سچوٹ
 ہمیشہ اپنے حق میں بدل لینے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔
 اس نے خواہ مخواہ اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے کی بجائے
 میں عافیت سمجھی کہ وہ خود زبرد باؤس سے نکل جائے۔
 اسے اُسے جب تصدیق ہو گئی تو اس نے زبرد باؤس کے خبر
 کم کو ہدایات دیں کہ لارڈ راہنس کو زبرد باؤس میں چھوڑ کر

منجھ سی ہو کر رہ گئی ہوں۔

"چیف - کیا آپ لائن پر ہیں؟" — میکا رڈ نے کہا۔ تو کو
بڑی طرح اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ - یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔"

کرسٹائن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں چیف۔ آپ کو معلوم تو ہے۔"

ہیڈ کوارٹر میں آنے اور یہاں سے کی جانے والی تمام کال

کمپیوٹر کے ذریعے چیک ہوتی ہیں اور کم کی آواز تو کمپیوٹر

فیڈ ہے۔ اور کمپیوٹر بتا رہا ہے کہ یہ آواز کم کی نہیں ہے

کم کے لہجے میں بات کی جا رہی ہے۔ کان تو دھوکہ کھا سکتے

چیف۔ لیکن کمپیوٹر کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔"

دوسرے طرف سے میکا رڈ نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ویڈیو بیڈ میں خود دہاں آ رہا ہوں۔"

کرسٹائن نے پوچھا۔ "تو لہجے میں کہا۔ اور ویڈیو کمپیوٹر پر پڑے"

اس طرح سے کسی سے اٹھا جیسے کسی کے گدے میں مو

سپرنگوں نے اُسے اوپر کو اچھال دیا ہو۔ پھر وہ انتہائی تیز

سے دوڑتا ہوا اپنے کمرے سے نکلا اور واقعی پاکلوں کے

انداز میں راہداریوں میں دوڑتا آپریشن روم کی طرف بڑھتا

راہداریوں میں موجود مسلح محافظ اپنے چیف کو اس طرح پاگل

کے سے انداز میں دوڑتے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ لیکن کرسٹائن

کو اس وقت کسی چیز کی پروا نہ تھی۔ میکا رڈ کی بات سن

ن کے ذہن میں جیسے زلزلہ سا آگیا تھا۔ مسلسل دھماکے سے

ہو رہے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ آپریشن روم میں داخل ہو گیا۔

یہاں ہر طرف دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔

اور ان کے سامنے آپریٹر موجود تھے۔ ایک طرف شفاف شیشے

کا کمرہ بنا ہوا تھا۔ یہ کنٹرول روم تھا۔ اور میکا رڈ یہاں موجود

بہتا تھا۔ کرسٹائن بھاگتا ہوا اس کمرے میں پہنچا تو کسی پر بیٹھا

ہوا میکا رڈ اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ دیکھیے چیف۔ کمپیوٹر ریڈنگ۔" — میکا رڈ نے سامنے

رکھی مشین کے ایک کونے میں چھوٹی سی سکرین کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا۔ جس پر دو کے ہندسے کے نیچے ایک لائن بار بار

فلش ہو رہی تھی۔ اس لائن کے مطابق واقعی وائس چیکنگ کے

مطابق دو نمبر کی وائس چیک نہ ہوئی تھی۔

"اوہ اوہ۔ واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ لیکن یہ کیسے ممکن

ہے۔ زیر دہاؤس کو چیک کر سکتے ہو۔ اس کے زیر دہاؤس کے

کنٹرول کمرے کو۔" — کرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔" — میکا رڈ نے کہا۔ اور تیزی سے اس نے

مشین کی ایک سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پر پس کر دیا۔

"سار جینٹ۔ زیر دہاؤس کے زیر دہاؤس کے کنٹرول روم کو

سکرین پر فلش کر دے۔ جلدی۔" — میکا رڈ نے تیز لہجے میں کہا اور

بٹن آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد مشین کے سنٹر میں موجود ایک سکرین

تجھا کے سے روشن ہو گئی۔ پہلے تو اس پر صرف روشنی نظر آئی۔ لیکن۔

پھر ایک اور جھماکے سے اس پر ایک منظر ابھر آیا۔ اور کمرٹا منظر دیکھتے ہی پاگلوں کی طرح اچھل پڑا۔ کیونکہ کمرے میں نہ صرف کم پڑا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ بلکہ دو اور آدمی پڑے تھے۔ اور وہ سب لوگ جو زیر دروم میں تھے وہ سب یہیں کھڑے ادھر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ زیر دروم کی طرف شیشہ غائب تھا۔ اور نیچے فرش پر اس کی بے شمار کمرچیا ہوئیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"اوہ اوہ۔ ان سب کو ختم کر دو۔ فوراً ایک لمحہ ضائع بغیر اڑا دو اس کنٹرول روم کو"۔ کمرٹا نے پا کے سے انداز میں چیخے ہوئے کہا۔

"سارہ جنٹ۔ کنٹرول روم کے فرش میں موجود ایکس لا کر دو۔ فوراً"۔ میکارڈ نے وہی بیٹن دباتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے سکریں ایک جھماکے سے تاری گئی۔ اور پھر مشین کے ایک جالی دار خانے سے ایسی سنائی دی۔ جیسے دور کہیں خوفناک دھماکہ ہوا ہو۔

"باس۔ کنٹرول روم تباہ ہو چکا ہے"۔ دھماکے کی کے ساتھ ہی ایک اجنبی آواز سنائی دی۔ یہ سارہ جنٹ آواز سنائی دی۔

"اب دوبارہ چیک کر دو"۔ کمرٹا نے ہونٹ پر ہونٹے ہوئے کہا۔

"اب تو کنٹرول روم چیک نہیں ہو سکتا چیف۔ ایکس

نے وہاں موجود سارا نظام تباہ کر دیا ہے۔ اور زیر دروم میں صرف کنٹرول روم میں ہی ایسا نظام موجود تھا۔ کہ جہاں سے بیکنگ ہو سکے۔ میکارڈ نے جواب دیا۔

"ہو نہ"۔ کمرٹا نے ہنکا رہا بھرتے ہوئے کہا اور پھر میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر پر پریس کر دیا۔

"یس سر"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"زیر دروم اس بات کراؤ زرو، فون پر۔ میرے دفتر کے فون پر"۔ کمرٹا نے تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور کمرٹیل پر پٹخ کر وہ رسیور دوڑ پڑا۔ کھوڑی دیر بعد وہ پہلے کی طرح راہداریوں میں دوڑتا ہوا جیسے ہی اپنے دفتر میں پہنچا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ بات کراؤ"۔ کمرٹا نے تیز لہجے میں کہا۔ "چیف۔ وہاں کال ہی نہیں جا رہی۔ یوں لگ رہا ہے جیسے ایکس چینج ہی آف کر دی گئی ہو"۔ دوسری طرف سے زرو کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ دیر ہی بیٹہ۔ اچھا ایسا کر دو۔ پوائنٹ ون پر مار تھر سے بات کراؤ جلدی"۔ کمرٹا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور کمرٹا

نے ریسورکریٹل پر پٹنچ دیا۔
 "یہ سب آخر کس طرح ممکن ہو گیا۔ زیر و روم سے یہ
 کیسے کنٹرول روم میں آ گئے۔ بلیٹ پروف شیشہ کیسے ٹوٹا
 کمرسٹائن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور چند لمحوں بعد
 کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔
 "یس" کمرسٹائن نے دوبارہ ریسورکریٹل اٹھاتے
 کہا۔

"مارکھر سے بات کمرسٹائن چیف" — زولونے کہا۔
 دوسرے لمحے کلک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی ایک
 مردانہ آواز سنائی دی۔
 "مارکھر بول رہا ہوں چیف" — بولنے والے کے
 ہلکی سی کمرختگی کا عنصر موجود تھا۔

"مارکھر۔ زیر و روم ہمارے قریب ہے۔ فوراً پورا
 سے فورس لے کر وہاں پہنچو۔ وہاں زیر و روم پر دشمن
 نے قبضہ کر لیا ہے۔ زیر و روم پر ٹوٹ پڑو۔ جو نظر آ
 سے اڑا دو۔ سب کو بھون ڈالو۔ ایک آدمی بھی وہاں زندہ
 بچنا چاہیے۔ دشمن۔ ریڈروٹس سمیت سب کو اڑا دو۔
 کو اڑا دو۔ جاؤ۔ فوراً۔ اور پھر مجھے رپورٹ دو" —
 نے حلق کے بل چیخے ہوئے کہا۔

"یس چیف" — دوسری طرف سے کہا گیا۔ ادا
 نے ہونٹ بھینچے ہوئے ریسورکریٹل پر پٹنچا اور پھر اس

دفتر کی خالی جگہ پر گھومنے لگا۔ جیسے کسی درندے کو پہلی بار پتھرے
 میں بند کیا جائے تو وہ وحشت کے عالم میں پتھرے میں گھومتا
 ہے۔ اس کی مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں۔ اور چہرے پر واقعی
 شدید وحشت کے آثار نمایاں تھے۔ پھر اس طرح
 چکراتے ہوئے دس منٹ گزرے تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج
 اٹھی۔ اس نے جھپٹ کر ریسورکریٹل اٹھا لیا۔

"یس" — کمرسٹائن نے حلق کے بل چیخے ہوئے کہا۔
 "زیر و روم سے مارکھر بول رہا ہوں یا اس۔ یہاں ریڈروٹس
 کی لاشیں جگہ جگہ بکھری پڑی ہیں۔ کنٹرول روم بھی تباہ ہو چکا
 ہے۔ کم سمیت دو اور لاشیں بھی وہاں پڑی تھیں۔ وہاں خون
 کے دھبے بھی جگہ جگہ موجود ہیں۔ لیکن وہاں کوئی اجنبی آدمی موجود
 نہیں ہے۔ فون ایکس چینج آف پڑی ہوئی تھی۔ بھاٹک کھلا ہوا
 ملا ہے" — مارکھر نے تیز تیز اور متوحش سے لہجے میں رپورٹ
 دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویسی ہیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ سب مرنے سے
 بچ گئے ہیں۔ اور سنو۔ زیر و روم میں چار مستقل گاڑیاں ہر
 وقت موجود رہتی ہیں۔ یہ لوگ لازماً ان میں سے کسی ایک گاڑی
 میں وہاں سے نکلے ہوں گے۔ چیک کرو۔ اور مجھے بتاؤ۔ فون بند نہ
 کرنا۔ جلدی کرو" — کمرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف" — دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے
 ساتھ ہی لائن خاموش ہو گئی۔ پھر تقریباً تین چار منٹوں کے بعد

مارکٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو چیف۔ وہاں تین گاڑیاں موجود ہیں۔ تینوں کا ریس ہڈی۔"

مارکٹر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے وہ پیشل دین لے کر نکلے۔"

ٹھیک ہے۔ انہیں دین ہی لے جانی چاہیے تھی۔ وہ کافی۔

آدمی تھے۔ ہو سکتا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر کنٹرول روم۔

ہلاک ہو گئے ہوں۔ تم وہیں رکو۔ میں پھر تمہیں کال کروں گا۔

کمرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ٹیلی فون کا ریسورس۔

اس نے جلدی سے انٹرکام کا ریسورس اٹھایا اور ایک۔

پیمیں کمر دیا۔

"یس باس۔" دوسری طرف سے میکارڈ کی آواز۔

دی۔ "میکارڈ۔ ہمارا حملہ ناکام رہا ہے۔ وہ لوگ زیر دھاؤں۔

پیشل دین لے کر نکل گئے ہیں۔ لیکن پیشل دین میں ایکس۔

سسٹم موجود ہے۔ تم فوراً ایکس ون مشین پر چیک کر۔

دین اس وقت کہاں موجود ہے۔ جلدی چیک کر کے مجھے۔

کمرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کمر۔

نے ریسورس رکھ دیا۔ وہ اب کمرسی پر بیٹھا مسلسل ہونٹ کو۔

میں مصروف تھا۔ یہ کیفیت اس کی شدید ترین ذہنی الجھن۔

غمازی کرتی تھی۔ پھر چند لمحوں بعد۔ انٹرکام کی گھنٹی بجی۔

کمرسٹائن نے ریسورس اٹھایا۔

"یس۔" کمرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف۔ پیشل دین اس وقت کھری سٹار ہوٹل کے ساتھ۔

پبلک پارکنگ میں موجود ہے۔ اور خالی ہے۔ میں نے چیک کر۔

لیا ہے۔" میکارڈ نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ہو نہ۔ اس کا مطلب ہے وہ اسے پبلک پارکنگ میں۔

کھڑا کر کے نکلے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ اب میں انہیں ڈھونڈھ نکالوں۔

گا۔" کمرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ریسورس رکھ کر اس۔

نے میز کی سب سے پچلی دراز کھولی اور اس میں سے ایک جدید۔

ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور تیزی سے اس پر۔

مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ کمرسٹائن کا لنگ اور۔" کمرسٹائن نے۔

فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے ایک بٹن دبایا اور بار بار کال دینی۔

شروع کر دی۔

"یس۔ ٹونی اسٹیننگ سمرچنگ چیف اور۔" چند لمحوں۔

بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

"ٹونی۔ چھ سات افراد جن میں سے یقیناً کچھ زخمی بھی ہوں گے۔

زیر دھاؤں کو تباہ کر کے وہاں سے پیشل دین لے کر نکل جانے۔

میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور یہ دین انہوں نے ہوٹل تھری سٹار۔

سے ملحقہ پبلک پارکنگ میں چھوڑ دی ہے۔ وہ وہاں سے یقیناً۔

بیدل یا ٹیکسیوں پر یا کسی اور ذریعے سے اپنے کسی خاص اڈے۔

پر گئے ہوں گے۔ تم اپنے پورے سیکشن کو فوری طور پر حرکت
میں لے آؤ۔ اور ان افراد کا سراغ لگا کر مجھے رپورٹ دو۔ یہ انہ
خطرناک افراد ہیں۔ ان میں ایک سوئس نژاد عورت بھی شامل ہے۔
پانچ مرد ایشیائی ہیں۔ ایک ایکری بھی ہے۔ اور دو مقامی ہیں جن
میں سے ایک ٹاپ پوائنڈ کا چیئرمین لارڈ رابنسن بھی شامل ہے اور
کم سٹائن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں اور۔“
دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ اور کم سٹائن نے اور۔
آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے
اطمینان کے تاثرات موجود تھے۔ کیونکہ وہ ٹوٹی اور اس کے سیکر
کی کھوج لگانے کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ چند
خاموش رہنے کے بعد اس نے انٹرکام کا ریسور اٹھایا
ایک نمبر پر پل کر دیا۔

”یس باس۔ کرافٹ بول رہا ہوں۔“ ایک مودبانہ آ
سنائی دی۔

”کرافٹ۔ میرے پاس دفتر میں آجاؤ۔“ کم سٹائن
تیز لہجے میں کہا اور ریسور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔
”یس۔ کم ان۔“ کم سٹائن نے تیز لہجے میں کہہ
کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک چوڑے شانوں۔ لمبے
انتہائی ٹھوس جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ ایک

کی طرح لمبوتر، پیشانی فراخ اور آنکھوں میں چمک تھی۔ البتہ اس کی
ناک اس کے چہرے کی مناسبت سے بہت چھوٹی تھی۔ اس لئے
اُسے دیکھتے ہی پہلا احساس ہی ہوتا تھا کہ شاید اس کی ناک کٹ
گئی ہے۔ اور باقی ماندہ ناک کو پلاسٹک سرجری سے سیٹ کر دیا گیا
ہے۔ لیکن اس چھوٹی اور غیر فطری سی ناک نے بجائے اس کی دجاہت
اور خوب صورتی کو ختم کرنے کے کچھ اور بڑھا دیا تھا۔

”یس باس۔“ کرافٹ نے اندر آ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔
”بیٹھو۔“ کم سٹائن نے کہا اور کرافٹ میز کی دوسری
طرف موجود کرسی پر مودبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

”تمہیں روٹ میں آئے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔“
کم سٹائن نے اس سے پوچھا۔

”باس۔ مجھے تین سال ہو گئے ہیں۔“ کرافٹ نے قدرے
حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ اور تمہاری فائل تیار ہی ہے کہ تم نے ان تین سالوں میں
یہاں کے دس دس سالہ ایجنٹوں سے زیادہ شاندار کارنامے
سرا انجام دیئے ہیں۔ میرے خیال میں اس کی بنیادی وجہ ایکریمیا
میں تمہاری خصوصی تربیت ہی ہو سکتی ہے۔“ کم سٹائن نے
کہا۔

”یس باس۔ میں نے ایکریمیا میں نہ صرف ہر مرحلے کی خصوصی
تربیت لی ہوئی ہے۔ بلکہ میں نے ایکریمیا کی بے شمار سرکاری۔ نیم
سرکاری ایجنسیوں کے علاوہ ایکریمیا کی ٹاپ مجرم تنظیموں کے

ساتھ رہ کر عملی تجربہ بھی حاصل کیا ہے۔“ کرافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا انتخاب سو فیصد درست ہے۔ بہر حال تمہارے لئے ترقی کا ایک نیا دروازہ کھولنے کا: نے فیصلہ کیا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا انچارج اور میرا نمبر ٹو کم ہلاک چکا ہے۔ کیا تمہیں علم ہے۔“ کرسٹائن نے کہا۔

”یس باس۔ وہ زیر و بمادس میں ہلاک ہوئے ہیں۔ لیکن تفصیل کا علم نہیں ہے۔“ سیکنڈ باس کم مجھے صرف ریزرو دیکھنا پسند کرتے تھے۔“ کرافٹ نے بڑی صاف گوئی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں کہ وہ کیوں ایسا کرتا تھا۔ بہر حال مجھے تمہارا صاف گوئی پسند آتی ہے۔ میں تمہاری بے پناہ صلاحیتوں کا کافی عرصے سے کسی اچھے عہدے پر تمہاری ترقی کا خواہشمند تھا اب اتفاق سے کم کی ہلاکت سے وہ موقع آ گیا ہے۔ اور میں فیصلہ کر لیا ہے کہ میں تمہیں روٹ کا نمبر ٹو باس بنا دوں لیکن کرسٹائن بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا۔

”میں آپ کے اعتماد پر پورا اتروں گا باس۔“ کرافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ تمہارا یہ جواب تمہارے اعتماد کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر کوشش کا لفظ استعمال کرتے تو یقیناً مجھے اپنے فیصلے پر دو غور کرنا پڑتا۔ اور تمہارے اس جواب سے پہلے میں تمہاری تہ

کے لئے ایک شرط لگانا چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے لیکن کا لفظ استعمال کیا تھا۔ لیکن اب تمہارا با اعتماد جواب سننے کے بعد میں نے وہ شرط بھی مٹا دی ہے۔ اس لئے اب تم نمبر ٹو باس بن چکے ہو۔ میری طرف سے مبارکباد قبول کرو۔“ کرسٹائن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ باس۔“ کرافٹ نے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور اٹھ کر باقاعدہ فوجی انداز میں کرسٹائن کو سیلوٹ کر دیا۔

”اور کے بیٹھو۔ اور اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر حلف لو کہ تم ہر صورت اور ہر قیمت پر میرے وفادار رہو گے کسی حالت میں بھی مجھ سے غداری نہیں کرو گے۔ اور میرے تحفظ اور وفاداری کی خاطر اپنی جان بھی قربان کر دینے سے گریز نہ کرو گے۔“ کرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔ اور کرافٹ نے اٹھ کر اپنا دایاں ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور پھر باقاعدہ حلف لیا۔ ویسٹرن کارمن میں ناقابل شکست حلف کا یہی عقیدہ تھا کہ حلف لینے والا اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر حلف لیتا تھا۔ اس کا مطلب یہی لیا جاتا تھا کہ اگر وہ حلف توڑنے کا ذرا سا خیال بھی کرے گا تو خود ہلاک ہو جائے گا اور چونکہ ہر شخص کو دنیا میں سب سے پیاری اپنی جان ہوتی ہے۔ اس لئے اس حلف کو ہمیشہ ناقابل شکست سمجھا جاتا تھا۔

”گڈ۔ اب مجھے بتاؤ کہ تم پاکیشیا کے علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔“ کرسٹائن

نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن صرف جاننے کی حد تک ان سے آمناسا کبھی نہیں ہوا۔ ویسے مجھے معلوم ہے کہ پوری دنیا میں اس علی عمر کو ٹاپ سپر ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ جس طرح کافرستان کے کہ فریدی کی شہرت ہے اسی طرح پاکیشیا کے علی عمران کی شہرت۔ کرافٹ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب یہ بتاؤ کہ ایکرمیا کے ٹرومین عرف بلیک ایگل کو جاتا ہو۔" کرافٹ نے پوچھا۔

"ٹرومین۔ ادہ۔ اچھی طرح باس۔ وہ ایک خفیہ بین الاقوامی مجرم تنظیم بلیک تھنڈر کا ایجنٹ ہے۔ ویسے اس کے اس تہ میں شامل ہونے سے پہلے سے میں اسے جانتا ہوں۔ انتہا خطرناک اور انتہائی سردمزاج مجرم ہے۔" کرافٹ نے جواب دیا۔

"اور کے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے ان کے متعلق تفصیل بتانے میں وقت ضائع نہیں کرنا پڑے گا۔ بہر حال اب ضرورت باتیں سن لو۔ ایک بین الاقوامی اہمیت کا انعام دنیا بھر میں۔ ادب اور اس قسم کے دوسرے موضوعات پر دیا جاتا ہے۔ ٹاپ پرائز کہتے ہیں۔ ٹاپ پرائز کو بین الاقوامی طور پر بے اہمیت حاصل ہے۔ اور جس شخص کو یہ پرائز مل جائے۔ نہ صرف تاریخ میں اس کا نام باقی رہتا ہے۔ بلکہ اس ملک کی عزت اور شہرت میں بھی چار چاند لگ جاتے ہیں۔ گو اس انعام کے ساتھ

قد رقم بھی شامل ہوتی ہے۔ لیکن اصل اہمیت اس انعام کی عزت و وقار ہے۔ رقم کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ ویسٹرن کارمن کے کسی سائنسدان کو یہ انعام مل جائے۔ کہ ہمارے ملک کا نام بھی سائنس میں جگمگاتا رہے۔ لیکن آج تک کسی سائنسدان کی ایسی کوئی ریسرچ سامنے نہیں آئی تھی۔ کو ٹاپ پرائز کے معیار پر پورا اتر سکے۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ لیکن اس بار ٹاپ پرائز کی پوری دنیا میں پھیلی ہوئی انتہائی معتبر ایسٹیموں نے سائنس میں ہمارے ملک کے ڈاکٹر گمراہم کی انسان کے ذہنی خلیات پر ریسرچ کو انعام کے قابل ٹھہرایا۔ اور اس طرح ڈاکٹر گمراہم کا نام جتنی کمیٹی تک پہنچ گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک پاکیشیائی نژاد سائنسدان ڈاکٹر زبیری کا نام بھی متقلب کے طور پر سامنے آگیا۔ ڈاکٹر زبیری کو پاکیشیائی نژاد ہے۔ لیکن وہ بویل عرصے سے گمریٹ لینڈ کی لیبارٹریوں میں کام کر رہا ہے۔ لیکن بہر حال ہے تو وہ پاکیشیائی۔ اگر اسے انعام مل جاتا تو یقیناً پاکیشیا کا نام بھی سائنس کی دنیا میں صف اول کے ملکوں میں شامل ہو جاتا۔ اب پرائز ٹرسٹ کا ہیڈ کوارٹر ویسٹرن کارمن میں ہی ہے۔ البتہ اس ٹرسٹ کی جائیدادیں یورپی اور امریکی ملکوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ٹرسٹ کا چیئرمین آج کل ایک نوجوان لارڈ رابنسن ہے۔ جو اپنے باؤا جداد کی طرح اصولوں کے معاملے میں خطرناک حد تک سخت گیر ہے۔ پہلے مجھے اس کا احساس نہ تھا۔ کہ لارڈ رابنسن جیسا نوجوان آدمی اصولوں کے معاملے میں اس حد تک چلا جائے گا۔ بہر حال

انعام کا انتخاب کرنے والی فائنل کمیٹی کے آٹھ ممبران ہیں۔ جو
سے چار تو ظاہر ہیں لیکن چار کے متعلق کسی کو علم نہیں ہے۔ ا
لارڈ رابنسن کو بھی علم نہیں ہے۔ وہ بھی صرف اخبارات میں محف
اعلان کر دیتا ہے۔ کہ فلاں فلاں موضوع پر فلاں فلاں ملکوں
سائنسدان ادیبوں وغیرہ کے ناموں کا انتخاب کیا گیا ہے
کے بعد ایک مخصوص وقت میں اس کمیٹی کے ممبران کی را
اچانک ٹرسٹ میں پہنچ جاتی ہے۔ اس کے بعد فائنل کمیٹی
سے اکثریت رائے سے انعام کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ اس
ڈاکٹر گمراہم کا نام چونکہ فائنل کمیٹی کے سامنے آیا تھا۔ اس
میں مستعد ہو گیا۔ پھر میں نے انتہائی کثیر دولت خرچ کر کے
ان ظاہر ممبران کو بلیک میل کر کے ان سے ڈاکٹر گمراہم کا
کرانے کی بے حد کوشش کی۔ یہ سب سائنسدان مختلف
کے تھے۔ لیکن میری یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ لارڈ ر
کی دولت اور بلیک میلنگ کے باوجود ان چاروں نے جا
طور پر کوئی فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اب تو میں بے حد
ہوا۔ کیونکہ اس طرح انتقامی طور پر وہ ڈاکٹر گمراہم کا نام تجویز
چنا پنچہ میں نے آخری چارہ کار کے طور پر ان سے معافی مانگی او
لیا کہ وہ فیصلہ کرتے وقت کوئی انتقامی کارروائی نہ کریں گے
میرے دل میں بہر حال خدشہ موجود تھا۔ لیکن جب ان چاروں
کا فیصلہ سامنے آیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ کہ کثیر دوا
دینے کے باوجود ان چاروں کا فیصلہ ڈاکٹر گمراہم کے حق میں

میں سمجھ گیا۔ کہ یہ بڑے بڑے سائنسدان واقعی پاگل ہیں۔ اگر انہوں
نے یہی فیصلہ کرنا تھا تو دولت تو حاصل کر لیتے۔ لیکن بنجانے یہ
لوگ کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ کہ انہیں صرف اصول پسند ہیں۔
بہر حال اس کے بعد ایک اور بات سامنے آگئی کہ چار خفیہ ممبران
کا فیصلہ ڈاکٹر زبیری کے حق میں چلا گیا۔ اس طرح دونوں کے ووٹ
برابر ہو گئے۔ اور فیصلہ اس صورت میں لارڈ رابنسن کے ہاتھ میں چلا
گیا۔ اگر وہ اپنا ووٹ ڈاکٹر گمراہم کے حق میں دے دے تو ڈاکٹر
گمراہم کے پانچ ووٹ بن جاتے۔ اور ڈاکٹر گمراہم ٹاپ پیمانہ کا حقدار
بن جاتا۔ اور اگر اس کا ووٹ ڈاکٹر زبیری کی طرف جاتا تو وہ انعام
کا حقدار بن جاتا۔ لارڈ رابنسن چونکہ دیسٹرن کارمن میں رہتا تھا اور
نوجوان تھا۔ اس لئے مجھے یقین تھا۔ کہ وہ میری طاقت کو اچھی طرح
جانتا ہو گا۔ چنانچہ میں نے اسے پیغام بھیج دیا۔ کہ وہ اپنا ووٹ ڈاکٹر
گمراہم کے حق میں دے۔ لیکن پھر یہ اطلاع پا کر میری حیرت کی انتہا
نہ رہی کہ ایک غیر رسمی غفلت میں اس نے ڈاکٹر زبیری کے حق میں فیصلہ
دینے کا اشارہ کیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس کا یہ فیصلہ سن کر
مجھے بے حد غصہ آیا۔ میں نے اسے دھمکی دے کر اپنی بات منوانے
کی کوشش کی۔ لیکن پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ میرے خوف سے
روپوش ہو گیا ہے۔ لیکن اس کی ایک فارن فون کال کیج کر لی گئی۔
جس میں اس نے پاکیشیا کے علی عمران کو ساری صورت حال بتا
دی۔ وہ اس کا کلاس فیلو اور دوست رہا تھا۔ عمران خود تو فوری طور
پر سامنے نہ آیا۔ البتہ اس نے ایکرمییا میں موجود اپنے آدمی ٹرومین کو

آگے کر دیا۔ اور پھر جب مجھے اس فون کال کا علم ہوا تو میں غصے سے
 ہو گیا۔ اور میں نے اپنی بات منوانے کے لئے اُسے اس کی بیوی
 اور دو بچوں سمیت اغوا کر لیا اور پھر میں نے لارڈ رابنسن اور اس کی
 کے سامنے اس کے بچوں پر تشدد شروع کر دیا۔ تاکہ وہ مجبور ہو
 اپنا فیصلہ بدل دے۔ لیکن وہ بھی سچلے کس مٹی کا بنا ہوا ہے
 کہ اپنے بچوں کی ہولناک چٹخیں سننے کے باوجود اس نے فیصلہ
 سے انکار کر دیا۔ جس پر میرا غصہ مزید بڑھ گیا۔ لیکن اُسی لمحے
 اور واقعہ ہوا۔ اس ٹرمین کو میرے ایک سیکشن انچارج کے
 علم ہو گیا۔ کہ میں لارڈ رابنسن اور اس کے بیوی بچوں کو ٹارچر
 میں لے گیا ہوں۔ چنانچہ وہ اکیلا ہی ایکس ہاؤس میں داخل ہوا
 اور وہاں سب کا خاتمہ کر کے وہ مجھ تک پہنچ گیا۔ وہ اس طرح
 آیا تھا کہ مجبوراً مجھے اپنی جان بچانے کے لئے وہاں سے نکلنا پڑا
 اور وہ ٹرمین لارڈ رابنسن اور اس کے بیوی بچوں کو میرے قید
 سے نکال لے گیا۔ بہر حال میں نے کم کے ذمہ ان کی برآمدگی کا
 ذمہ داری لگا دی۔ کم نے روٹ کے ایک سیکشن انچارج
 کا پتہ لگایا جس سے ٹرمین کو لارڈ رابنسن کی ایکس ہاؤس میں
 موجودگی کا علم ہوا تھا۔ زیکو کی مدد سے ٹرمین زرشا بار کے
 خفیہ راستے سے نکلے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ زیکو کو غدا دی۔
 جرم میں موت کی سزا دے دی گئی۔ ٹرمین پر تشدد کم کے
 میں نے جب لارڈ رابنسن کا پتہ چلانے کی کوشش کی تو اس
 نے عیاری سے ایک دور دراز قصبے کا غلط پتہ بتا دیا۔ میر

وہاں گیا تو پیچھے ٹرمین میرے آدمی کو ہلاک کر کے نکل گیا۔ اس کے
 بعد کم نے ایک بلیو کارڈ ہو لڈر ہالٹیڈ سے کاکھوج نکالا اور وہاں جدید
 ترین سائنسی آلات نصب کرنے سے معلوم ہوا کہ وہاں علی عمران
 کا ایک آدمی ٹائیگر عرف کوبرا بھی موجود ہے۔ اور ٹرمین بھی۔ اور
 انہوں نے وہاں روٹ کے سابقہ چیف ایگزیکٹو کو بھی بلوایا ہے۔
 اور اس نے ہیڈ کوآرڈر کی تمام تفصیلات بھی حاصل کی ہیں۔ اور یہ
 سازش بھی تیار کی ہے کہ مجھے ہلاک کر کے ایک وزیر مملکت کی مدد
 سے ایگزیکٹو کو دوبارہ روٹ کا سربراہ بنا دیا جائے۔ اس کے
 ساتھ ہی یہ بھی علم ہو گیا کہ پاکیشیا سے عمران بھی اپنے ساتھیوں
 کے ساتھ اس مشن کے لئے یہاں ویسٹرن کارمن پہنچنے والا ہے۔
 ان کی گفتگو سے یہ بھی علم ہو گیا کہ ٹرمین نے ایکرمییا میں لارڈ
 رابنسن کو کہاں چھپایا ہوا ہے۔ چنانچہ میرے حکم پر کم نے ان
 سب کی گرفتاری کے لئے منصوبہ بندی کی۔ اور پھر انتہائی ذہانت
 سے اس نے ٹائیگر اور ٹرمین کو اس طرح اغوا کر لیا کہ بلیو کارڈ
 ہو لڈر ہالٹیڈ سے کو اس کا علم بھی نہ ہو سکا۔ ایکرمییا سے لارڈ
 رابنسن کو بھی اغوا کر لیا گیا۔ ایگزیکٹو کو بھی اغوا کر لیا گیا اور
 ادھر عمران اپنے ساتھیوں جن میں ایک سولس نژاد عورت
 جو لیا ہے۔ جیسے ہی ایرپورٹ پر اترا انہیں بھی انتہائی ذہانت
 سے بے ہوش کر کے اغوا کر لیا گیا۔ اس طرح یہ سب لوگ زیر
 ہاؤس میں اکٹھے کر دیئے گئے۔ جہاں سے ان کا نکل جانا ناممکن
 تھا۔ میں انہیں ہلاک کرنے کے لئے وہاں پہنچا۔ مگر اس علی عمران

نے انتہائی عیادی سے میرے ذہن میں ایک خطرہ ڈال دیا اس کے پاس کوئی ایسا بھم موجود ہے جس سے پوری عمارت راکھ بن سکتی ہے۔ میں نے خود رسک لینا مناسب نہ سمجھا اپنی جگہ کم کو بھیج دیا۔ پھر اچانک علم ہوا کہ وہ زید و مآدس کنٹرول روم پر قبضہ کر چکے ہیں اور کم کو انہوں نے ہلاک ہے۔ میں نے زید و کنٹرول روم اڑا دینے کا حکم دے دیا۔ میں پتہ چلا کہ وہاں ان میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ وہاں روٹ افراد کی لاشیں پڑی تھیں۔ اور وہ زید و مآدس پیشل دیگن پر فرار ہو گئے ہیں۔ پیشل دیگن کھڑی شارم کے ساتھ پیبلک پارکنگ میں خالی کھڑی مل گئی۔ چنانچہ میں سرچنگ سیکشن کے ٹوٹی کو حکم دے دیا کہ انہیں فوری تلاش کیا جائے۔ اور تمہیں کم کی جگہ دینے کے لئے یہاں ہے۔ یہ ہے اب تک کی تمام تفصیل۔ اور اب سنو۔ تمہارے یہاں مشن یہی ہے کہ تم عمران اس کے ساتھیوں اور رٹویدہ خاتمہ کر دو۔ لارڈ رابنسن کی ہلاکت ہمارے خلاف ہو جاوے اس لئے اسے ہلاک کرنے کی بجائے اُسے اس بات پر مجبور کر دے کہ وہ اپنا فیصلہ ڈاکٹر گراہم کے حق میں کر دے۔ ختم کے اعلان میں ابھی پچیس روز باقی ہیں اور ہمیں اس اعلان پہلے اُسے ہر قیمت پر اس بات پر مجبور کر دینا ہے۔“ کہنے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور چونکہ وہ مسلسل رہا تھا۔ اس لئے بات ختم کر کے وہ لمبے لمبے سانس لینے

کرافٹ خاموش بیٹھا ساری تفصیل سناتا رہا۔

”باس۔ لارڈ رابنسن کی بیوی بچے کہاں ہیں۔ کیا وہ ان کے ساتھ ہیں۔“ کرافٹ نے پوچھا۔

”ادہ نہیں۔ جس جگہ لارڈ رابنسن چھپا ہوا تھا۔ وہاں اس کی فیملی موجود نہ تھی۔ گو میں نے زید و مآدس میں لارڈ رابنسن کو یہی بتایا تھا کہ اس کی بیوی اور بچے میں نے یرغمال بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن اصل بات یہی ہے کہ وہ ہمارے ہاتھ لگے ہی نہیں۔“ کرافٹ نے جواب دیا۔

”تو اب یہ سارا گروپ صرف یہی چاہتا ہے کہ لارڈ رابنسن ڈاکٹر گراہم کی بجائے ڈاکٹر زبیری کے حق میں اپنا فیصلہ بد قرار رکھے۔ تاکہ ڈاکٹر زبیری کو اس سال سائنس کا ٹاپ پرائز مل جائے۔“ کرافٹ نے کہا۔

”ہاں۔ ایک تو یہ اور دوسرا یہ کہ وہ مجھے ہلاک کر کے میری جگہ ایگزیکٹو ریکو دینا چاہتے ہیں۔ گو میں نے ذیما عظم سے کہہ کر اس ذیما عظم کو عہدے سے برخاست کر دیا ہے۔ لیکن ذیما عظم اور صدر اصل میں دونوں میرے خلاف ہیں وہ صرف میری طاقت کی وجہ سے مجبور ہیں۔ لیکن اگر مجھے ہلاک کر دیا گیا تو پھر وہ لازماً ایگزیکٹو ریکو میری جگہ روٹ کا سربراہ بنا دیں گے۔ اس لئے میں ہر قیمت پر اس پورے گروپ کی ہلاکت چاہتا ہوں۔“ کرافٹ نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ میں نے حلف لیا ہے کہ آپ کی

سلامتی کا تحفظ کر دوں گا۔ اس لئے میں یہ عہد پورا کر دوں گا۔ اد
دیکھیں گے کہ میں کس طرح اس گمروپ کا خاتمہ کرتا ہوں۔
نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ مجھے تم سے یہی امید ہے۔ اور سنو۔ میں نے ف
ہے کہ جب تک اس گمروپ کا خاتمہ نہیں ہو جاتا میں ایک
خفیہ مقام پر رہوں گا۔ جس کا علم میری ذات کے علاوہ ا
نہیں ہے۔ میرا صرف تم سے رابطہ رہے گا۔ وہ بھی تقر
پیشل ٹرانسمیٹر کے ذریعے۔ جس کی کال کو چیک نہیں کیا
باقی تمام مشن تم نے اپنے طور پر مکمل کرنا ہے۔ مجھے یقین
تم اس گمروپ کو بھی ہلاک کر دو گے اور اس لارڈ رائیڈ
بھی مجبور کر دو گے کہ وہ اپنا فیصلہ ڈاکٹر گراہم کے حق میں
کر سٹائن نے کہا۔

”یس باس۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ اب معاملات ک
کے ہاتھ میں ہیں اور کرافٹ ایسے معاملات سے نمٹنا اچھ
جانتا ہے۔ ایسے بے شمار کیس میں نے نمٹائے ہوئے ہیں
لئے معمولی بات ہے۔“ کرافٹ نے جواب دیا اور کمر
نے سامنے رکھے ہوئے انٹرکام کا ریسیور اٹھایا اور ایک
پریس کر دیا۔

”یس باس۔“ دوسری طرف سے ایک نسوانی
سنائی دی۔ یہ اس کی آفس سیکریٹری مارکین کی آواز تھ
”مارکین۔ میں نے کم کی ہلاکت کے بعد کرافٹ کو اس

آپ ترقی دے دی ہے۔ اب کرافٹ ہیڈ کوارٹر کا اینچارج بھی ہو گا اور
رافٹ کا نمبر ٹو باس بھی۔ ریڈ اینڈ بلیک روٹس اب میرے
بعد اس کے حکم کی تعمیل اپنا فرض سمجھیں گے۔ تم کرافٹ کا یہ
ملکہ تقر نامہ تیار کر کے فوراً میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ میں اس پر
لیے دستخط کر کے اسے قانون بنادوں۔ اس کے بعد اس تقر نامے
بسی کوریڈر روٹس اور بلیک روٹس کے تمام سیکشنز اور ہیڈ کوارٹر
ڈی کے تمام افراد تک پہنچا دو۔“ کرافٹ نے تسکیناً لہجے
سنا میں کہا۔

”یس باس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر تقریباً
دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور نوجوان اور خوب صورت لڑکی
اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ اس نے
فائل بٹھے موڈ بانہ انداز میں کرافٹ کے سامنے رکھ دی۔
”مبارک ہو کرافٹ۔“ مارکین نے مسکراتے ہوئے کرافٹ
سے مخاطب ہو کر کہا۔

”شکریہ مارکین۔“ کرافٹ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب
ڈیا۔ اور کرافٹ نے فائل کھول کر دستخط کئے اور اپنی دراز میں
مجموعہ سے اپنی خصوصی مہر نکال کر اپنے دستخطوں کے نیچے ثبت کر دی اور
مارکین فائل لے کر واپس چلی گئی۔

”آپ کے اس اعتماد کا شکریہ باس۔ اب مجھے اجازت دیجیے
تاکہ میں معاملات پر مکمل کنٹرول حاصل کر کے اپنے مشن کا آغاز کر
سکوں۔“ کرافٹ نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اور کے۔ تم جاسکتے ہو۔ کمرٹائی نے سر ملاتے ہو۔
جواب دیا۔ اور کمرٹائی نے اٹھ کر باقاعدہ فوجی انداز میں کمرٹائی
کو سیلوٹ کیا اور پھر دروازے کی طرف مرگیا۔ اس کے با
جائے کے بعد کمرٹائی ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھا اور
کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں سے ایک خفیہ راستہ ہیٹ
سے باہر جاتا تھا۔ یہ راستہ انتہائی خفیہ تھا۔ اور اس نے ا
کے بعد خود سربراہ بن کر اسے تیار کر لیا تھا۔ اس لئے اُسے
تھا کہ اس راستے کا سوائے اس کے اور کسی کو بھی علم نہیں
سکتا۔ مگر اُسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ الیگزینڈر نے ٹرادیٹر
ٹائیگر کو ہیٹ کو آرٹھر کے بارے میں نہ صرف مکمل تفصیلا
دی ہیں۔ بلکہ اندرونی نقشہ بھی بنا کر دے دیا ہے۔ اور
انتظامات کی بھی تفصیل بتا دی ہے۔ لیکن اُسے اس بارے
کوئی تشویش نہ تھی۔ کیونکہ الیگزینڈر کے بعد اس نے ہیٹ
کے حفاظتی نظام کو نہ صرف یکسر تبدیل کر دیا تھا بلکہ دہان
تیرین سائنسی حفاظتی انتظامات بھی کئے ہوئے تھے۔ آپریشن
بھی اس نے خود تیار کر لیا تھا۔ جس کا انچارج میکارڈ تھا۔
وہ روٹس کے تمام سنٹرز کی سائنسی طور پر نگرانی کرتا رہتا
لئے اُسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہیٹ کو آرٹھر
بھی نہ گھس سکیں گے۔ لیکن اس کے باوجود اس نے خود خفیہ
پر چھپنے کا فیصلہ اس لئے کیا تھا کہ وہ اپنی جان کو کسی طرح
تسم کے خطرے میں نہ ڈالنا چاہتا تھا۔

ڈسٹرکٹ کارمنٹس کے دارالحکومت سے تقریباً چالیس
کومیٹر دور ایک چھوٹے سے قصبے جارا کی ایک عمارت میں
س وقت عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس عمارت
کا تعلق الیگزینڈر سے تھا۔ لارڈ رابنس۔ ٹائیگر اور صفدر تینوں
میں سے زخمی تھے۔ عمران اور ٹرادیٹر جب زخمی و جاؤس سے باہر
موجود افراد کے خاتمے میں مصروف تھے کہ انہوں نے اس کمرے
کی طرف سے خوف ناک دھماکے کی آواز سنی جس میں ان کے ساتھی
موجود تھے۔ چنانچہ وہ تیزی سے دہان پہنچے تو انہوں نے دیکھا
کہ کمرے کا فرش اس طرح اکھڑ گیا تھا۔ جسے فرش کے نیچے
انتہائی طاقتور بم پھٹ پڑا ہوا اور پتھروں کے ٹکڑے کی وجہ سے لارڈ
رابنس۔ ٹائیگر اور صفدر تینوں شدید زخمی ہو چکے تھے۔ جب کہ
الیگزینڈر۔ جولیہ اور تنویر معمولی سے زخمی تھے۔ البتہ دہان فرش

بے ہوش پڑا ہوا کم مرچکا تھا۔ چونکہ وہ پہلے ہی زیر و بار
میں موجود مسلح افراد کا غامتہ کر چکے تھے۔ اور اپنے ساتھ
اس طرح زخمی ہونے کی وجہ سے انہیں فوری طور پر دہانہ
پڑا۔ اور عمران نے وہاں موجود ایک دیگن استعمال کی۔
نے اُسے دیگن کے متعلق بتایا کہ یہ پیشل دیگن ہے۔ اس
اندرا ایسے آلات موجود ہیں جن سے فوری طور پر اس کی نش
ہو سکتی ہے تو عمران نے دیگن کو فوری طور پر کہیں چھوڑنے کا
کر لیا لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ خود اور اپنے زخمی ساتھ
فوری طور پر کہاں لے جائے جہاں ان کا علاج بھی ہو سکے
روٹ کی دستبرد سے بھی محفوظ رہ سکیں۔ یہاں ایگزینٹ
کام دکھایا۔ اس نے پیکی پارکنگ میں موجود ایک آ
سی دیگن چوری کرنے کی تجویز دیتے ہوئے انہیں اس
قصبے میں چلنے کے لئے کہا۔ جہاں ان کے لئے ضرورت کا
بھی موجود ہوگا۔ اور وہ ریڈ روٹس سے بھی محفوظ ہوں گے۔
عمران نے اس کی تجویز پر فوری طور پر عمل درآمد کیا۔ فوری
قریب ترین پیکی پارکنگ میں جا کر اس نے پیشل دیگن
پہلے سے موجود ایک عام سی دیگن کے ساتھ روکا اور
نے اس دیگن کا دروازہ آسانی سے کھول کر اپنے زخمی
اس میں منتقل کیا۔ اور ماسٹر کی مدد سے اس نے دیگن
بھی کر دیا۔ ایگزینٹ کی رہنمائی میں وہ وہاں سے نکل کر
سے ذرا باہر ایک زرعی فارم میں آئے۔ یہاں انہوں

میں کو چھوڑا اور فارم میں موجود ایک جیب کو چوری کر لیا۔ پھر
فی سفر انہوں نے جیب سے کیا۔ اور آخر کار وہ اس عمارت
پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر ٹرومین اس جیب کو ٹھکانے لگانے کے
نے واپس دار الحکومت چلا گیا۔ جانے سے پہلے اس نے ماسک
کے اب آپ کم کے اپنا علیہ بدل لیا تھا۔ جب کہ اسی دوران عمران
عمارت میں موجود میڈیکل باکس کی مدد سے لارڈ رابنس۔ ٹائیگر
سفر کی بینڈ ریج کر دی اور وہ تینوں اب خطرے سے باہر ہو
گئے۔ اب انہیں ٹرومین کی واپسی کا انتظار تھا۔ تاکہ اس
نے آئے کے بعد آئندہ کے لئے کوئی لائحہ عمل تجویز کر لیا جائے۔
عمران صاحب۔ آپ جادو بھی جانتے ہیں۔ اچانک
بینڈ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
جادو۔ ہاں۔ لیکن صرف وہ جادو جو سر چپٹھ کر بولے۔
نے مسکراتے ہوئے اپنی مقامی زبان کے محاورے کا
کہتے ہوئے کہا۔
سر چپٹھ کر بولے۔ کیا مطلب۔ ایگزینٹ رظاہر
اس محاورے کا مطلب نہ سمجھ سکتا تھا۔
دیکھیں ایگزینٹ صاحب۔ آپ نے یہ تو پڑھا ہوگا کہ جادو گر
کسی طوطے۔ چڑیا۔ مینا میں ہوتی ہے۔ عمران نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔
ہاں۔ بچپن میں کہا نیوں میں پڑھا تو تھا مگر..... ایگزینٹ
عمران ہوتے ہوئے کہا۔

"بس میری جان بھی ایسی ہی ایک مینا میں ہے۔ جو خواہ
بھی ہے اور بولنے والی بھی۔ اب میں چاہتا ہوں کہ وہ خواہ
مینا میرے سر پر چڑھ کر میٹھی میٹھی باتیں کرے تاکہ میرا جادو
ہو جائے۔ لیکن مینا میرے سر پر چڑھ کر بولنے سے کتراتے۔
اس کا کہنا ہے کہ اس وقت سر پر چڑھے گی جب بڑھاپے کی
سے میرے سر کے بال جھڑ جائیں گے۔ اور جیسے کہا نیو
جن اور دیو ہوتے ہیں جو مینا کو بہکتے ہیں۔ اس طرح ایک
بھی ہر وقت مینا کے ساتھ ساتھ رہتا ہے جو اسے بہکا رہا
ہے۔ اگر آپ کو یقین نہ آ رہا ہو تو آپ بے شک جویا اور
سے پوچھ لیں۔" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں بات
ہوتے کہا۔ اور جویا نے تو مسکراتے ہوئے ہونٹ بھینچ
جب کہ تنزیہ نے غصے سے آنکھیں نکالنا شروع کر دیں۔ کہ
دونوں عمران کی بات کا مطلب بخوبی سمجھ گئے تھے۔

"تو ہیں سوائے ان فضول باتوں کے اور بھی کچھ آتا ہے؟
تنزیہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دیکھا الیگزینڈر صاحب۔ اب آپ خود ہی دیکھ لیں
اس قدر کا دٹ ہو دیاں جادو کیسے سر پر چڑھ کر بولے۔
عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور الیگزینڈر
کی بات سن کر شدید حیرت سے پلکیں جھپکاتا رہا تھا ایک لمحہ
کر سنس پڑا۔

وہ جویا کے چہرے پر پیدا ہونے والی کیفیت اور تنزیہ

لہجے سے اب عمران کی رمزیہ گفتگو کو کسی حد تک سمجھ گیا تھا۔
"عمران صاحب۔ میرا مطلب یہ تھا کہ آخر آپ نے دیاں اس
شیشے کو کیسے توڑ لیا۔ میں تو سوچ سوچ کر تھک گیا ہوں۔ لیکن اس کی
کوئی توجیہ میری سمجھ میں نہیں آتی مجھے تو واقعی یہ کسی جادو کا ہی
کہ شہ لگتا ہے۔" — الیگزینڈر نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ
عمران کوئی جواب دیتا۔ ٹو دین کمرے میں داخل ہوا۔
"کیا ہوا؟" — عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے اُسے وہیں زرعی فارم کے قریب چھوڑ دیا ہے۔ جہاں
سے اُسے اڑایا تھا اور خود عام مسافر بس میں بیٹھ کر واپس آیا
ہوں۔ اس طرح اب ریڈ روڈس ہمارا سراغ نہ لگا سکیں گے۔
ٹو دین نے کمرے پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو۔ یہ مسئلہ تو حل ہو گیا۔ لیکن اب ہمیں کوئی لائحہ عمل تجویز کر
لینا چاہیے۔ اس طرح چھپ کر بیٹھے رہنے سے مسئلہ حل نہیں
ہو سکتا۔ اور لارڈ رابنسن کی بیوی اور بچے بھی اس کمرے کے
تھفنے میں ہیں۔ کہیں انتقاماً انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔
اس لئے ہمیں فوری طور پر نہ صرف حرکت میں آ جانا چاہیے۔ بلکہ
بزرگوار وائی بھی کمرے میں چاہیے۔" — عمران نے کہا۔

"اوہ۔ وہ کمرے کے سٹائن جھوٹ بول رہا تھا۔ لارڈ رابنسن کی بیوی اور
دونوں بچوں کو میں نے شروع سے ہی علیحدہ جگہ رکھا تھا۔ اور اس
علم لارڈ رابنسن کو بھی نہیں تھا۔ میرے ذہن میں پہلے سے یہ خدشہ موجود
تھا۔ اور دیاں بلا لیڈرے بار میں گفتگو ہوئی تھی۔ اس میں صرف اس جگہ

کا ذکر ہوا تھا جہاں اکیلا لارڈ رائسن تھا۔ ٹردین نے مسکرتے ہوئے جواب دیا تو عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

”دیر ہی گڈ ٹردین۔ تمہاری اس بات نے میرے اعصاب پر ایک بوجھ ہٹا دیا ہے۔ ورنہ مجھے لارڈ کی بیوی اور معصوم بچوں فکر کھائے جا رہی تھی۔ کہ وہ پاگل کر سٹائن لازماً انتقامی کارروائی کی صورت میں ان پر اپنا ظلم توڑے گا۔ اب میں اطمینان سے کے خلاف کام کر سکوں گا۔“ عمران نے مطمئن انداز میں کہا۔

”ویسے لائیک عمل کیلئے کرنا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کے بارے تفصیلات کا ہمیں علم ہے۔ کرسٹائن لازماً وہیں موجود ہوگا۔ اس لئے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر اس کا خاتمہ ہی کرنا ہے اور کیا ہے۔“ ٹردین نے کہا۔

”نہیں۔ جہاں تک میں اس کرسٹائن کی فطرت کو سمجھا ہوں اپنی جان کے معاملے میں حد درجہ بزدل آدمی ہے۔ اور ویسے ظالم اور جاہل آدمی کو اپنی جان کی سلامتی کا خوف سب سے ہوتا ہے۔ اور اب جب کہ ہم اس کے قبضے سے نکلی آئے اس نے لازماً ہیڈ کوارٹر چھوڑ کر کسی خفیہ جگہ پناہ لی ہوگی۔ اور اس خفیہ جگہ کو ٹریس کرنا ہے۔ کیونکہ ہمارا مقصد سرکاری ایجنسی روٹ کو تباہ کرنا نہیں صرف اس ظالم آدمی کا خاتمہ جس نے پورے ویسٹرن کارمن کے شریف لوگوں کی زندگیاں کو رکھی ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ میں کرسٹائن

آتی طور پر جانتا ہوں وہ حد درجہ بزدل آدمی ہے۔ لیکن آپ تو جادو جانتے ہیں۔ اس لئے آپ یہاں بیٹھے بیٹھے اس کا خفیہ مقام تلاش کر سکتے ہیں۔“ ایگزینیٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔

”کیا مطلب۔ عمران صاحب جادو جانتے ہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔“ ٹردین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے دیکھا نہیں کہ انہوں نے کس طرح بلٹ پروف شیشہ لٹایا۔ کیا یہ جادو نہیں ہے۔ چلتے یہ اسے تسلیم کریں یا نہ کریں۔ لیکن میں نے اپنی آنکھوں سے ان کے جادو کا مظاہرہ دیکھ لیا ہے۔“ ایگزینیٹر نے کہا۔ اور اس بار ٹردین بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ عمران صاحب کو نہیں جانتے ایگزینیٹر صاحب۔ میں یہ جانتا ہوں ان سے ٹکرایا تھا۔ اور پھر میرا جو حشر ان کے ہاتھوں ہوا تھا۔ میرا بھی یہی خیال تھا کہ جادو گم ہے۔ لیکن بعد میں مجھے پتہ چلا کہ اصل جادو انسان کی ذہانت ہے۔“ ٹردین نے کہا۔

”لیکن صرف ذہانت سے بلٹ پروف شیشہ تو نہیں ٹوٹ سکتا۔“ ایگزینیٹر کی سوئی ایک ہی جگہ اٹکی ہوئی تھی۔

”ایگزینیٹر صاحب۔ موجودہ دور کا سب سے بڑا جادو سائنس ہے اور جو آدمی سائنسی کلیوں کو بروقت اور صحیح طور پر استعمال کرے وہ واقعی جادو گم بن جاتا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ شیشہ ویسے ٹوٹا تھا۔ تاکہ آپ کو یقین آ سکے کہ ابھی جادو سرچھڑا کر لوٹنے کو نہیں لگا۔“ عمران نے کہا اور اس بار ایگزینیٹر بھی ہنس پڑا۔

کیونکہ اب وہ عمران کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

”اچھا بتائیں۔“ ایگزینیٹر نے ایسے لہجے میں کہا جیسا کہ کسی طرح بھی اس کی معقول اور قابل قبول توجیہ پیش نہ کرے۔ اُسے بھی آخر کار تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس نے واقعی یہ سب کی بنا پر کیا ہے۔

”تم نے دیکھا تھا کہ جس کمرے میں ہم موجود تھے۔ وہاں کہ دروازہ یا روشندان نہیں تھا۔ وہ بالکل ہوا بند کمرہ تھا۔ نے آکر کمرہ سٹائن کو کہا تھا کہ ہم پر ایس ریز کا فائر کھول کر کمرے۔ بس یہیں سے میرے جادو کا آغاز ہو گیا۔ مجھے کہ ایس ریز انتہائی جدید قاتل شعاعیں ہیں۔ اس لئے اس اتنا پتہ ہو گا کہ ایس ریز سے کسی بھی انسان کا خون ایک لے جا سکتا ہے۔ لیکن اُسے اس کی سائنسی ماہیت کی تفصیل ہو گا۔ چنانچہ میں نے اُسے چکر دیا۔ کہ اگر اس نے ہوا بند ایس ریز کا فائر کیا تو دیواریں اڑ جائیں گی۔ اس سے میرا اور تھا۔ اور میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ کم کمرے بڑا ایگزینیٹ فین چلانے کے لئے کسی آپریشن روم میں گیا چنانچہ اس کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں بلٹ پروف شیشے کی مخصوص تکنیک کو سامنے رکھتے ہو۔ مرکز تلاش کر لیا۔ ہر شیشہ جب تیار کیا جاتا ہے تو اس کی کمزور ترین جگہ اس کا مرکز ہوتی ہے۔ اگر اس مرکز کو مزید کم جائے تو شیشے کو آسانی سے توڑا جا سکتا ہے۔ اگر یہ عام

تو اس کا مرکز تلاش کر کے میں اس کی مدد سے خود اپنے ہاتھوں سے عملاً اسے توڑ لیتا۔ لیکن چونکہ یہ خصوصی ساخت کا شیشہ تھا۔ اس لئے اسے توڑنے کے لئے خصوصی پریشہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ میں نے بھجوا کر مرکز پر خراشیں ڈالیں اور اس کے مرکزی نقطے پر ضربیں لگا کر اُسے کافی کمزور کر دیا۔ اس دوران کمرے کا ایگزینیٹ فین پوری قوت سے چل پڑا۔ اور اتنا تو تم بھی جانتے ہو گے کہ جب ہوا بند کمرے میں کوئی طاقتور ایگزینیٹ فین اچانک چل پڑے۔ تو ہوا پوری میں اتوت سے حرکت کرتی ہے۔ اور کمرے کی دیواروں پر اس کی اس غلوں حرکت کا زور دار پریشہ پڑتا ہے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ ایگزینیٹ فین کو م کے چلتے ہی کمرے کی بند ہوا انتہائی تیز رفتاری اور قوت سے حرکت میں آتی۔ اس نے باقی دیواروں کے ساتھ ساتھ اس دیوار پر بھی اعلم پریشہ ڈالا جس میں وہ شیشہ نصب تھا۔ شیشے کا مرکز میں پہلے ہی بے کمزور کر چکا تھا۔ اس لئے اس قدر پریشہ وہ برداشت نہ کر سکا تھا۔ نصد اس میں کریم پڑ گئے۔ اس طرح اس کی وہ خاص خصوصیت ختم ہو گئی اور پھر ایک کے سے شیشہ ٹوٹ گیا۔ اور جادو مکمل ہو گیا۔

گاہ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور ایگزینیٹر کی آنکھیں حیرت اس سے پھیلتی چلی گئیں۔ وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کے سامنے عمران کی بجائے کسی اور سیارے کی مخلوق بیٹھ بیٹھی ہوئی ہو۔ جب کہ ٹر دین کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ البتہ جویا رکھ اور تنویر دونوں کے ہنروں پر فخریہ تاثرات ابھر آئے تھے۔ بہر حال عمران ان کا ہی ساکتی تھا۔

"کمال ہے حیرت ہے۔ ایسی ذہانت اور اس کے ایسے استعارے میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ اور اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ اس کمرسٹائن کے دن گئے جا چکے ہیں۔ اس نے دیسٹرن کارمن پر جو بے پناہ ظلم کئے ہیں ان میں کسی نہ کسی کی بد دعا کے نتیجے یہاں آئے ہو۔" الیگزینڈر نے انتہائی عقیدت بھرے میں کہا۔ اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔ "یہ دیکھ کے نتیجے میں تو عذاب کے فرشتے آتے ہیں۔ اور آپ نے کہہ کر مینا کو اور خود فرزدہ کر دیا ہو گا۔" عمران نے بڑے مدد سے لہجے میں کہا۔ اور اس بار الیگزینڈر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس اٹھا۔ "اب یہ فضول باتیں ہی کہتے رہو گے یا آگے کام کرنے کا ہلکا سا عمل طے کر دو گے۔" جولیانے مصنوعی غصے سے آنکھ نکالتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ مس جو لیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ریڈ روڈ۔ منظم اور باد سائل تنظیم ہے۔ اور پھر پورے دیسٹرن کارمن کا انتہائی سخت کنٹرول بھی ہے۔ اس لئے ہمیں یوں مطمئن ہو کر جانا چاہیے۔ جب کہ ہمارے تین ساتھی زخمی بھی ہیں۔" ٹرڈو سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے ذہن میں ایک تجویز آتی ہے۔ اس کمرے کے بارے میں معلوم کرنے کی۔ میں نے اس پیشل دین میں فریکوئنسی ٹرانسمیٹر دیکھا تھا۔ اور وہ فریکوئنسی مجھے یاد ہے۔ میں فریکوئنسی پر ہیڈ کو آرڈر بات کرتا ہوں۔ اس طرح کمرسٹائن کے

معلوم ہو جائے گا۔ اگر وہ اب تک ہیڈ کو آرڈر میں ہے تو پھر ہم اس ہیڈ کو آرڈر میں ہی گھس جائیں گے۔ ورنہ کچھ اور سوچیں گے۔" عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ وہاں ہیڈ کو آرڈر میں ایسے آلات موجود ہیں۔ کہ وہ ٹرانسمیٹر کال کے ذریعے یہاں کا بیٹہ چلا لیں گے اور آپ کے اس طرح بات کرنے سے وہ لازماً مشکوک ہو جائیں گے۔"

ان کے لئے میرے ذہن میں ایک اور تجویز آتی ہے۔ کمرسٹائن کی ایک دوست عورت ہے۔ اس کا نام کمرسٹین ہے۔ طویل عرصے سے اس کے کمرسٹائن سے تعلقات چلے آ رہے ہیں۔ کمرسٹائن کی اس کی بہت مانتا ہے۔ یہ کمرسٹینا یارک کالونی کی ایک کوٹھی میں ٹھکانا نہ انداز میں رہتی ہے۔ اس کے تمام اخراجات بھی کمرسٹائن ہی اکرے رہا ہے۔ اگر کمرسٹائن ہیڈ کو آرڈر سے نکلا ہو گا تو پھر لازماً اس کو کمرسٹینا کے پاس ہی گیا ہو گا۔ یا کم از کم اس نے کمرسٹینا کو ضرور بتا دیا ہو گا۔ کہ وہ کہاں ہے۔ اس کمرسٹینا کے ذریعے آسانی سے کمرسٹائن کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔" الیگزینڈر نے

اب دیتے ہوئے کہا۔ "اس کا بیٹہ کیا ہے۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔ "یارک کالونی۔ کوٹھی نمبر اٹھائیس۔" الیگزینڈر نے کہا۔ "اد۔ کے۔ اب تم کہیں رہو۔ تاکہ ہمارے زخمی ساتھیوں کی دیکھ بھال ہو سکے۔ جو لیا بھی یہیں رہے گی۔ ٹرڈو دین اور تنویر نے میرے ساتھ جائیں گے۔" عمران نے کمرسی سے اٹھتے

www.urdukorner.com

ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ اور سنو تم کوئی نہیں کرو گے۔“ جولیانے اس طرح سخت لہجے میں کہا۔ اس نے اپنے فیصلے میں کسی ترمیم کی کوئی گنجائش ہی نہ رکھی اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ریگنے لگی وہ سمجھ گیا تھا کہ کیوں ساتھ جانا چاہتی ہے۔ ظاہر ہے مسئلہ عورت کا تھا۔ ”اوسکے۔ چلو۔ ہمیں میک اپ کر لینا چاہیے۔“ نے کہا۔

”سنو۔ میرا یہ اڈہ اس وقت کا ہے۔ جب میں رور سرباہ تھا۔ یہاں ہر چیز موجود ہے اور ایسے کاغذات بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ جو ہر لحاظ سے اصلی ہیں۔ ان پر موجود افراد کے فوٹو فرضی ہیں۔ ہو سکتے ہیں۔ ریڈ روٹ والے چیک کریں تو اگر تم ان کاغذات سے مطابقت میں آپ کر لو۔ اور کاغذات ساتھ رکھ لو تو پھر تم ہر لحاظ محفوظ ہو جاؤ گے۔ میں بھی یہاں موجود کاغذات کے مطابق آپ کر لوں گا۔ تمہارے ساتھ ویسے ہی نیچے خفیہ تہہ خانے میں ہیں۔ اس لئے اگر کوئی یہاں چیکنگ کے لئے آیا بھی اُسے آسانی سے ڈاج دے سکتا ہوں۔ لیکن تمہارے کاغذات بے حد ضروری ہیں۔“ الیگزینڈر نے اپنے ہونے کہا۔

”اب تو تم مجھے جادو کرنا دکھا رہے ہو مسٹر الیگزینڈر۔ تم

ن ہر چیز کا انتظام پہلے سے موجود ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور الیگزینڈر بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں اور پھر ایک گھنٹے بعد وہ نیلے رنگ کی کار میں بیٹھے اس قصبے سے نکل کر دارالحکومت کی طرف اڑے چلے جا رہے تھے۔ وہ سب بولیاں وقت مقامی میک اپ میں تھے اور سب کی جیبوں میں باقاعدہ اغذات بھی موجود تھیں۔ سیٹرنگ پوٹر وین تھا۔ کیونکہ وہ بہر حال ان دارالحکومت کی تمام کالونیوں اور سڑکوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ راستے میں واقعی تین جگہوں پر چیکنگ ہوئی لیکن کاغذات کی وجہ سے انہیں آگے جانے دیا گیا۔“

”الیگزینڈر کے ان کاغذات کی وجہ سے خاصی سہولت ہو گئی ہے۔“ مبنہ نے جس طرح یہ لوگ چیکنگ کر رہے ہیں بڑا مسئلہ بن جاتا۔“ میں لیانے کہا۔

”آخر وہ سیکرٹ سروس کا چیف رہ چکا ہے۔ گو اب فارغ ہی ہے۔ لیکن تب بھی کم از کم چیف کے عہدے میں اتنا چارم تو بہر حال باوجود ہے کہ کوئی اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جائے۔“ نے بقی سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران نے کہا۔ اور جولیانے اختیار مسکرا میں ہی۔ وہ عمران کا مطلب سمجھ گئی تھی۔ کہ وہ ایک ٹو چیف کی طرف لئے اشارہ کر کے بات کر رہا ہے۔ جب کہ تنویر کے ہونٹ پھنچ گئے۔ سے اگر بات سمجھ میں نہ بھی آئی ہو گی تب بھی جولیانے کو مسکراتے دیکھ کر اس کا موڈ یقیناً آف ہو گیا ہوگا۔

”ہم یارک کالونی میں داخل ہو گئے ہیں۔“ اُسی لمحے ایک

چوک سے کار موڑتے ہوئے ٹرمین نے کہا۔

”بس سیدھے کوٹھی پر چلے چلو ہم کمرسٹائن کے دوست۔“
 عمران نے کہا اور ٹرمین نے سر ہلا دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد ٹرمین نے کار ایک خوب صورت کوٹھی کے بند پھاٹک کے سامنے روک دی۔ کار روک کر وہ نیچے اترا اور اس نے ستون پر مو کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور لمبا ترنگا نوجوان آدمی باہر آگیا۔ وہ حیرت سے ٹرمین اور فر سیٹ پر بیٹھی ہوئی جو لیا کو دیکھ رہا تھا۔

”جی فرمائیے“۔ اس نوجوان نے کہا۔

”مس کمرسٹائن سے کہو کہ کمرسٹائن کے دوست آئے ہیں ایک ضروری بات کہنی ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ کمرسٹائن یہاں آئے ہوئے ہیں۔“ ٹرمین نے بڑے با اعتماد لہجے کہا۔

”باس کمرسٹائن یہاں نہیں آئے اور مس کمرسٹائن کسی نہیں ملتیں سوری۔“ نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کھلے ہوئے سائیڈ پھاٹک کی طرف اس طرح مڑ گیا جیسے اپنی طرف سے ساری بات چیت ختم کر چکا ہو۔ لیکن ٹرمین بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر وہ اس نوجوان کو دھوا خود بھی سائیڈ پھاٹک سے اندر چلا گیا۔ عقی سیٹ پر بیٹھ عمران مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا اور ٹرمین تیزاً قدم اٹھاتا کار کی طرف آیا۔

”بس وہی اکیلا آدمی تھا اندر اور تو کوئی نظر نہیں آیا۔“

ٹرمین نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ پھاٹک کو اس کمرتا ہوا کار سیدھی پورچ میں لے گیا جہاں سفید رنگ کی ایک حدید ماڈل کی کیڈ لاک کار کھڑی تھی۔ کوٹھی بے حد خوب صورت تھی لیکن دہان داقعی کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ ٹرمین کار روک کر نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا داپس پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ وہ پھاٹک بند کرنے جا رہا تھا۔ جب کہ عمران نویر اور جو لیا اس دوران کار سے نیچے اترا آئے تھے۔ انہیں ٹرمین کی واپسی کا انتظار تھا۔ اور پھر ادھر ٹرمین واپس پلٹا۔ دھرمبرآمدے میں بزرگ بچنے کی تیز آواز سنائی دی۔

”میرے خیال میں کمرسٹائن اس آدمی کو بلا رہی ہے۔“ عمران نے کہا اور باقی ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔

”اس کو بلانے کے لئے تو اب اُسے عالم بالا میں گھنٹیاں بجاتی ہیں گی۔“ ٹرمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب ہم بڑھاتے درمیانی راہداری میں سے آگے بڑھ گئے۔

”کہاں مر گیا ہے یہ رچرڈ۔“ اچانک ایک بند دروازے کے اندر سے کسی عورت کے غصیلے انداز میں بڑبڑانے کی آواز سنائی دی۔ اور ان سب کے قدم اس دروازے کے سامنے رکتے۔ ٹرمین نے دروازہ دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ ٹرمین نے بڑھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے اُسے بازو سے پکڑ کر روک لیا۔

”ساتھ ہی وہ ادنیٰ آوازیں کھنکرا رہی۔ اور اب ٹرمین تو عمران کو

وہیں ہوتا ہے کبھی کبھار ہی یہاں آتے ہیں۔ کمر سٹین نے گھبراہٹ سے ہلچے میں کہا۔

”وہ وہاں سے کسی خفیہ مقام پر چلا گیا ہے اور ہم نے اسے فوری طور پر ملنا ہے۔ ایک اہم اطلاع دینی ہے۔ اس میں اس کا ہی فائدہ ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”تو پھر مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں گیا ہے۔“ اس بار کمر سٹین نے قدرے سنبھلے ہوئے ہلچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مت بتاؤ۔ تمہاری مرضی۔ بلیک ایگل اور تمہاری مرضی۔ تم اس کی گردن توڑ دیا ہٹیاں۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”اور کے۔“ ٹرمین نے کہا اور تیزی سے کمر سٹین کی طرف بڑھنے لگا۔

”خبردار۔ رک جاؤ۔ ورنہ میں گولی مار دوں گی۔“ — اچانک کمر سٹین نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے گاؤں کی حبیب سے چھوٹا سا پستول باہر نکال لیا۔ لیکن اس نے ہاتھ بڑی طرح کانپ رہا تھا۔ اسی لمحے جولییا ایک لمخت اپنی جگہ سے تڑپتی اور پھر کمر سٹینا چھٹی ہوئی اچھل کر قالین پر جاگرمی جا کہ پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جاگرمی اٹھا۔

”اٹھ کر کھڑی ہو جاؤ۔“ جولییا نے غراتے ہوئے کہا۔ ا کمر سٹینا بوکھلائے ہوئے انداز میں جیسے ہی کھڑی ہوئی جولییا کو

بازو گھوما۔ اور کمر سٹینا ایک بار پھر بڑی طرح چیختی ہوئی قالین پر جاگرمی۔ ”بتاؤ۔ کہاں جا سکتا ہے۔“ کمر سٹینا بتاؤ۔ ورنہ میں تمہارا چہرہ بگاڑ دوں گی۔“ جولییا نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جوتی کی نوک اس کے گال پر مارتے ہوئے کہا۔

”رک جاؤ۔ خدا کے لئے رک جاؤ۔ میرا چہرہ مت بگاڑو۔“ رک جاؤ۔“ کمر سٹینا نے انتہائی خوفزدہ انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ ٹرمین کی گردن توڑنے کی بات سے وہ اس قدر خوفزدہ نہ ہوئی تھی جتنی گال پر جوتی کی نوک کا زخم کھا کر اور جولییا کی طرف سے چہرہ بگاڑنے کی بات سن کر خوفزدہ نظر آ رہی تھی۔ ”بتاؤ۔“ جولییا نے غراتے ہوئے کہا اور کمر سٹینا قالین پر ہی ٹھکڑی ہو گئی۔ اس کا ایک ہاتھ اپنے اس گال پر رکھا ہوا تھا جس پر نم آگیا تھا۔

”میرے علاوہ اس کے ایک اور خفیہ ٹھکانے کا مجھے علم ہے ایک رومہ مجھے وہاں لے گیا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ یہ اس کا سب سے خفیہ ٹھکانہ ہے۔ ٹاپ ہلز کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو پینتیس۔ اس مجھے صرف اتنا ہی علم ہے۔ اس کے علاوہ مجھے علم نہیں ہے۔“ کمر سٹینا نے انتہائی خوفزدہ ہلچے میں کہا۔

”ہیٹھ کو اڑھ میں تم اسے فون کرتی رہتی ہو۔“ — عمران نے پوچھا۔ کمر سٹینا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

فون نمبر بتاؤ۔“ — عمران نے خشک ہلچے میں کہا اور کمر سٹینا نے ان نمبر بتا دیا۔

”اور اس ٹاپ ہنز کا فونی والی کو کٹھی کا نمبر“ — عمران نے
”مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی“ —
کمر سٹینا نے کہا۔

”کٹھیک ہے بولیا۔ فی الحال اُسے عارضی طور پر خاموش رہنے
عمران نے بولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جو لیلے نے بجلی کی سی تیز
اچھل کر اس کی کنیٹی پر لات جمادی۔ اور کمر سٹینا چیختی ہوئی نیچے گھر
پھر دو تین لمحوں کے لئے تڑپ کر ساکت ہو گئی۔

عمران نے ایک طرف تپائی پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رُ
اٹھایا اور ہیڈ کو آرڈر کے نمبر پر پریس کر کے شروع کر دیئے۔
”یس“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ا
زنانہ آواز سنائی دی۔

”کمر سٹینا بول رہی ہوں کمر سٹائی سے بات کراؤ“ —
کے منہ سے کمر سٹینا کی آواز نکلی۔ اور ٹرمین نے ایک لمحے
لئے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور پھر کندھے اچکا کر خام
ہو گیا۔

”اوہ مس کمر سٹینا۔ میں ان کی سیکرٹری مارکین بول رہی
باس کم کی جگہ کمر افٹ کو ہیڈ کو آرڈر کا انچارج اور رنڈ کا
تعینات کر کے ہیڈ کو آرڈر سے چلے گئے ہیں“ — دوسرے
سے بولنے والی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیوں کم کو کیا ہوا ہے“ — عمران نے لہجے میں حیرت کا
پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”وہ ایک مشن کے دوران ہلاک ہو گیا ہے“ — مارکین نے جواب
دیا۔
”اچھا کمر افٹ سے بات کراؤ شاید اُسے معلوم ہو“ — عمران
نے کہا۔

”اور کے۔ ہولڈ کریں“ — مارکین نے کہا اور چند لمحوں بعد
ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”ہیلو“ — کمر افٹ بول رہا ہوں“ — بولنے والے کے لہجے
میں کمر خستگی کی لہر موجود تھی۔

”میں کمر سٹینا بول رہی ہوں۔ کمر سٹائی کہاں گیا ہے“ —
عمران نے کہا۔

”وہ کہیں ضروری کام سے گئے ہوئے ہیں۔ آپ اپنی رہائش گاہ
سے ہی بول رہی ہیں“ — دوسری طرف سے کمر افٹ نے پوچھا۔
”ہاں کیوں“ — عمران نے چونک کر پوچھا۔

”اس لئے کہ اگر باکس کا فون آئے گا تو میں اُنہیں بتا دوں گا“
کمر افٹ نے جواب دیا۔

”اور کے شکریہ“ — عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے
کمریٹل دبا دیا۔

”یہاں کی ایکس چینج کا کیا نمبر ہے“ — عمران نے ٹرمین
سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اور ٹرمین نے ایکس چینج کا نمبر بتا دیا۔

عمران نے ٹرمین کے بتائے ہوئے نمبر پر پریس کر دیئے۔
”یس۔ انکو انٹری پلز“ — رابطہ قائم ہوتے ہی آپریٹر کی

آواز سنائی دی۔

"ریڈروٹ سیکشن انچارج۔ ایک پتہ بتا رہا ہوں۔ فون نہ بتاؤ۔"۔ عمران نے کمرخت لہجے میں کہا۔

"یس۔"۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اسے ٹاپ ہز کا لوٹی والا پتہ بتا دیا۔

"ایک منٹ سہ۔ میں چیک کم کے بتا دیتا ہوں۔"۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس نے آواز نمبر بتا دیا۔

"شکریہ۔"۔ عمران نے کہا۔ اور دوبارہ نمبر ڈائل کر شروع کر دیتے۔ چند لمحوں تک بار بار گھنٹی بجتی رہی۔ پھر کسی ریسورسٹاٹھالیا۔

"یس۔"۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور عمران پہچان گیا کہ بولنے والا کمرسٹائن ہی ہے۔ حالانکہ اس نے اپنے طور پر صرف ایک لفظ ہی بولا تھا۔

"کمرسٹائن بول رہی ہوں ڈیر۔"۔ عمران نے کمرسٹائن آواز میں بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"کمرسٹائن تم۔"۔ تم نے یہاں کیسے فون کر لیا۔ تمہیں نمبر معلوم ہو گیا۔"۔ اس بار کمرسٹائن بول پڑا۔ اس کے لہجے

بے پناہ حیرت تھی۔

"میں نے مہیڈ کو اور ڈرون کیا تھا تو وہاں سے مارکیں نے بتا

کہ تم کسی خفیہ مقام پر چلے گئے ہو۔ میں نے سوچا کہ تم لازماً ٹاپ ہنز لوٹی والی کوٹھی میں ہی گئے ہو گے۔ چنانچہ میں نے انکو انڈی کو بتا کر فون نمبر پوچھ لیا۔ لیکن تم میرے پاس کیوں نہیں آئے۔"۔ ان نے روٹھنے کے سے انداز میں کہا۔

"اوہ۔ میں ایک ضروری کام میں مصروف تھا۔ بہر حال اب میں رہا ہوں۔ ایک گھنٹے کے اندر پہنچ رہا ہوں۔"۔ کمرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اوہ۔ اسے کوئی شک پڑ گیا ہے۔ چلو جلدی یہاں سے نکلو۔"۔ ان نے ریسورسٹاٹھالے ہی تیز لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے واپس ہمارے کی طرف مڑ گیا۔ باقی ساکتی بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔ اور پھر چند لمحوں بعد ان کی کار یا رک کا لوٹی کا چوک کمراس کمرتی ہوئی سڑی سے آگے بڑھ گئی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اسے شک پڑ گیا ہے۔ جب کہ وہ تو ہم رہا تھا کہ وہ یہیں آ رہا ہے۔"۔ جو لیا نے پوچھا۔

"اس کے بولنے کا انداز بتا رہا تھا اور پھر اس نے جس قدر جلدی کرنے کی حامی بھری اور فون بند کر دیا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ اسے شک پڑ گیا ہے۔ اگر اسے یہاں اتنی جلدی آنا ہوتا تو یقیناً وہ

لے ہی آجاتا۔"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب وہاں چلنا ہے عمران صاحب۔ ٹاپ ہنز کا لوٹی۔"

وہیں نے ایک چوک سے کار موڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہیں چلو۔ گو مجھے امید تو نہیں ہے کہ اب وہ وہاں لے

”آئیے ادھر ڈرائنگ روم میں تشریف رکھتے۔ میں انہیں اطلاع دیتا ہوں۔“ مینیجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اذر پھر وہ انہیں لے کر برآمدے کی سائینڈ میں موجود ایک بڑے ڈرائنگ روم میں آگیا۔ ڈرائنگ روم بڑے خوب صورت انداز میں سجا ہوا تھا۔

”تمہارے صاحب روٹ کے چیف ہیں ناں۔“ اچانک ایک خیال کے آتے ہی عمران نے اس منیجر سے پوچھا۔

”یس سر۔۔۔ چیف کمر سٹائن“۔۔۔ منیجر نے جواب دیا۔
اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ منیجر کمرے سے باہر نکل گیا۔
چند لمحوں بعد اندرونی دروازہ کھلا اور وہ سب چونک کر اٹھ کھڑے
ہوئے۔ کیونکہ دروازے سے واقعی کمر سٹائن اندر داخل ہو رہا تھا
اس کے جسم پر ایک قیمتی سوٹ تھا اور ہاتھ میں سگریٹ ہو لڈر جس
کے آگے لگا ہوا سگریٹ جل رہا تھا۔

”میرا نام کبرِ سٹائن ہے۔ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔
آپ سے پہلے تو تعارف نہیں ہے۔ اور پھر آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں
یہاں ہوں۔“ — کبرِ سٹائن کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔
وہ واقعی بڑا حیران سا نظر آ رہا تھا۔

”مہیں لارڈ رابنسن کی بیوی مسٹر روزی رابنسن نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اود ہم جس پیشے سے وابستہ ہیں اس کے لئے کسی کا

بہر حال پھر بھی چیک کرنا ضروری ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ٹرمین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار کی رفتار پہلے بڑھا دی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد وہ ٹاپ ملز کالونی میں داخل ہو گئے۔ یہ پہاڑی علاقہ ضرور تھا کہ یہاں پہاڑیوں کی بجائے اونچے نیچے ٹیلے بنا پہاڑیاں تھیں۔ یہاں موجود کوکھیاں انہی ٹیلوں پر ہی بنائی گئی تھیں۔ میدانِ علاقہ میں سڑکیں تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک ٹیلے پر چڑھتی چوٹی پر پہنچتی ہوئی ایک چھوٹی لیکن جدید انداز کی کوکھی کے پھاٹک جاکر رک گئی۔ پھاٹک کے باہر ایک مشین گن سے مسلح آدمی کو تھا۔ جیسے ہی کار دہاں جاکر رکی وہ تیزی سے ٹرمین کی طرف بڑھ گیا۔ صاحب نے ہمیں وقت دیا ہوا ہے۔۔۔ ٹرمین نے سنا اور بے چین کہنے لگا۔

"یس۔ میں بھاٹک کھولتا ہوں۔" مسلح نوجوان
 مودبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں
 بھاٹک کھل گیا اور ٹرمین کار اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک
 رنگ کی کار پہلے سے موجود تھی۔ ٹرمین نے کار اس کے قریب
 رکی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے راہداری سے
 اور آدمی جس نے تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا نمودار ہوا اور ادا
 قریب آ گیا۔

”میرا نام آسٹن ہے اور میں منیجر ہوں فرمائیے۔“ اس آ

کھوج نکال لینا اور خاص طور پر آپ جیسی مشہور شخصیت کا۔ کو مشکل کام نہیں ہے۔“ — عمران نے جواب میں گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ مسٹر رابنس نے اور میرے پاس۔ جی فرمائیے۔“
تو ویسٹرن کارمن کے انتہائی معزز افراد میں سے ہیں۔“ —
کمرسٹائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”مسٹر رابنس کا کہنا ہے کہ اگر آپ لارڈ رابنس کو ریمایا کریں
تو وہ اس بات کی ضمانت دیتی ہیں کہ ٹاپ پیمانہ کا فیصلہ آپ
کے کہنے کے مطابق ہو جائے گا۔“ — عمران نے بڑے سنجیدہ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ادہ تو یہ مسئلہ ہے۔ لیکن آپ نے مینیجر اسٹن سے تو کہا ہے
کہ آپ ایکرمیسا سے تشریف لائے ہیں ادویہ بھی مجھے معلوم ہے
کہ مسٹر رابنس آج کل ایکرمیسا میں ہی ہیں۔ لیکن آپ تو مجھے
لگ رہے ہیں۔ پھر آپ کا رابطہ مسٹر رابنس سے کیسے ہوگا
کمرسٹائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے بتایا تو ہے کہ سجاد تعلق ایک مخصوص پیشے سے ہے
اور آپ اس پیشے کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے ایسے سوا
میں اپنے آپ کو مت الجھائیں۔“ — عمران نے منہ بند
ہوئے جواب دیا۔

”یہ بات میں اس لئے پوچھ رہا ہوں۔ آخر اس بات کی کیا
ہو سکتی ہے کہ آپ واقعی مسٹر رابنس کے نمائندے ہیں۔“

کمرسٹائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کی مسٹر رابنس سے فون پر بھی بات کرائی جاسکتی ہے
اور ملاقات بھی کرائی جاسکتی ہے۔ لیکن پہلے آپ اس آخر کے
متعلق جانیں یا نہیں میں کوئی جواب تو دیں تاکہ بات آگے بڑھائی
جاسکے۔“ — عمران نے ماہر سفارت کار کی طرح بات کرتے
ہوئے کہا۔

”اگر میرا جواب ناں میں ہو تو پھر.....“ — کمرسٹائن
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر ہم مسٹر رابنس سے کئے گئے اپنے معاہدے کے
دوسرے حصے پر عمل کرنے کے پابند ہوں گے۔“ — عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دیکھیں مسٹر.....“ — کمرسٹائن نے اس بار قدرے
شعل سے لہجے میں کہا۔

”جوزف۔“ — عمران نے کاغذات کے مطابق اپنا نام
فالتے ہوئے کہا۔

”مسٹر جوزف۔ میں روٹ کا سربراہ ہوں اور روٹ ایک
سرکاری ایجنسی ہے۔ اور آپ جیسے لوگوں کا کسی سرکاری ادارے
کے سربراہ کے پاس آکر اس طرح کی دھمکی آمیز گفتگو کرنا جرم
بھی ہو سکتا ہے اور آپ کو اس جرم کی سزا بھی مل سکتی ہے۔“ —
کمرسٹائن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے مسٹر کمرسٹائن۔ لیکن ہم تو آپ

۲۹۵

کے فائدے کے لئے بات چیت کر رہے ہیں۔ ہمیں مسٹر رائے بتایا ہے کہ آپ ان سے اور لارڈ رائنس سے صرف اس لئے نا ہیں کہ لارڈ رائنس آپ کے کہنے کے مطابق اپنا فیصلہ نہیں رہے۔ اگر آپ کی مرضی کے مطابق فیصلہ ہو جانے کی آپ کو دے دی جائے تو میرا خیال ہے آپ کی ناراضگی ختم ہو جائے۔ اس لئے ہماری بات دھمکی قرار ہی نہیں دی جائے۔

ایمان نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا: "ٹھیک ہے مجھے آپ لوگوں کی تجویز منظور ہے لیکن اس شرط پر کہ مسٹر رائنس خود مجھ سے بات کریں اور دوسری شے کہ جب تک لارڈ رائنس فیصلے کا سرکاری طور پر اعلان نہ کرے اس وقت تک مسٹر رائنس اور ان کے دونوں بچے ہجرت میں نہیں رہیں گے۔" گھر سٹائن نے اس بار مسکرا کر جواب دیا۔

اس نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا: "ٹھیک ہے۔ آپ انہیں ہم پر چھوڑ دیں۔" آنے والے نے انتہائی کجحت لہجے میں کہا۔

یہ سالٹر ہے۔ روٹ کے ایکشن گروپ کا انچارج۔ گھر سٹائن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہو گا۔ لیکن ہماری بات چیت تو آپ سے ہو سکتی ہے۔ اس سے نہیں۔ اسے آپ واپس بھیج دیں۔" عمران نے منہ ملتے ہوئے جواب دیا۔

"اور کے سالٹر۔ واقعی تمہاری بات درست ہے۔" گھر سٹائن نے ایک لحنت ایک جھٹلے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے سائینڈوں کی دو دیواریں درمیان سے ہٹیں اور چار مشین گولوں سے مسلح افراد بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی اسی طرح مطمئن انداز میں بیٹھ رہے۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ اپنے پہلے ہی معاہدے سے انکار کر رہے ہیں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر آئندہ ہو گا۔ اس کی

کے فائدے کے لئے بات چیت کر رہے ہیں۔ ہمیں مسٹر رائے بتایا ہے کہ آپ ان سے اور لارڈ رائنس سے صرف اس لئے نا ہیں کہ لارڈ رائنس آپ کے کہنے کے مطابق اپنا فیصلہ نہیں رہے۔ اگر آپ کی مرضی کے مطابق فیصلہ ہو جانے کی آپ کو دے دی جائے تو میرا خیال ہے آپ کی ناراضگی ختم ہو جائے۔ اس لئے ہماری بات دھمکی قرار ہی نہیں دی جائے۔

ایمان نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا: "ٹھیک ہے مجھے آپ لوگوں کی تجویز منظور ہے لیکن اس شرط پر کہ مسٹر رائنس خود مجھ سے بات کریں اور دوسری شے کہ جب تک لارڈ رائنس فیصلے کا سرکاری طور پر اعلان نہ کرے اس وقت تک مسٹر رائنس اور ان کے دونوں بچے ہجرت میں نہیں رہیں گے۔" گھر سٹائن نے اس بار مسکرا کر جواب دیا۔

اس نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا: "ٹھیک ہے۔ آپ انہیں ہم پر چھوڑ دیں۔" آنے والے نے انتہائی کجحت لہجے میں کہا۔

ذمہ داری ہم پر نہ ہوگی۔" — عمران نے اُسی طرح صوفے بیٹھے بیٹھے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تم واقعی اچھے اداکار ہو مسٹر علی عمران۔ اگر ہمیں پہلے تمہارے متعلق معلوم نہ ہوتا تو تم واقعی اپنی اداکاری سے شک میں ڈال دیتے۔ لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ تم نے کرسٹینا کی کوکھی سے ہیڈ کو آرڈر کال کیا تو ہیڈ کو آرڈر موجود ماسٹر کمپیوٹر نے فوراً بتا دیا کہ دوسری طرف سے بات کرنے والی کرسٹینا نہیں ہے۔ اس پر کرافٹ فوری حرکت کرتا گیا اس کے بعد تم نے مجھے کال کیا۔ لیکن تمہیں شاید معلوم نہ تھا کہ کرسٹینا درمیرے درمیان کس انداز میں گفتگو ہوتی ہے اور خاص طور پر ہم ایک دوسرے سے بات کرتے ہوئے کیا خصوصی الفاظ رد میں استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ میں ہی سمجھ گیا کہ یہ کال کرسٹینا کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ نے کال بند کر کے کرافٹ سے بات کی تو معلوم ہوا کہ کرافٹ نے سالٹر کو ایکشن گروپ سمیت تمہارے شکار کے لئے بھیج دیا۔ لیکن میں نے اُسے حکم دے دیا کہ تمہیں زندہ گرفتار کیا جائے تاکہ تم سے لارڈ رابنس کو حاصل کیا جاسکے۔ کیونکہ سر چنگ سیکشن کی بے پناہ کوششوں کے باوجود تمہارا اور لارڈ رابنس کا پتہ نہ چل رہا تھا۔ چنانچہ تمہیں کرسٹینا کی کوکھی کے باہر چپ کر لیا گیا پھر انتہائی محتاط انداز میں تمہارا تعاقب شروع کر دیا۔ میرا رابطہ مسلسل سالٹر سے رہا۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ تم

رخ ٹاپ ہلز کالونی کی طرف ہے تو میں نے فوراً منصوبہ بندی کر لی اور نتیجہ یہ کہ تم یہاں میرے سامنے موجود ہو۔ اگر تم چلتے تو کسی بھی وقت تمہاری کارپرم یا میزائل فائر کر کے تم سب کے ٹکڑے اڑا دیتے جلتے۔ لیکن ہمیں لارڈ رابنس کو بھی تم سے حاصل کرنا ہے۔ اور اس کی بیوی اور بچوں کو بھی۔ تاکہ میں اپنے اصل مقصد میں حتمی طور پر کامیاب ہو سکوں۔ میں نے کوشش تو کی کہ تم شاید بات چیت کے دوران میری بات مسز رابنس سے کرا دو تاکہ ہمیں اس جگہ کا علم ہو سکے جہاں وہ موجود ہے۔ لیکن میرا خیال غلط ثابت ہوا کہ تم چکر میں آ جاؤ گے اس لئے مجبوراً سالٹر کو سامنے آنا پڑا۔" — کرسٹینا نے بڑے مطمئن انداز میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے تمہاری ساری باتیں سن لی ہیں۔ لیکن ایک بات تو بتاؤ کرسٹینا کہ آخر تم اپنی اس بات پر کیوں افسوس ہو کہ ٹاپ پرائز کا فیصلہ ڈاکٹر گراہم کے ہی حق میں ہو گیا تم یہ بات برداشت کر سکتے تھے کہ اگر واقعی فیصلہ ڈاکٹر گراہم کے حق میں ہو رہا ہوتا اور کوئی اس فیصلے کو ڈاکٹر زبیری کے حق میں بدلوانا چاہتا تو تمہارا کیا رد عمل ہوتا۔ اس بین الاقوامی پرائز کو آخر تم غیر جانبدار کیوں نہیں رہنے دیتے۔ اس طرح بھی تو ویسٹن کارمن کی عزت میں اضافہ ہی ہو گا۔ کیونکہ بہر حال ٹاپ پرائز ٹرسٹ کا ہیڈ کو آرڈر ویسٹن کارمن میں ہی ہے۔ کیا ڈاکٹر گراہم تمہارا عزیز ہے؟" — عمران نے بھی اُسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔ لیکن اس بار بات کرتے ہوئے چونکہ کمرسٹائن بہ آپ سے تم پر آگیا تھا اس لئے عمران نے بھی وہی انداز اپنا رکھا۔

”ڈاکٹر گراہم میرا عزیز نہیں ہے۔ عزیز ہونا تو ایک طرف میں نے تو آج تک اس کی شکل بھی نہیں دیکھی لیکن میں یہ پرانا اس بار ویسٹرن کارمن کے لئے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اور فطرت میں شامل ہے کہ میں جو چاہتا ہوں وہی حاصل بھی کر رہوں۔“ کمرسٹائن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چلو ایک اور بات طے کر لیتے ہیں۔ تم ڈاکٹر گراہم سے بات کر لو۔ اور اُسے بتا دو کہ تم زبردستی اس کے لئے ٹاپ پر حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر وہ رضامند ہو جائے تو ٹھیک ہے۔ میں ذمہ داری دیتا ہوں کہ لارڈ رابنسن کا ووٹ تمہارے میں جائے گا۔ لیکن اگر ڈاکٹر گراہم خود رضامند نہ ہو تو پھر تمہاری اخلاقی ذمہ داری ہے کہ تم درمیان سے ہٹ جاؤ اور یہ بھی بتا دوں کہ کمرسٹائن تمہارا یہ سالٹر اور تمہارا یہ آدمی ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ ہمیں یارک کالونی۔ نکلتے ہی اپنے تعاقب کا علم ہو گیا تھا۔ اور مجھے یہ بھی احسوس ہو گیا تھا کہ تمہیں شک پڑ چکا ہے۔ اور اگر میں چاہتا تو میں سے باہر آنے سے پہلے تمہاری عورت کی کھوپڑی گولڈ اڈا دیتا اور تعاقب کرنے والی کاریں بھی اپنے آدمیو سمیت صفحہ ہستی سے غائب ہو جاتیں اور تمہاری یہ کوٹھی بھی آ

میں اس ٹیلے سمیت جس پر یہ کوٹھی بنی ہوئی ہے روٹی کے گالوں کی طرح تم سمیت اڑ جاتی۔ لیکن میں نے سوچا کہ ایک بار تم سے براہ راست بات چیت کر کے دیکھ لیا جائے۔ ہو سکتا ہے کوئی اچھا نتیجہ برآمد ہو جائے۔ اس لئے اب آخری چارہ کار کے طور پر میں نے یہ پیش کش تمہیں کی ہے۔ میں ڈاکٹر گراہم کو نہیں جانتا۔ اس کے باوجود میں نے اعتماد سے یہ پیش کش کر دی ہے۔ آگے تمہاری مرضی۔ لیکن یہ سن لو کہ تمہاری اپنی زندگی اس ٹاپ پر انڈس سے بہر حال زیادہ قیمتی ہے۔“ عمران نے اُسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ کہ اگر ڈاکٹر گراہم رضامند ہو جائے تو تم لارڈ رابنسن کو اس کے حق میں ووٹ دینے پر رضامند کر لو گے۔“ کمرسٹائن نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے وعدہ کیا ہے اور میں ہمیشہ اپنا وعدہ نبھاتا ہوں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اد۔ کے۔ مجھے منظور ہے۔ میں ابھی بات کرتا ہوں۔ اتنا بڑا انعام ایک آدمی کو مل رہا ہو۔ وہ اسے کیسے چھوڑ سکتا ہے۔“ کمرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازے سے تالی بجائی۔ دوسرے لمحے دروازے سے وہی منیجر نما آدمی اندر داخل ہوا۔

”لارڈ رابنسن نے آؤ۔“ کمرسٹائن نے کہا اور منیجر خاموشی

سے واپس چلا گیا۔ سالٹر ہونٹ بیچنے خاموش کھڑا تھا۔ اس نے عمران اور کمرسٹائن کے درمیان ہونے والی بات چیت میں مداخلت نہ کی تھی۔ البتہ مشین گن اس کے ہاتھ میں بہر حال بھی تھی۔ عمران کے ساتھی بھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے شروع سے لے کر اب تک کسی قسم کی کوئی مداخلت نہ کی تھی۔ لیکن ان سب کے چہروں پر ویسا ہی اطمینان تھا۔ جیسا عمرائے چہرے پر نظر آ رہا تھا۔ حالانکہ وہ اس وقت پانچ مہینوں کی زد میں تھے۔ اور جس انداز میں یہ مشین گنیں ان کے موجود تھیں۔ بظاہر ان کے بچ نکلنے کا ایک فیصد چانس نظر نہ آتا تھا۔

کمرسٹائن دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا فون سیٹ موجود اس نے فون سیٹ کمرسٹائن کے سامنے میز پر رکھا اور سلسلہ ایک سائیڈ پر دیوار میں لگے ہوئے پیگ سے جوڑا اور پھر وہ اُسی طرح خاموشی سے باہر نکل گیا۔

”میں نے لاڈ ڈر فون سیٹ اس لئے منگوایا ہے تاکہ تم کانوں سے ڈاکٹر گمراہم کا جواب سن سکو“ کمرسٹائن ریور اٹھاتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کھٹیک ہے۔ لیکن تمہیں گمراہم کو ساری بات واضح بتانی ہوگی۔“ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کمرسٹائن نے ریور اٹھا کر انکو انری کے نمبر پر پس کا

”یس۔ انکو انری پلیر۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک ادنیٰ آواز لاڈ ڈر سے نکلی۔

”چیف آف روٹ کمرسٹائن سپیکنگ۔“ کمرسٹائن نے انتہائی تشکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ حکم سر۔“ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اس طرح گھبرایا ہوا تھا جیسے اس نے مجسم موت کو اپنے سامنے دیکھ لیا ہو۔

”سپر لیبارٹری کا نمبر بتاؤ۔“ کمرسٹائن نے اُسی طرح تشکمانہ لہجے میں کہا۔ اور آپریٹر نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد نمبر بتا دیا۔ کمرسٹائن نے بغیر کوئی لفظ بولے کمریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پر پس کر کے شروع کر دیئے۔

”سپر لیبارٹری۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”چیف آف روٹ کمرسٹائن سپیکنگ۔ ڈاکٹر گمراہم سے بات کرنا۔“ کمرسٹائن کا لہجہ اُسی طرح سخت اور بے پناہ گھبراہٹ کا تھا۔

ڈاکٹر گمراہم۔ وہ تو اس وقت ڈیوٹی پر ہیں سر۔ اور وہاں انہیں نہیں ہے۔“ دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”جہاں بھی ہو۔ اس سے بات کرنا۔“ فورڈ انا سنس۔“ کمرسٹائن

نے حلق کے بل چنچتے ہوئے کہا۔
 "یس۔ میں ان کے سیکشن چیف ڈاکٹر آرنلڈ سے کا
 دیتی ہوں وہ انہیں بلوا کر آپ سے بات کرا دیں گے۔"
 طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔
 "ہیلو۔ ڈاکٹر آرنلڈ بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد فو
 سے ایک حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر آرنلڈ۔ میں کمرسٹائن بول رہا ہوں چیف آف
 فوراً ڈاکٹر گماہم کو بلا کر میری بات کراؤ۔ ابھی اور اسی د
 سمجھے۔" کمرسٹائن کا لہجہ اُسی طرح تحکمانہ تھا۔ جیسے
 بڑے سائنسدان سے بات کرنے کی بجائے کسی چپڑاسی
 بات کر رہا ہو۔

"بہتر جناب۔ ہولڈ آن کیجئے جناب۔" دوسری طر
 ڈاکٹر آرنلڈ کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر تقریباً
 منٹوں تک فون پر خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد ایک
 آواز سنائی دی۔ لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والا ادب
 ہے۔

"ڈاکٹر گماہم۔ میں چیف آف روٹ کمرسٹائن بول
 کمرسٹائن نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔
 "جی فرمائیے۔" ڈاکٹر گماہم نے جواب دیتے ہو
 "ڈاکٹر گماہم۔ آپ ویسٹرن کارمن کے مایہ ناز سائن
 ہیں۔ اور آپ کی انسانی ذہنی خلیات پر ویسرچ کی وجہ سے

سال سائنس میں ٹاپ پرائز کے لئے آپ کا نام بھی ٹاپ پرائز کی
 کمیٹی میں رکھا گیا ہے۔ لیکن آپ کے مقابلے میں گمریٹ لینڈ کا
 ڈاکٹر زبیری بھی ہے۔ جو کہ دراصل پاکیزہ جیسے پس ماندہ ملک
 کا شہری ہے۔ میری معلومات کے مطابق ٹاپ پرائز کی حتمی کمیٹی
 کے آٹھ ممبران میں سے چار نے آپ کے حق میں ووٹ دیتے
 ہیں۔ جب کہ چار نے ڈاکٹر زبیری کے حق میں ووٹ دیتے ہیں۔
 اور اب فیصلہ ٹاپ پرائز کے ٹرسٹ کے چیئرمین لارڈ رابنسن نے
 کرنا ہے۔ لارڈ رابنسن خود کوئی سائنسدان نہیں ہے۔ وہ ایک
 عام سانو جوان ہے۔ ہو سکتا ہے۔ وہ غلط فیصلہ کرتے ہوئے
 ڈاکٹر زبیری کے حق میں فیصلہ کر دے۔ اس صورت میں آپ کو
 ملنے والا یہ بین الاقوامی اعزاز خواہ مخواہ ڈاکٹر زبیری کے حق میں
 ملا جائے گا۔ اگر آپ کہیں تو میں لارڈ رابنسن سے بات کر کے
 آپ کے حق میں فیصلہ کرا دوں۔ کیونکہ لارڈ رابنسن ویسٹرن کارمن
 کا ہی باشندہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس عظیم انعام کو حاصل
 کر کے ضرور خوش ہوں گے۔" کمرسٹائن نے بات تو
 واضح کر دی تھی لیکن ایسے انداز میں کہ ڈاکٹر گماہم انکار نہ کر سکے۔
 "مجھے ایسا بین الاقوامی اعزاز حاصل کر کے ضرور مسرت ہوتی
 جناب۔ اور مجھے یقین بھی تھا کہ فیصلہ میرے ہی حق میں ہو گا۔ لیکن
 ڈاکٹر زبیری نے پچھلے دنوں ایک لمبے عرصے میں جو کہ ذہنی خلیات
 کا ایک انتہائی پیچیدہ بیماری میں مبتلا تھی کا ایسا آپریشن کیا ہے۔
 اس کی کامیابی نے مجھے بھی حیران کر دیا ہے۔ اور اس آپریشن

کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر زبیری انسانی ذہنی خلیات پر رپہ میں مجھ سے کہیں آگے ہیں۔ مس عرشہ ایک ایسا کیس تھا ہم دونوں کے لئے انتہائی پیچیدہ تھا۔ اور آپریشن سے پہلے دونوں کے درمیان اس کیس کے بارے میں تفصیلی بات چیت ہوتی رہی تھی۔ اس وقت ہم دونوں کا یہی خیال تھا کہ مس عرشہ کے آپریشن کی کامیابی کا ایک فیصد بھی چانس نہیں ہے لیکہ ڈاکٹر زبیری نے اپنی ایڈوانس ریسرچ کے مطابق اس پر ایک حیرت انگیز تجربہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس تجربے پر بھی آپریشن نے مجھ سے بات چیت کی۔ میرے نقطہ نظر سے اس تجربے کا میانی مشکوک تھی لیکن ڈاکٹر زبیری پُر امید تھے۔ پھر اس تجربے کا تجربہ کیا گیا۔ ڈاکٹر زبیری کا کوئی دوست پاکیشیا میں ہے اس کی مدد سے ڈاکٹر زبیری نے یہ حیرت انگیز تجربہ کیا۔ واقعی تجربہ بے حد کامیاب رہا۔ اس کے بعد ڈاکٹر زبیری نے مس عرشہ کا آپریشن کیا۔ اور مس عرشہ کا یہ آپریشن فیصد کامیاب ہو گیا۔ اس تجربے اور آپریشن کی کامیابی نے اس بات کو حتمی طور پر ثابت کر دیا کہ ڈاکٹر زبیری ہر لحاظ سے مخصوص ریسرچ میں مجھ سے بہت آگے ہیں۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ جناب کہ لارڈ مابنس نے مجھ سے ذاتی طور پر ملاقات کی تھی اور ڈاکٹر زبیری کی ریسرچ کے بارے میں انہوں نے اس موضوع پر دنیائے بہترین سائنسدانوں سے پہلے بھی بات ہوئی تھی۔ اور مجھے یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی تھی کہ انہیں

ریسرچ کے بارے میں بے پناہ معلومات حاصل تھیں۔ اور اس آپریشن کے بارے میں بھی بات چیت ہوئی۔ اور میں نے خود ان کے سلسلے میں یہ تسلیم کیا تھا کہ ڈاکٹر زبیری کی ریسرچ مجھ سے کہیں زیادہ آگے ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ فیصلہ ڈاکٹر زبیری کے حق میں ہی ہونا ہے۔ اور میرے خیال میں یہی فیصلہ درست بھی ہوگا۔ ڈاکٹر گماہم نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ یہ ٹاپ پرائز ویسٹرن کارمن کو ملے۔“ ڈاکٹر گماہم نے تیز لہجے میں کہا۔

”یہ ویسٹرن کارمن۔ گریٹ لینڈ یا پاکیشیا کا مسئلہ نہیں ہے جناب۔ اور نہ ہی ملکوں کی بنیاد پر یہ انعام دیا جاتا ہے۔ یہ انعام شروع سے ایسی ریسرچ پر دیا جاتا ہے جس سے انسانیت کو کوئی انقلابی فائدہ ہو سکے۔ اور میرا خیال ہے کہ مس عرشہ کے کامیاب آپریشن سے پوری انسانیت کی فلاح کے لئے ایک انقلابی راستہ کھل گیا ہے۔ اس لئے اس انعام پر صحیح معنوں میں ڈاکٹر زبیری کا ہی حق ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ ٹاپ پرائز ویسٹرن کو ملے کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ بہر حال ان کا مسئلہ ہے۔ میرا یا ڈاکٹر زبیری کا نہیں ہے۔ لیکن اگر انہوں نے میرے حق میں فیصلہ کیا تو میں خود یہ اعلان کر دوں گا کہ اس پر حق ڈاکٹر زبیری کا ہے۔ میں ان خود اس سے دست برداری کا اعلان کر دوں گا۔“ ڈاکٹر گماہم نے کہا۔ اور ڈاکٹر گماہم کا چہرہ غصے کی

شدت سے سرخ پڑ گیا۔

"آپ کی یہ بات دیسٹرن کارمن سے غداری کے مترادف ہے ڈاکٹر گمراہم۔ اس لئے آپ کو یہ انعام لینا ہو گا ہر صورت میں ہر قیمت پر۔" کم سٹائن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دھڑام سے اس نے لیپ بورڈ پر "نانس۔ احمق۔ فول۔" کم سٹائن نے انتہائی غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کم سٹائن۔ ڈاکٹر گمراہم عظیم آدمی ہے۔ اور اس کی اس طرف سے اس کی عظمت میرے دل میں بڑھادی ہے۔ ادبیہ بھی دوں کہ ڈاکٹر گمراہم کی یہ بات سننے کے بعد میں نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس بار یہ انعام ڈاکٹر گمراہم اور ڈاکٹر زبیری دو کو مشترکہ طور پر ملے گا۔ ویسے بھی جتنی کمیٹی کے دوٹو برابر عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ انعام ڈاکٹر گمراہم کو ہی ملے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر ڈاکٹر گمراہم نے انکار کیا تو میں اپنے ہاتھوں گولیوں سے اڑا دوں گا۔ ہاں۔ میرا کسی ریسہ وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔" کم سٹائن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم دنیا کے سب سے احمق آدمی ہو۔ میں نے اب تک یہ ساری باتیں اس لئے کی تھیں کہ شاید اندر عقل کی کوئی رمت موجود ہو۔ لیکن اب تمہاری بات سن کر

اس جتنی نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تم جیسے احمق آدمی کا اتنے بڑے عہدے پر فائز ہونا پورے دیسٹرن کارمن کی بدقسمتی ہے۔ اور دیسٹرن کارمن کو اس بدقسمتی سے ہمیشہ کے لئے نجات ملنی ہی چاہیے۔" عمران نے بھی اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔ "سالٹر۔ اڑا دو! انہیں گولیوں سے اڑا دو۔" کم سٹائن نے ایک لخت اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے چیخ کر کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ کم سٹائن کا فقرہ ختم ہوتا عمران اور اس کے سارے ساتھی بیک وقت اپنی جگہوں سے اچھلے اور کمرہ مشین گنوں کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس جگہ پہنچ گئی جہاں وہ جیب موجود تھی۔ سرچنگ سیکشن کے دو افراد جیب کے قریب کھڑے تھے۔
”کچھ پتہ چلا رابرٹ کہ جیب کون لے گیا تھا“۔ ٹونی نے
کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”یہی معلوم ہوا کہ ایک لمبا چوڑا آدمی اسے چلاتا ہوا دیکھا
گیا ہے۔ بس اس سے زیادہ معلوم نہیں ہو سکا۔“ رابرٹ
نے جواب دیا اور ٹونی سر ہلاتا ہوا جیب کی طرف مڑ گیا۔ اس
نے جھبک کر جیب کے ٹائمر کو دیکھنا شروع کر دیا کافی دیر
تک وہ بغور ٹائمر کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ رابرٹ سے مخاطب ہوا۔
”میری کار میں سے اوتھ چیکنگ مشین اٹھا لاؤ“۔ ٹونی
نے رابرٹ سے کہا۔ اور رابرٹ تیزی سے اس کی کار کی طرف
بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں
ایک بڑا سا ڈبہ تھا۔ جس کے ساتھ پلاسٹک کا بنا ہوا ایک
بگلی سا فنٹ تھا۔ یہ ہوا کی مدد سے مٹی کو کھینچنے والا آلہ تھا۔ ٹونی
نے ڈبہ زمین پر رکھا اور اس بگلی نما حصے کو اس نے ٹائمر کے
ایک حصے پر فنٹ کر دیا جو ٹائمر کے ابھرے ہوئے حصوں کی
وجہ سے پوری طرح اس کے ساتھ فنٹ ہو گیا۔ ٹونی نے آلے
پر لگے ہوئے بہت سے بٹن دبائے تو ڈبے کی سطح پر ایک
چھوٹی سی سکریں روشن ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک سرخ
رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور بلب کے چلتے ہی
مشین نے ٹائمر کے اس حصے پر جہاں وہ بگلی نما آلہ فنٹ تھا مٹی

سرچنگ سیکشن کے انچارج ٹونی کی کار خاصی تیز رفتاری
سے اس زرعی فارم کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ جہاں سے اس
ایک جیب اڑائے جانے اور پھر بعد میں قریبی کھیتوں میں کھڑے
ملنے کی اطلاع ملی تھی۔ وہ دیگن جو تھری سٹار ہوٹل کے ساتھ
پبلک پارکنگ سے چوڑی ہوئی تھی۔ وہ بھی اس زرعی فارم
قریب سے ہی ملی تھی۔ اس لئے ٹونی کو یقین تھا کہ یہ جیب عمرا
اور اس کے ساتھیوں نے ہی اڑائی ہوگی اور پھر کسی جگہ پہنچ کر
نے جیب واپس پہنچا دی ہوگی تاکہ ان کا سراغ نہ لگایا جائے۔
لیکن اسے یقین تھا کہ وہ سرچنگ کے جدید ترین آلات کی
سے اس جگہ کا پتہ چلا لے گا۔ سرچنگ کے معاملات میں اس
نے نہ صرف نھومی تربیت حاصل کر رکھی تھی بلکہ اس کے پاس
ایسے مخصوص آلات بھی موجود تھے۔ جن سے انہیں خاصی مد

کے ذرات اپنی طرف کھینچنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد بل
 سمجھ گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹائم کے اس حصے پر جس پر وہ
 بجل نما آلہ فٹ تھا۔ مٹی کا ایک ایک ذرہ اس ڈبے۔
 اندر پہنچ چکا ہے۔ اب ڈبے کے اندر سے ہلکی ہلکی گھر گھر
 کی آوازیں سنائی دینے لگیں پھر وہ بلب دوبارہ جل اٹھا
 لیکن اس بار اس کا رنگ سبز تھا۔ اور وہ مسلسل جل رہا تھا
 اس کے ساتھ ہی سکریں روشن ہو گئی۔ اور پھر اس پر باری بار
 دار الحکومت اور اس کے نواحی علاقوں کے نام ٹائپ ہو کر سامنے
 آنے لگے۔ ایک نام سامنے آتا اور پھر ادبہ جاکر رک جاتا پھر
 دوسرا نام ٹائپ ہوتا اور ادبہ والے کے ساتھ جاکر رک جا
 پانچ نام اس طرح ٹائپ ہوتے۔ اور اس کے ساتھ ہی سبز
 کا بلب بجھ گیا۔ اب سکریں پر صرف پانچ نام روشن نظر آ رہے
 تھے۔ ان میں سے ایک نام تو اس علاقے کا تھا جہاں یہ جیل
 موجود تھی۔ دو نام شہر کے اندرونی علاقے کے تھے۔ ایک
 اس علاقے کا تھا جہاں گمین مارکیٹ تھی۔ دو نام دیگر نواحی
 علاقوں کے تھے جن میں سے ایک تو یہاں سے قریب ترین
 تھا جب کہ دوسرا علاقہ جاداک تھا جس کا فاصلہ یہاں سے
 تقریباً چالیس پینتالیس کلومیٹر تھا۔ اور جاداک کے ساتھ
 گول دائرے کا ایک نشان بھی موجود تھا۔ اور اس نشان کو
 ہی ٹوٹی کے چہرے پر مسکراہٹ سی ابھر آئی۔ اس نشان کو
 تھا کہ آخری بار جیل نے جاداک کا سفر کیا تھا۔ اس نے

کا مطلب یہی تھا کہ موجودہ علاقے کی مٹی کی تہہ کے نیچے جاداک
 کے علاقے والی مٹی کی تہہ تھی اور باقی تہیں اس سے نیچے کی تھیں
 یہ ڈبہ دراصل ایک جدید ترین کمپیوٹر مشین تھی۔ جس میں
 دار الحکومت اور اس کے گرد تقریباً سو میل کے دائرے کے
 اندر موجود علاقوں کی مٹی کے کمپیوٹر دائرہ تجزیے فیڈ کئے گئے
 تھے۔ اور بجل نما حصے سے جس انداز میں مٹی کے ذرات اس
 کمپیوٹر کے اندر داخل ہوتے تھے۔ کمپیوٹر ان کا فوری طور پر
 تہہ در تہہ تجزیہ کر کے رزلٹ دے دیتا تھا۔ اور کمپیوٹر کے
 تجزیے کے مطابق یہ جیل جاداک کے علاقے کا چکر لگا کر واپس
 آتی تھی۔

”اگر وہ لوگ اس جیل پر خراب ہوئے ہیں تو پھر لازماً وہ جاداک
 میں چھپے ہوئے ہیں۔“ ٹوٹی نے کمپیوٹر آف کر کے اٹھ کر
 کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”جاداک تو چھوٹا سا قصبہ ہے وہاں سے آسانی سے معلوم ہو
 جائے گا کہ یہ جیل کہاں گئی ہے۔“ رابرٹ نے جواب
 دیا۔

”مشین لے آؤ۔ اب ہمیں جاداک جاکر چیکنگ کرنی ہوگی۔“
 ٹوٹی نے واپس اپنی کار کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ اور رابرٹ
 نے جھک کر بجل نما حصے کو ٹائم سے علیحدہ کر لیا۔ ٹائم کا وہ حصہ
 جہاں یہ بجل نما حصہ فٹ تھا باقی ٹائم کی نسبت اس طرح چمکنے لگا
 تھا جیسے یہ حصہ نئے سرے سے بنایا گیا ہو۔ بالکل صاف اور

چمکدار نظر آ رہا تھا۔ بگل ہٹا کر رابرٹ نے اس کے دو بٹن دبا دیے تو اس بگل نما حصے میں سے مٹی کی پھواری باہر نکلی اور پھر مٹی بند ہو گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ جو مٹی اندر کھینچی گئی تھی وہ ابر باہر نکال دی گئی ہے۔ رابرٹ اور اس کا ساتھی ایک طرف کہ اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔

جارج اک قصبے پہنچ کر انہوں نے تحقیقات کا آغاز کر دیا مختلف لوگوں سے اس جیب کارنگ، ماڈل اور دیگر تفصیلات پوچھتے پوچھتے آخر کار وہ ایک ایسے آدمی سے ٹکرا ہی گئے۔ جس نے بتایا کہ اس نے یہ جیب قصبے کے ایک بڑے مکان میں دبا اور پھر واپس جاتی ہوئی دیکھی تھی۔ اس طرح ٹونی اور اس کا ساتھی اس بڑے مکان تک پہنچ گئے۔ مکان کا دروازہ بند تھا۔ ٹونی نے اپنی کار کی فرنٹ سیٹ کے نیچے سے ایک چھوٹی سی نکالی۔ اس کے اندر ایک مخصوص قسم لیکن انتہائی طاقتور ڈکٹو فون بٹن موجود تھا۔ ٹونی نے اس ڈکٹو فون بٹن کو گن کی مدد سے اس مکان کے اندر پیش کیا۔ اور پھر کار لے کر وہ اس مکان کے ہٹ کر ایک سائینڈ پر گلی میں آ کر رک گیا۔ رابرٹ اور اس کا ساتھی کو اس نے مکان کے عقبی حصے کی طرف بھیج دیا تھا۔ اگر عقبی طرف سے کوئی باہر آئے تو اُسے چپک کیا جاسکے گا۔ روک کر اس نے ڈیش بورڈ کھولا اور اندر بٹھ کر اپنے نے چند بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے ڈیش بورڈ کے نیچے ایک جالی دار خانے سے سائیں سائیں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔

جو آہستہ آہستہ مدھم بڑتی گئیں۔ اس کا مطلب تھا کہ عمارت کے اندر کہیں موجود ڈکٹو فون بیڈ نے چارج ہو کر کام شروع کر دیا۔

اُسی لمحے ایسی آواز سنائی دی جسے کوئی محتاط انداز میں میٹر ہیاں اتر رہا ہو۔ آواز خاصی مدھم تھی۔ پھر ایک دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

”آپ لوگ بخیریت ہیں ناں“ — ایک مدھم سی آواز سنائی دی۔ اور ٹونی یہ آواز سنتے ہی بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ روٹ کے سابق چیف انتھونی الیگزینڈر کی آواز پہچان چکا تھا۔

”یس مسٹر الیگزینڈر۔ عمران کی طرف سے کوئی کال آئی ہے“ ایک اور آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ کوئی کال نہیں آئی“ — الیگزینڈر کا جواب سنائی دیا۔

”ادہ کاشس۔ میں زخمی نہ ہو جاتا تو اس وقت عمران صاحب کے ساتھ ہوتا۔“ وہی آواز سنائی دی۔

”مسٹر صفدر کی کیا پوزیشن ہے مسٹر ٹائیگر“ — الیگزینڈر نے پوچھا۔

”صفدر اور لارڈ رابنس دونوں ابھی سوئے ہوئے ہیں۔ یہ مجھ سے زیادہ زخمی ہیں۔ اس لئے اچھا ہوا کہ انہیں نیند آگئی۔ اس طرح انہیں زیادہ سکون ملے گا“ — اس ٹائیگر کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں اب ادھر جا رہا ہوں۔ میرا ادھر رہنا ضرور ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی آجائے۔" الیگزینڈر نے کہا اور پھر قدموں کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلنے بند ہونے اور پھر سیڑھیاں چڑھنے کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں اب ٹونی سا صورت حال کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ وہ صحیح عمارت تک پہنچا تھا۔ یہاں عمران تو موجود نہ تھا۔ البتہ لارڈ مابنس اور عمران دوزخی ساتھی کسی تہہ خانے میں موجود تھے۔ اور ادھر الیگزینڈر تھا۔ اس نے جلدی سے ڈکٹافون آف کیا اور پھر کار سے اتر کر اس نے کار کی ڈیگی کھولی اور اس کے اندر ایک طرف رہے ہوئے باکس کو کھول کر اس کے اندر سے ایک چمچی لیکن نہ نال والی گن نکال لی۔ سائیڈ پر موجود ایک پیکٹ کھول کر اس نے پیکٹ میں موجود سرخ رنگ کا ایک کیپسول نکالا اور اسے اس گن کے ایک خانے میں فٹ کر دیا۔ پھر اس کا سیفٹی کچھ ہٹا کر اس نے ڈیگی بند کی اور پیرل ہی عمارت کی چل پڑا۔ عمارت سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر اس نے گن کا رخ ذرا سا ادھر کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ٹریگر دبتے ہی اس کے ہاتھ کو بجھا سا لگا۔ اور سائیں کی تیز آواز کے ساتھ ہی گن کی چمچی نال سے سرخ رنگ کا کیپسول نکل کر فضا میں اڑتا چلا گیا اور اس کا رخ نیچے کی طرف ہوا۔ اور وہ عمارت کے اندر کسی جگہ گر کر اس کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ ٹونی تیزی سے مرط پھر دوڑتا ہوا داپس اپنی کار کی طرف آیا۔ اس نے گون

سید پر اچھالی اور ڈیش بورڈ کی سائیڈ پر موجود ایک بٹن پر پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو رابرٹ۔ ٹونی بول رہا ہوں اور۔۔۔ ٹونی نے تیز آوازیں کہا۔

"یس یا سس۔ رابرٹ اسٹنڈنگ اور۔۔۔ ڈیش بورڈ کے پچلے حصے سے رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"رابرٹ۔ ادھر سامنے کے رخ پر آ جاؤ۔ ہم صحیح عمارت تک پہنچ گئے ہیں۔ اندر سابق چیف الیگزینڈر، لارڈ مابنس اور عمران کے ساتھی زخمی حالت میں موجود ہیں۔ میں نے روک تم گیس کیپسول فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ اور اینڈ آف۔۔۔ ٹونی نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا اور پھر کار سٹارٹ کر کے اس نے موڑی اور اُسے عمارت کی طرف لے گیا۔ اُسی لمحے رابرٹ اور اس کے ساتھی کی کار بھی سائیڈ گلی سے ٹرن لے کر اس کے قریب پہنچ گئی۔

"ادھر سے کو دکر پھاٹک کھول دو۔" ٹونی نے کھڑکی میں سے سر نکال کر رابرٹ کے ساتھی سے کہا اور رابرٹ کا ساتھی کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ اور پھر دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کسی بندر کی طرح پھاٹک کے ادھر چڑھ کر اندر کود گیا۔ دوسری کار کے سٹرن پر رابرٹ تھا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا۔ اور پہلے ٹونی کا راند لے گیا پھر رابرٹ کی کار بھی اندر آ گئی۔ ٹونی کو معلوم تھا کہ اب تک گیس

کا اثر ختم ہو چکا ہوگا۔ اس لئے پورچ میں کارڈ کمرہ نیچے آ رہا ہوا تھا۔ اس کا ساتھ ہی بھاٹک بند کمرہ۔
 واپس پہنچ گیا۔ پھر جیبوں سے ریو اور نکال کمرہ وہ تینوں آئے۔
 بڑھ گئے۔ ایک کمرے میں صوفے پر بے ہوش پڑا ہوا آدمی ان کی نظر آ گیا۔ گو اس کا حلیہ دوسرا تھا لیکن اس کا قد و قامر دیکھ کر ہی ٹونی سمجھ گیا۔ کہ یہ ان کا سابقہ چیف ایگزیکٹو رہے۔
 ”اب تہہ خانہ ڈھونڈھنا ہوگا“ ٹونی نے کہا اور انہوں نے پہلے تو ساری عمارت کو چیک کیا۔ لیکن اوپر سوا۔
 ایگزیکٹو کے ادھر کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ تہہ خانہ باوجود تلو کے انہیں نہ مل رہا تھا۔

”باس۔ اس کو ہوش میں لا کر اس سے نہ پوچھ لیا جائے۔ رابرٹ نے ایگزیکٹو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 ”نہیں۔ اب یہ مخصوص انسجکشن کے بغیر ہوش میں نہ آئے گا۔ اور وہ انسجکشن میرے پاس موجود نہیں ہے۔ ختم ہو گیا۔
 دوسرا ڈیہ لینا یاد نہ رہا۔“ ٹونی نے جواب دیا اور رابرٹ نے سر ہلا دیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد وہ تہہ خانہ تلاش کر کے کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہاں واقعی تین زخمی آدمی ہوش پڑے ہوئے تھے۔

”انہیں اٹھا کر اوپر لے آؤ۔ میں باس سے بات کر لوں گا۔“ ٹونی نے سر ہلاتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تہہ خانہ سے واپس اس کمرے میں آ گیا جس میں ایگزیکٹو موجود تھا۔

بھی اُسی کمرے میں تھا۔ ٹونی نے ریسور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

”بس۔ کرافٹ سپیکنگ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ہیڈ کوارٹر کے نئے ایجنڈا کرافٹ کی آواز سنانی دی۔
 ”باس۔ میں سر چیف سیکشن کا چیف ٹونی بول رہا ہوں۔ میں نے ایگزیکٹو رابرٹ اور عمران کے تین زخمی ساتھیوں کا کھوج نکال لیا ہے۔ جن میں لارڈ رابنس بھی شامل ہے۔ البتہ عمران اور باقی ساتھی یہاں موجود نہیں ہیں وہ کہیں گئے ہوئے ہیں۔“ ٹونی نے کہا۔

”ادہ۔ دیر ہی گڈ ٹونی۔ لارڈ رابنس کو تلاش کر کے تم نے واقعی کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ کہاں سے ملے ہیں یہ۔“ دوسری طرف سے کرافٹ کی مسرت بھری آواز سنانی دی۔ اور جواب میں ٹونی نے یہاں تک پہنچنے سے لے کر تہہ خانے کی تلاش تک کی مکمل تفصیلی رپورٹ دے دی۔

”گڈ شو ٹونی۔ تم نے واقعی اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے میرے دل میں اپنی قدر بڑھا لی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی فکر مت کرو۔ وہ بھی اس وقت ہماری نظر دلی میں ہیں۔ انسجکشن گم دیپ ان کے پیچھے ہے۔ مجھے اس لارڈ رابنس کی طرف سے فکر تھی۔ کیونکہ اس سارے مسئلے کی بنیاد یہی شخص بنا ہوا ہے۔
 تم ان سب کو ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ اس کے بعد میں انہیں سنبھالوں گا۔“ کرافٹ نے کہا اور ٹونی نے ادہ کے کہہ کر ریسور

رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار تھے۔ کہ اس نے :-
 باس کمرانٹ پر اپنی صلاحیتوں کا رنگ جما دیا تھا۔
 ”چلو انہیں کار میں ڈالو۔ انہیں ہیٹھ کو اور ٹرہ پینا ہے۔“
 ٹونی نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر انہیں کاروں میں
 منتقل کرنے کا کام شروع کر دیا۔ کھوڑی دیہ بعد دونوں کا
 چار اک قبضے سے نکل کر تیزی سے ہیٹھ کو اور ٹرہ کی طرف بڑھ
 جا رہی تھیں۔

کمر سٹائٹ جس انداز میں چنچا تھا اس کا یہ انداز سنتے ہی
 عمران اور اس کے سارے ساتھی سمجھ گئے تھے کہ اب اگر انہیں
 ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو پھر ان کے جسم گولیوں سے پھلنی ہو
 جائیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سب بیک وقت اپنی جگہ سے
 اچھلے تھے۔ اور اچھل کر وہ سب بجلی کی سی تیزی سے مشین گنوں
 سے فوری طور پر بچنے کے لئے ایسی ایسی جگہوں پر جا گئے۔ کہ
 براہ راست آنے والی گولیوں سے بچ سکیں۔ ادھر جیسے ہی وہ
 اچھلے عین اسی لمحے سالٹر اور اس کے چار ساتھیوں نے فائر کھول
 دیا تھا۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کے اچانک سامنے
 سے ہٹ جانے کی وجہ سے ان کے دونوں ساتھیوں پر موجود
 باروں مشین گن برداروں کی گولیاں ایک دوسرے کو ہی چاٹ
 گئیں اور کمرہ انسانی چنچوں سے گونج اٹھا۔ عمران قلابازی کھا

اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ جویا اس پر جھکی ہوئی تھی۔
اور عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”شکر ہے کوئی نے ہڈی نہیں توڑی“ اُسی لمحے ٹردین
کی آواز سنائی دی اور عمران نے دیکھا کہ اس کے بائیں بازو
پر کپڑا بندھا ہوا تھا اور وہ ایک کمرے میں موجود تھا۔

”وہ کمرہ سٹائن۔ وہ پکڑا گیا۔“ عمران نے ادھر ادھر
دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ وہ اچانک
ہی دیوار کھول کر اس میں غائب ہو گیا تھا۔ ہم نے اُسے ساری
عادت میں تلاش کر کے دیکھ لیا ہے۔ لیکن وہ کہیں نہیں ملے۔
تنویر کا دلے کمرہ پر چیک کرنے گیا ہوا ہے۔“ جویا نے
جواب دیا۔ اور عمران کے ہونٹ پھینک گئے۔

”اوہ۔ پھر ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا چاہیے۔ وہ فوراً لے کر
واپس آئے گا۔“ عمران نے اٹھ کھڑے ہوتے ہوئے
کہا۔

اُسی لمحے تنویر کا دلے پھاٹک میں سے اندر آتا ہوا دکھائی
دیا۔ وہ سب اس وقت برآمدے میں ہی موجود تھے۔

”وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ سب نے کہہ نکل گیا ہے۔“ تنویر
نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”کوئی خفیہ راستہ ہو گا۔ تم نے تلاش نہیں کیا۔“ عمران
نے ٹردین کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کمرے میں سائید ہو گیا تھا وہاں سے سالٹر زیادہ قریب تھا۔
کے پیر ایک لمحے کے ہزار دیں حصے کے لئے زمین سے لگے
دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر اچھل کر سالٹر سے ٹکرایا۔ جو
گن کو اس کی طرف گھما ہی رہا تھا اور عمران اُسے ساتھ لیتا
نیچے قالین پر گر کر سالٹر نے ایک تخت گھٹنے موڑ کر عمران کو اُس
طرف اچھالا اور بجلی کی سی تیزی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ
واپس مڑ کر اس کے اوپر آگرا۔ اور سالٹر کے حلق سے ایک
ناک چبھ نکلی۔ عمران کے دونوں جڑے ہوئے گھٹنے پوری قوت
سے سالٹر کے سینے پر پڑے تھے۔ عین اُسی لمحے دروازہ
اور دو مشین گن بردار اندر داخل ہوئے ہی تھے کہ عمران
کمران سے جا ٹکرایا۔ اور ان دونوں کو ساتھ لئے وہ باہر
میں جا کر دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور
برآمدہ مشین پٹل اور ان دونوں کی آوازوں سے گونج اٹھا
لمحے کمرے کے اندر سے بھی فائرنگ کی آوازیں سنائی
لگیں۔ عمران ان دونوں پر فائر کھول کر تیزی سے گھوما
کہ اچانک اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور ایک
کے ہزار دیں حصے کے لئے اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اسے
بازو میں لوہے کی گرم سلاخ اتر گئی ہو۔ اور دوسرے لمحے
ذہن یک لخت اس طرح تاریک ہو گیا جیسے کمرے کا ش
ہے۔ پھر اس وقت اس کے ذہن میں روشنی کی کرن جاگ
اُسے دور سے جویا کی آواز آتی سنائی دی۔ اور چند لمحوں

”کر لیا تھا۔ لیکن آگے جا کر وہ اس طرح ہلاک ہو گیا تھا کہ بادیوں کو شش کے نہ کھل سکا۔ اس لئے میں واپس آگئے۔“

ٹرومین نے جواب دیا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

”یہ تو بہت مسئلہ بن گیا۔ اب ہمیں دوبارہ محنت کرنی پڑے گی۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور چند لمحوں بعد وہ کاریں بیٹھے اس عمارت سے باہر آگئے۔ سیڑنگ پڑو میں تھا۔

”ہمیں فوری طور پر یہ کار چھوڑنی ہو گی عمران۔ ورنہ وہ لوگ ہمیں آسانی سے چیک کر لیں گے۔“ ٹرومین نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن کار کے بغیر ہم اس اونچی نیچی کالونی سے نکل نہیں سکتے اور ٹیکسی لینا بھی خطرناک ہو گا۔“ عمران نے

”ادھ ٹھیک ہے۔ یاد آگیا ویری گڈ۔ یہاں روشام کلب سے ہمیں دوسری کار مل سکتی ہے۔ روشام کلب یہیں ہے۔“ ٹرومین نے ایک موٹر پر کار کو ٹرن دیتے ہوئے چونک کر کہا۔

”روشام کلب۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں۔ روشام میرا پرانا دوست ہے اور وہ بھی کمرے کا ستم رسیدہ ہے۔ پچھلے ماہ وہ مجھے بتا رہا تھا کہ کمرے نے اس سے بیس ہزار ڈالر مانگے ٹیکس مانگا ہے۔ وہ رو رہا ہے کہ اُسے کاروبار شروع کئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ اس کمرے کا عذاب نازل ہو گیا ہے۔“ ٹرومین۔

کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر

کار ایک کوٹھی کے مین کمپارٹمنٹ میں مڑ گئی۔ عمارت پر روشام کلب کا نیون سائن موجود تھا۔ اور ایک سائینڈ پر بنی ہوئی پیادکنگ میں کاروں کا اچھا خاصہ شش تھا۔ ٹرومین نے کار ایک سائینڈ پر کمرے کی اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی نیچے آ گئے۔

”کار کی یہاں موجودگی خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”روشام مل گیا تو پھر میں اسے کہہ کر کسی گیراج میں بھجوا دوں گا۔“ ٹرومین نے جواب دیا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

عمار ت کے مین گیٹ کی طرف جانے والوں کی تعداد خاصی تھی۔ ان میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ اور ان کے لباس اور طے بتا رہے تھے کہ ان سب کا تعلق دارالحکومت کے اعلیٰ ترین طبقے سے ہے۔ ٹرومین مین گیٹ کی طرف جانے کی بجائے برآمدے میں سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اور پھر کوٹھی میں موجود سیڑھیاں چڑھتا وہ دوسری منزل پر آگئے۔ یہاں ایک مسلح آدمی موجود تھا۔ جو انہیں آتے دیکھ کر چونک پڑا تھا۔

”روشام دفتر میں ہے تو اُسے کہو کہ بلیک ایگل اور اس کے دوست آئے ہیں۔“ ٹرومین نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بلیک ایگل۔ اچھا کھڑیں آپ۔ میں پوچھتا ہوں۔“ اس آدمی نے بغور ان کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر

راہداری کے آخر میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔ ٹروین اور باقی ساتھی دروازے کے سامنے رک گئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور بجائے اس مسلح آدمی کے ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔ مسلح آدمی اس کے عقب سے باہر آتا دکھائی دے رہا تھا۔

”ادہ روشام۔ تم خود آ گئے باہر“ ٹروین نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”ادہ ادہ۔ تمہاری آواز تو اچھی طرح میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے آجاؤ۔“ روشام نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”آئیے۔“ ٹروین نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب اس کے پیچھے اندر کمرے میں آ گئے۔

”تم میک اپ میں ہو۔ لیکن۔“ اندر پہنچتے ہی روشام، مڑ کر حیرت بھرے لہجے میں ٹروین کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ ”پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا یہ باہر موجود آدمی روٹ کا تو نہیں، ٹروین نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سنجیدہ میں کہا۔

”روٹ کا۔ ادہ نہیں۔ جو فی میرا قابل اعتماد آدمی ہے۔ کہ کیوں کیا روٹ تمہارے پیچھے ہے۔“ روشام کے ہاں میں مزید حیرت ابھرائی تھی۔

”ہاں۔ ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی سب سے پہلے پارکنگ میں موجود ہماری کار کو کہیں چھیلنے کا بندوبست کرو اور دوسری بات یہ کہ ہمیں فوری طور پر کسی ایسے کمرے میں پہنچاؤ۔ جہاں ہم روٹ کے چھاپے کی صورت میں محفوظ رہ سکیں۔“ ٹروین نے تیز لہجے میں کہا۔

”ادہ ادہ۔ اچھا میں سمجھ گیا۔ فکر نہ کرو۔ ابھی سب بندوبست ہو جاتا ہے۔ کون سی کار ہے تمہاری۔“ روشام نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور ٹروین نے ہاتھ میں موجود کار کی چابی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے۔ اُسے کار کا نمبر ماڈل اور رنگ بتا دیا۔

”ایک منٹ۔ میں ابھی آیا۔“ روشام نے چابی لے کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

عمران میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔ اور اس نے ریسپورڈ اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ایگزیکٹو کو فون کر کے اپنے ساتھیوں کی حالت پوچھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ صفر باقی لوگوں سے زیادہ زخمی تھا۔ لیکن دوسری طرف مسلسل گھنٹی بجتی رہی۔ مگر کسی نے ریسپورڈ نہ اٹھایا تو اسی لمحے روشام واپس کمرے میں داخل ہوا۔ عمران نے ریسپورڈ کھ دیا۔

"میں نے کار کا بندہ ولست کر دیا ہے۔ اب آپ آئیے۔ یہ آپ کو محفوظ جگہ لے چلوں۔" — روضہ شام نے ٹرودین سے منی طلب ہو کر کہا۔

"ایگزینیٹر فون اسٹڈ نہیں کر رہا۔" — عمران نے ٹرودین سے منی طلب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ آپ اسے فون کر رہے تھے۔ ہو سکتا ہے وہ ساتھ بیٹوں کے پاس ہو۔ فون تو اوپر ہے۔" — ٹرودین نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ روضہ شام انہیں لے کر باغ کے کمرے میں آیا۔ اور پھر ایک لفٹ کے ذریعے وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔

"میں دوبارہ چیک کر لوں۔" — عمران نے اس کمرے میں پہنچتے ہی دہاں موجود فون کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ کہ ٹرودین روضہ شام کو لے کر ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ شاید عمران اور اپنے بارے میں روضہ شام کو تفصیل بتانا تھا۔ عمران نے دوبارہ نمبر ملایا۔ لیکن اس بار بھی دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی۔ لیکن کافی دیر تک کسی نے ریسپونڈ نہ کیا۔ تو عمران نے ریسپونڈ کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں اب الجھ کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"عمران صاحب۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے میں پہلے ایک میاں میں ایک نیم سرکاری تنظیم کے ساتھ کام کر رہا ہوں۔ اور آپ کے متعلق ہمارے ٹاپ ایجنٹوں کے در

باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہاں آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی گو میں یہاں نیا آیا ہوں اور ابھی تک یہاں میں نے کوئی گروپ وغیرہ تو نہیں بنایا لیکن میں ہر صورت میں آپ کا ساتھ دوں گا۔" — روضہ شام نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے ہجے میں عقیدت کی پرجھپٹیاں موجود تھیں۔

"شکریہ مسٹر روضہ شام۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے اس سے مصافحہ کیا۔ پھر ٹرودین نے جو لیا اور تنویر کا تعارف بھی کر دیا۔ اور روضہ شام نے انہیں بھی خوش آمدید کہا۔ "میرا دل کہہ رہا ہے ٹرودین کہ دہاں ایگزینیٹر اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ کوئی گروپ بڑھو گئی ہے۔ ہمیں فوراً دہاں چلنا چاہیے۔" — عمران نے ہونٹ چپاتے ہوئے کہا۔

"آپ یہیں رہیں۔ میں میک اپ بدل کر دہاں جاتا ہوں۔ ہم سب کا اکٹھے جانا ٹھیک نہیں ہے۔ اس وقت لازماً ہمیں ارد گرد تلاش کیا جا رہا ہوگا۔" — ٹرودین نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ کمرے کے مٹائے کے اس طرح پتہ نہ نکل جانے کی وجہ سے وہ واقعی یقینی خطرے سے دوچار تھے۔

ٹرودین نے روضہ شام کی مدد سے ماسک میک اپ کیا لباس بدلا۔ اور پھر روضہ شام کے ساتھ ہی وہ اس تہہ خانے سے باہر نکل گیا۔ عمران صوفے پر آنکھیں بند کئے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"میرا خیال ہے ہمیں واپس چلا جانا چاہیے۔" اچھا۔
ایک سائیڈ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا تو عمران اور جو
چونک کر اُسے دیکھنے لگے۔

"خیریت۔ کس کی یاد ستلنے لگی ہے؟" عمران
مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ مشن ہے۔ ہم بندل چوہوں کی طرح جگہ جگہ چھپتے
رہے ہیں۔" تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور عمر
مسکرا دیا۔

"تمہارا مطلب ہے بہادر چوہوں کی طرح ہمیں خود
پنجبرے کی طرف بڑھ جانا چاہیے؟" عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"تنویر درست کہہ رہا ہے عمران۔ میں خود اس مشن
شدید بوریٹ محسوس کرنے لگی ہوں۔ اب تک ہم نے کیا
سوائے اس کے کہ اپنے ساتھی زخمی کرا لئے ہیں یا خود
چھپاتے پھر رہے ہیں۔ کمرسٹائن کو گولی مارنے کا موقع
ہم نے باقاعدہ اس سے مذاکرات شروع کر دیئے۔
نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا اور جو لیا کی حمایت کا
ہی تنویر کا سوتا ہوا چہرہ ایک لخت کھل اٹھا۔

"میں نے تو اپنے طور پر کوشش کی تھی کہ کمرسٹائن کو
ہی سیدھا کمر لوں۔ دراصل میرا دل نہ چاہ رہا تھا کہ ایک
سرکاری عہدے دار کو صرف ایک انعام کے چکر میں مارا

بہر حال اب مجبوری ہے۔ کمرسٹائن فطری طور پر ٹیڑھلے اور
ایسا آدمی واقعی باتوں سے سیدھا نہیں ہو سکتا۔"
عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم نے ڈاکٹر گمراہم والی پیش کش کس خیال سے کر دی تھی
اگر ڈاکٹر گمراہم رضامند ہو جاتا تو کیا تم لارڈ رابنسن کو مجبور کر
دیتے کہ وہ انعام ڈاکٹر زبیری کی بجائے ڈاکٹر گمراہم کو دے
دیتا۔ دیے ڈاکٹر گمراہم کی بات سن کر مجھے یقین آ گیا ہے کہ
عرشہ واقعی بیمار تھی اور تم نے اس کے ساتھ جو رویہ رکھا تھا
وہ اُسے تندرست کرنے کے لئے تھا ورنہ مجھے کسی صورت یقین
ہی نہ آتا تھا۔" جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر گمراہم ایک سائنسدان ہے۔ عظیم سائنسدان اور
ایسے لوگوں کی ذہنی عظمتوں سے میں واقف ہوں۔ اس لئے مجھے
مکمل اعتماد تھا کہ ڈاکٹر گمراہم کبھی ذہنی دستی انعام لینے پر رضامند
نہ ہوگا۔ اور تم نے دیکھا کہ میرا خیال سو فیصد درست ثابت
ہوا۔ اور جہاں تک مس عرشہ والی بات کا تعلق ہے میں
عرشہ واقعی ذہنی بیمار تھی۔ اور یہ مجھے معلوم ہے کہ اس کے
ساتھ جس قدر وقت میرا گزارا ہے۔ وہ میں نے کس طرح پل
صراط پر چل کر گزارا ہے۔ میرا ایک لفظ میری اخلاق سے گری
ہوئی بالکل چھوٹی سی حرکت نہ صرف سارے مقصد کو تباہ کر
دیتی بلکہ مس عرشہ کی موت بھی یقینی ہو جاتی۔ ورنہ بے شمار
بار میری زبان کھلائی تھی۔ مگر مجبوری تھی۔ اور مجھے واقعی جب

یہ اطلاع ملی کہ میری اس محنت کا نتیجہ آپریشن کی کامیابی کی صورت میں نکلا ہے۔ مجھے حقیقتاً دلی مسرت ہوئی تھی۔ انسانیت کو فلاح کے اس عظیم مقصد میں اب میرا بھی حصہ شامل ہو گیا ہے۔ عمران نے کہا۔ اور جو لیا کے چہرے پر واقعی تسکین کے آثار نمودار ہو گئے۔

”اب کوئی ایسا پروگرام ہمیں بنانا چاہیے کہ ہم اس طرح چھپنے کی بجائے جارحانہ ایکشن میں آسکیں“۔ تنویر نے اور پھر اس سے پہلے کہ عمران تنویر کی بات کا جواب دیتا، پر موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر فون کی دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ریسورس اٹھا لیا۔

”یس“۔ عمران نے صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کیا کہ اُسے معلوم نہ تھا کہ فون کس کے لئے ہے اور کون کمرہ مانا۔ ”عمران صاحب۔ میں ٹرومین بول رہا ہوں“۔ دوسری طرف سے ٹرومین کی قدرے متوحش سی آواز سنائی دئی اور عمران چونک پڑا۔

”کیا ہوا ٹرومین“۔ عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا وہ ٹرومین کا متوحش لہجہ سن کر ہی ٹھٹھک گیا تھا۔ ”عمران صاحب۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ تہہ خانہ بے غالی ہے۔ ایگزیکٹو روم اور باقی ساقی غائب ہیں۔ بیٹا ٹک بھی کچھ ہوا تھا۔ میں نے ردشام کی مدد سے یہاں کچھ انکوائری کی ہے تو پتہ چلا ہے کہ روٹ کی سرچنگ سیکشن کی دو گاڑیاں

یہاں گھومتی دیکھی گئی ہیں“۔ ٹرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”اوہ۔ ویسی ہیڈ۔ اس کا مطلب ہے ہماری عدم موجودگی میں انہوں نے ہمارے سائیکلوں کو نہ صرف ٹریس کر لیا بلکہ وہ انہیں ساتھ بھی لے گئے، تم فوراً واپس آ جاؤ۔ اب ان کے ہیڈ کو آرٹ پر فوری ریڈ کئے بغیر ہمارے پاس اور کوئی چارہ کار نہیں ہے“۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ریسورس رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں شدید تشویش کے آثار ابھر آئے تھے۔

”صفر تو شدید زخمی تھا“۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تنویر۔ تیار ہو جاؤ۔ اسٹرن نے تمہاری دعا سن لی ہے۔ ردشام سے ہمیں ضروری اسلحہ مل جائے گا“۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا جیسے عمران نے روٹ کے انتہائی محفوظ ہیڈ کو آرٹ پر حملہ کرنے کی بجائے اُسے کسی پکنک پر چلنے کی دعوت دے دی ہو۔

کمرے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی اس نے اسے اس کار کی تفصیلات بھی بتا دیں جس پر وہ لوگ وہاں پہنچے تھے۔ اور اب کمرافٹ کی تجویز پر وہ عمران کے ساتھیوں اور الیگزینڈر کو فوری طور پر ہلاک کمرے کے لئے اس کمرے کی طرف بڑھا جا رہا تھا جس میں انہیں رکھا گیا تھا۔

”باس ویاں بھی آپ کو انہیں فوراً گولیوں سے اڑا دینا چاہیے تھا۔“ لارڈ رابنسن کو تو بہر حال ہم ٹمپس کمرے ہی لیتے۔ ”راہداری میں پلٹے ہوئے کمرافٹ نے کہا تو کمر سٹائن ایک جھٹکے سے مڑا۔ ”سنو کمرافٹ۔ آئندہ مجھے سبق پڑھانے کی کوشش نہ کرنا۔ سمجھ۔ میں جو مناسب سمجھتا ہوں وہی کرتا ہوں۔ یہ میری طرف سے لاسٹ وارننگ ہے۔“ کمر سٹائن نے انتہائی فصیلے انداز میں کہا۔

”سو ری باکس۔“ کمرافٹ نے ہونٹ بھیچتے ہوئے کہا۔ اور کمر سٹائن تیزی سے مڑ کر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیز دونوں ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں سٹرکیروں پر الیگزینڈر لونی لارڈ رابنسن اور عمران کے دونوں ساتھی چڑے کی بیلٹوں سے بے ہوش ہوئے بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ الیگزینڈر کے علاوہ دوسرے تینوں افراد کے جسموں پر جگہ جگہ پٹیاں بندھی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اور ایک آدمی کا تو آدھے سے زیادہ جسم پٹیوں میں لپٹا ہوا تھا۔

”انہیں ہوش میں لے آؤ تاکہ میں ان کے حلق سے نکلنے

”باس۔“ اس لارڈ رابنسن کے علاوہ عمران کے ارد گرد زخمی ساتھیوں اور الیگزینڈر کو فوراً گولیوں سے اڑا دینا چاہیے۔ کمرافٹ نے کمر سٹائن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ میں اپنے ہاتھوں انہیں گولیاں مارنا چاہتا ہوں۔“ کمر سٹائن نے کہہ کر پھر وہ دونوں اس کمرے سے نکل کر آگے پیچھے چلتے ہوئے سے راہداری میں بڑھنے لگے۔ کمر سٹائن ابھی ٹاپ ہلز سے فرار ہو کر یہاں ہیٹ کو اڑھ پھینچا تھا۔ اور یہاں آتے ہی اُسے معلوم ہوا کہ لارڈ رابنسن، الیگزینڈر اور عمران کے ساتھیوں کو لونی نے ٹمپس کمرے کے یہاں پہنچا دیا ہے تو اس نے اور انتقام سے بگڑا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے سب سے لونی کو کال کر کے انہیں عمران اور اس کے باقی ساتھیوں

والی چپوں کی آوازیں بھی سن سکوں۔“ کمر سٹائن نے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے سخت ہلچے میں کہا۔

”یس باس۔“ کمر افٹ نے کہا اور پھر اس نے کمرے میں موجود ایک آدمی کو اشارہ کیا تو وہ آدمی ہاتھ میں بکڑی سرخ لئے تیزی سے عمران کے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ کمر نے شاید پہلے ہی اس کا انتظام کر رکھا تھا۔ کیونکہ اس نے اس سے پوچھ لیا تھا کہ انہیں کس گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے اس نے سرخ میں موجود محلول کی کھوڑی کھوڑی مقدار چار بے ہوش افراد نے بازوؤں میں انجکٹ کی اور پھر ایک طرف ہٹ گیا۔ سرخ اس نے ایک کونے میں رکھے ہوئے ڈبے میں اچھال دی تھی۔

”گڈ۔ تمہاری یہی کارکردگی مجھے پسند ہے۔ کہ ہر چیز کا سے خیال رکھتے ہو۔ لیکن میری یہ بات یاد رکھنا کہ میں اپنے میں کسی کی معمولی سی مداخلت بھی پسند نہیں کیا کرتا۔“ کمر نے کمر افٹ سے مخاطب ہو کر اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ آئندہ آپ کو شکایت نہ ہوگی۔“ کمر نے جواب دیا اور کمر سٹائن سر ہلاتے ہوئے دوبارہ ان بے افراد کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جن کے جسموں میں پیدا ہونے والی سی حرکت بتا رہی تھی کہ وہ اب ہوش میں آتے جا رہے ہیں۔ چند لمحوں بعد باری باری سب نے کمر اہتے ہوئے آنکھیں

”تم میرے دشمنوں سے مل گئے ہو ایگزینیٹر۔ تمہارا خیال تھا کہ تم ان سے مل کر دوبارہ عہدہ حاصل کر لو گے۔ حالانکہ میں نے صرف تمہیں اس لئے زندہ رکھا تھا کہ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم کبھی میرے آرٹے نہ آؤ گے۔“ کمر سٹائن نے آگے بڑھ کر سٹریچر پر بندھے پڑے ایگزینیٹر کے چہرے پر زور دار پھپھڑاتے ہوئے غرا کر کہا۔

”میں نے کوئی بد عہدی نہیں کی کمر سٹائن۔ البتہ تم نے بد عہدی کی ہے۔ تم نے ویسٹرن کارمن کے شریف لوگوں پر ظلم کیا انتہا کر دی ہے۔ جب کہ جرائم پیشہ افراد کی تم رقم لے کر سرپرستی کرتے ہو۔ حالانکہ تم نے بھی یہ وعدہ کیا تھا کہ تم میرا عہدہ نبھانے کے بعد ویسٹرن کارمن کے تحفظ کے لئے کام کرو گے۔“

انے میرے خلاف جو سازش کی تھی وہ تو میں برداشت کر چکا تھا۔ لیکن تم جو کچھ دوسروں کے ساتھ کر رہے ہو۔ وہ میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ مجھے عہدے کا کوئی لالچ نہیں ہے۔ لیکن اب اس نتیجے پر ضرور پہنچا ہوں کہ ویسٹرن کارمن کے لئے تمہارا وجود بل شرم ہے۔“ ایگزینیٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے اب دیا۔

”اچھا تو یہ بات ہے۔ تمہیں اب اتنی جمات پیدا ہو گئی ہے۔ تم میرے سامنے ہی میرے متعلق ایسے گستاخانہ الفاظ بولو۔ ابھی تمہیں اس کا مزہ چکھاتا ہوں۔“ کمر سٹائن نے ریہ غصے سے حلق کے بل پیختے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ پیچھے

تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔ اب کمرے میں صرف وہی نوجوان رہ گیا تھا۔ جس نے انہیں انجکشن لگائے تھے۔ وہ دروازہ کے قریب دیوار سے لگا خاموش کھڑا تھا۔

"کیا تم مجھے پانی پلوا سکتے ہو دوست" — اچانک ٹائیگر نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پانی — اودہ ہاں ضرور پلوا سکتا ہوں۔ میں لے آتا ہوں" اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی وہ دروازہ کھول کر باہر گیا ٹائیگر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے ٹانگوں کے گود بندھی ہوئی بیلٹس کھولنی شروع کر دیں۔

"ارے۔ تم نے بیلٹس کھول لیں" — ایگزینیٹ رابرٹ رابنس دونوں کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاتھوں والی بیلٹس تو میں پہلے ہی کھول چکا تھا۔ لیکن جب یہ ٹانگوں والی بیلٹس نہ کھول لیتا میں ایکشن میں نہ آ سکتا تھا۔ اگر یہ آدمی اچانک نہ آجاتا تو میں نے اس حالت میں بھی ایکشن آنے کا فیصلہ نہ کیا تھا۔ پھر جو ہوتا بہر حال دیکھا جاتا" —

ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ بیلٹس کھول کر سر پیر سے نیچے اتار آیا۔ اُسی لمحے دروازہ کھلا اور وہ نوجوان ہاتھ میں پانی کی بوتلی اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اور پھر اس نے پہلے کہ وہ سنبھلتا ٹائیگر بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا۔

اُسے گھسیٹتا ہوا دروازے کی سائیڈ پر لے آیا۔ بوتلی نیچے گر گئی اور نوجوان نے اپنے آپ کو چھڑانے کی سر توڑ کوشش کی لیکن دوسرے لمحے ہلکی سی کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی گم دن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کا دفاع کرنے کی کوشش کرتا ہوا جسم بیک لخت ٹائیگر کی گرفت میں ڈھیرا پڑ گیا۔ ٹائیگر نے چونکہ ایک ہاتھ اس کے منہ پر جمایا ہوا تھا۔ اس لئے اس ساری جدوجہد کے دوران اس نوجوان کے منہ سے ہلکی سی آواز بھی نہ نکل سکی تھی۔ اس نوجوان کے مرتے ہی ٹائیگر نے اُسے جلدی سے دیوار کی سائیڈ پر لٹایا اور اس کے کانڈھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر اس نے سب سے پہلے دروازہ بند کر کے اُسے اندر سے چٹنی لگائی اور پھر واپس آکر اس نے ایگزینیٹ رابرٹ رابنس اور صفدر کی بیلٹس کھول دیں۔ اور رابنس اور صفدر دونوں چلنے کے قابل نہ تھے۔ جب کہ ایگزینیٹ بالکل صحیح تھا۔

"اب کیا ہو گا۔ ہم تو ان کے ہیٹ کو اڑٹہ میں ہیں اور ہمارے دوسرے ساتھی تو چل بھی نہیں سکتے" — ایگزینیٹ رابرٹ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے باہر جا کر دیکھنا ہو گا۔ آپ یہیں ٹھہریں میں آپ کے لئے ایک اور گن کا بندوبست کر لوں کم از کم اگر مزناہتی پڑا۔ تو بے بسی کی موت تو نہ مرے گی" — ٹائیگر نے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھا اور ابھی چٹنی کھولی ہی تھی کہ اُسے باہر تیز تیز قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے مشین گن ہاتھ میں پکڑ لے سائیڈ

پہ ہو گیا۔ الیگزینڈر بھی تیز مگر محتاط قدموں سے دوسری سائیڈ پر
 ہو گیا۔ قدموں کی آدائیوں چونکہ دو آدمیوں کی تھیں۔ اس لئے ٹائیگر نے
 دوسری سائیڈ پر دیوار سے کھڑے الیگزینڈر کو انگلیوں کے اشارے
 سے بتا دیا کہ آنے والے دو ہیں۔ دوسرے لمحے دروازہ ایک
 دھماکے سے کھلا اور پھر کمرسٹائن اور کرافٹ کے بعد دیگرے
 اندر داخل ہوئے۔ کمرسٹائن خاصے غصے میں لگ رہا تھا۔ اس لئے
 وہ کافی آگے آکر کھٹکھٹکا تھا۔ کہ اُسی لمحے دونوں سائیڈوں سے ٹائیگر
 اور الیگزینڈر دونوں نے ان پر چھلانگیں لگا دیں۔ ٹائیگر نے کمرسٹائن
 کو اکٹھا کر ایک لمحت منہ کے بل فرش پر بٹخا۔ جب کہ کرافٹ الیگزینڈر
 سے کہیں زیادہ پھرتیلانکلا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے الیگزینڈر
 کا حملہ بچایا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں —
 موجود مشین پٹل سے فائرنگ ہوئی اور الیگزینڈر بڑی طرح چختا
 ہوا نیچے گرا۔ ٹائیگر نے کرافٹ کی اچانک فائرنگ سے بچنے کے
 لئے ایک لمحت غوطہ لگایا اور پھر وہ واقعی حیرت انگیز طور پر اچھل کر
 کرافٹ پر جو اس کے غوطہ لگنے پر مشین پٹل سمیت اس کی طرف
 گھوم رہا تھا پوری قوت سے ٹکرایا اور اس بار کرافٹ اچھل کر
 فرش سے اٹھتے ہوئے کمرسٹائن سے جا ٹکرایا۔ لیکن نیچے گرتے
 ہی کرافٹ نے انتہائی حیرت انگیز طور پر قلابازی کھائی اور دوسرے
 لمحے اس کی فلائنگ گک اپنی طرف بڑھتے ہوئے ٹائیگر کے سینے
 پر پڑی۔ اور ٹائیگر اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ کرافٹ نے
 ایک بار پھر قلابازی کھائی اور سیدھا ہوتے ہی اس نے انتہائی

پھرتی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پٹل کا فائر ٹائیگر پر کھولنا
 چاہا ہی تھا کہ فرش پر زخمی پڑے ہوئے الیگزینڈر کی دونوں ٹانگیں
 قوس کی صورت میں گھومیں اور کرافٹ پختا ہوا اس بار اٹھ کر
 دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے کمرسٹائن سے جا ٹکرایا۔ ٹائیگر
 کے لئے اتنا وقفہ کافی ہو گیا۔ کرافٹ اپنی طرف سے نیچے گرا کر انتہائی
 پھرتی سے اٹھا تھا۔ لیکن اب ٹائیگر نہ صرف اٹھ چکا تھا بلکہ وہ
 مشین گن بھی سنبھال چکا تھا۔ چنانچہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں
 کے ساتھ ہی کرافٹ کے سینے پر جیسے گولیوں کی بارش سی ہو گئی۔
 اور وہ لٹو کی طرح گھومتا ہوا نیچے گرا گیا۔

”خبردار ورنہ“ — ٹائیگر نے اٹھ کر کسی چوبے کی طرح دروازے
 کی طرف لپکتے ہوئے کمرسٹائن کی طرف مشین گن کا رخ کرتے
 ہوئے چیخ کر کہا۔ اور کمرسٹائن نے اس طرح دونوں ہاتھ سر
 سے بلند کر لئے جیسے اس کے بازوؤں میں کوئی مشین فٹ تھی۔
 جس نے اس کے دونوں بازو بلند کر دیتے تھے۔ کمرسٹائن کا
 چہرہ زخمی بھی تھا اور خوف و دہشت سے بگڑا ہوا بھی تھا۔
 ”مم — مم — مت مارو مجھے مت مارو“ — اس نے
 گھگھکیاتے ہوئے کہا۔

”دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ جلدی کرو۔ ورنہ بھون
 ڈالوں گا“ — ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔
 ”تت — تت — تم جو کہو گے وہی کروں گا۔ مت مارو
 مجھے مت مارو“ — کمرسٹائن نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں

کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ دیوار کی طرف گھوم کر تیزی سے آگے بڑھا۔ اور دیوار پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ ٹائیگر نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کی جیبوں کی تلاشی لی۔ لیکن اس کی جیبوں میں کچھ نہ تھا۔

”ایسے ہی کھڑے رہو۔ خبردار اگر حرکت کی“۔ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے پیچھے کھسک کر اس نے دروازے کے پٹ بند کر کے کنڈی لگا دی۔ الیگزینڈر کے پہلو میں گولیاں لگی تھیں۔ اور وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے پہلو سے خون تیزی سے نکل رہا تھا۔

”ادھر آؤ۔ اور اپنی قمیض پھاڑ کر اس کے پہلو پر پیٹی باندھ دو۔ جلدی کر دو“۔ ٹائیگر نے ایک طرف پڑا ہوا کمرافٹ کا مشین پٹل اٹھاتے ہوئے کہا۔ لارڈ رابنس اس دوران سٹریچر پر اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔ اور وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا۔ اس کے چونکہ پیٹ میں گولی لگی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ زیادہ تیزی سے حرکت کرنے سے معذور تھا۔ البتہ آہستہ آہستہ چل سکتا تھا۔ جب کہ صفدر کے پیٹ کو لہے اور رانوں میں کئی گولیاں لگی تھیں۔ اس لئے وہ چلنے پھرنے سے مجبور تھا۔ ٹائیگر کے کہنے پر لارڈ رابنس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی قمیض کو ایک سائیڈ سے پھاڑا اور پھر اس نے الیگزینڈر کے پہلو پر پیٹی باندھ دی۔ اس سے کم از کم فوری طور پر خون نکلنے کا مسئلہ تو حل ہو چکا تھا۔ لیکن وہ یہ سوچ رہا تھا کہ

یہاں سے نکل کر وہ آخر جاتے کہاں۔

”سنو۔ تمہارے اس ٹوٹی ہوئی ٹائیگر نے مشین پٹل کی نالی کمر سٹائن کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے انتہائی سر دہلجے میں کہا۔

”عمران رو شام کلب میں ہے۔ لیکن وہاں اس کے ساتھ صرف اس کے دو ساتھی ہیں۔ ٹو دین وہاں نہیں ہے۔ ٹوٹی نے نے انہیں ٹم لیس کر لیا ہے۔ میں نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ وہیں میرا اور کمرافٹ کا انتظار کرے۔ میں تم سب کو ختم کر کے وہاں ریڈ کے لئے خود جانا چاہتا تھا۔ لیکن.....“

”سنو کمر سٹائن نے جلدی جلدی بتاتے ہوئے کہا۔ وہ دانتی انتہائی بزدل آدمی تھا۔ کمرافٹ کی ہلاکت اور اپنی موت کو سامنے دیکھ کر وہ بالکل ہی بھٹیڑ بن چکا تھا۔

”سنو کمر سٹائن۔ ہمیں اپنی موت کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تم نے اب تک ہماری کارکردگی دیکھ ہی لی ہے۔ لیکن میرا وعدہ ہے کہ اگر تم نے میری ہدایات پر درست طور پر عمل کیا تو۔ تمہاری زندگی میرے ہاتھوں محفوظ رہے گی۔ لیکن اگر تم نے کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو ایک لمحے میں گولیوں کی بوچھاڑ کر دوں گا۔ اور مشین گن کی گولیاں اس بات کی پرواہ نہیں کیا کرتیں کہ اس کے سامنے کمر سٹائن ہے یا کوئی اور“۔ ٹائیگر نے انتہائی سر دہلجے میں کہا۔

”تم مجھے مت مارو۔ میں تمہاری ہر ہدایت پر عمل کر دوں گا۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب ٹاپ پر ائز انعام میں بھی مدخلت
کروں گا۔ مجھے مت مارو۔“ کمر سٹائن نے گھگھیا تے
ہوتے ہلچے میں کہا۔

”آؤ میرے ساتھ۔ میرے ساتھی ابھی یہیں رہیں گے۔“
ٹائیگر نے کہا۔ اور پھر وہ کمر سٹائن کو لے کر دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔

”اطمینان سے آگے چلو اور سب سے قریبی اس کمرے پر
چلو جہاں فون موجود ہو اور چل کمرہ شام کلب میں میری عمر
صاحب سے بات کرو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اگر زندہ
رہنا چاہتے ہو تو کسی قسم کی چالاکی دکھانے کی کوشش نہ کرو
ٹائیگر نے باہر راہداری میں آتے ہوئے کہا۔ اور کمر سٹائن
سر ہلا دیا۔ پھر وہ راہداری کے آخر میں موجود ایک کمرے پر
گھس گیا۔ اس کمرے میں کوئی آدمی نہ تھا۔ البتہ ایک
پہ فون موجود تھا۔ کمر سٹائن نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔“ رسیور اٹھلتے ہی دوسری طرف سے
سنائی دی۔

”کمر سٹائن بول رہا ہوں۔ روشام کلب میں مسٹر علی عمر
موجود ہیں۔ ان سے رابطہ کرو اور انہیں کہو کہ ان کے ساتھ
ٹائیگر صاحب ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں روم نمبر
تقریبی میں موجود ہوں۔ یہیں بات کرو۔“ کمر سٹائن
نے کہا۔

”یس باس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کمر سٹائن
نے رسیور رکھ دیا۔

”کیا تم بتا سکتے ہو کہ تم کیسے رہا ہو گئے۔ میری سمجھ میں اب تک
یہ بات نہیں آتی کہ ہر بار تم آخر پر اسرار انداز میں کیسے اپنے آپ
کو چھپا لیتے ہو۔“ رسیور رکھ کمر سٹائن نے ٹائیگر سے
مخاطب ہو کر کہا۔

”فضول باتیں مت کرو۔ خاموش رہو۔“ ٹائیگر نے اُسے
بڑی طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔ اس کے ہلچے میں ایسی غراہٹ تھی کہ
کمر سٹائن یک لخت سہم کر خاموش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ٹیلی فون
کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کمر سٹائن نے رسیور اٹھا لیا۔
”یس۔“ کمر سٹائن نے تیز ہلچے میں کہا۔

”باس۔ روشام کلب میں کوئی مسٹر علی عمران موجود نہیں ہیں۔
البتہ روشام فون پر ہیں ان سے بات کر لیں۔“ دوسری طرف
سے کہا گیا۔

”تم ادھر کونے میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور رسیور مجھے دو۔“
ٹائیگر نے آہستہ آواز میں لیکن انتہائی سخت ہلچے میں کہا۔ اور
کمر سٹائن نے رسیور ٹائیگر کے ہاتھ میں دیا اور خود خاموشی سے
چلتا ہوا دروازے کی مخالف سمت کمرے کے کونے میں جا کھڑا
ہوا۔

”مسٹر روشام میں عمران صاحب کا ساتھی ٹائیگر بول رہا ہوں۔
ردٹ کے ہیڈ کوارٹر سے کمر سٹائن اب ہمارے مخالف نہیں

رہے۔ بلکہ مذاکرات کے بعد اب وہ ہمارے ساتھی بن چکے ہیں۔
اب پہلے دالی صورت حال نہیں رہی۔ اس لئے آپ عمران صاحب
سے میری بات کہہ دیں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ کمرسٹائن کو اس کے
آدمی ٹونی نے یہ اطلاع دے دی تھی کہ مسٹر علی عمران جو لیا اور
تنویر ردشام کلب میں موجود ہیں البتہ مسٹر ٹوڈین وہاں موجود نہ
تھے۔ کمرسٹائن نے اس ٹونی کو انتظار کرنے کا حکم دیا تھا وہ خود
وہاں ریٹ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن پھر ہمارے ساتھ مذاکرات کے بعد
صورت حال تبدیل ہو چکی ہے۔ اب مسٹر کمرسٹائن ہمارے
ساتھی بن چکے ہیں۔ لارڈ رابنسن نے ان سے صلح کر لی ہے۔
ٹائیگر نے جان بوجھ کر ایسے فقرے کہے تاکہ ہیٹھ کو اڈارٹر ایکس چینج میں
بیٹھا ہوا آپرٹر اصل صورت حال کو نہ سمجھ سکے۔ ورنہ ٹائیگر جانتا تھا
کہ اس کے ساتھی شدید زخمی ہیں۔ اور وہ اکیلا اس ہیٹھ کو اڈارٹر کے
آندر موثر طور پر نہ اپنا دفاع کر سکے گا اور نہ اپنے ساتھیوں کا یہ
تو کمرسٹائن کی فطری بند دلی تھی کہ وہ اس طرح بھیڑ بنا ہوا تھا۔
ورنہ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو لازماً اب تک صورت حال کو ان کے
خلاف بدل چکا ہوتا۔

"ہیلو ٹائیگر۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ کیا تم ریٹ سرکل سے
بول رہے ہو؟" اُسی لمحے عمران کی آواز ریسورپر ابھری۔ وہ
شاید ردشام کے ساتھ موجود تھا۔ اور ٹائیگر کی باتیں سن رہا تھا۔
"یس باس ٹاپ ریٹ سرکل سے بول رہا ہوں۔ البتہ اس جگہ کو
یہ لوگ ہیٹھ کو اڈارٹر کہتے ہیں۔ میرے سب ساتھی اد۔ کے ہیں۔ مسٹر

کمرسٹائن مکمل طور پر ہمارا ساتھ دینے پر رضامند ہو چکے ہیں۔ بس اب
فائنل مذاکرات آپ سے ہونے باقی ہیں۔ تاکہ معاہدہ مکمل ہو سکے۔"
ٹائیگر عمران کی طرف سے بولے گئے لفظ ریٹ سرکل کو چونکہ اچھی طرح سمجھتا
تھا۔ اس لئے اس نے اُسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ریٹ سرکل
سے عمران کا مطلب تھا کہ کیا اس نے زبردستی قابو پا رکھا ہے۔
"اور۔ کے۔ میں فائنل مذاکرات کے لئے تیار ہوں۔ تم ایسا کر دو کہ
مسٹر کمرسٹائن کو ساتھ لے کر وہیں ردشام کلب آ جاؤ۔ اپنے ساتھیوں
کو بھی ساتھ لیتے آنا۔ ہم یہاں مسٹر کمرسٹائن کے استقبال کے
لئے تیار ہیں۔ اور اُسے یقین دلاتے ہیں کہ جو معاہدہ تم نے ان سے
کیا ہے۔ ہم بھی اس معاہدے پر قائم رہیں گے۔ صرف تفصیلات
طے کریں گے معاہدہ وہی رہے گا۔" عمران کی آواز سنائی
دی۔

"اور۔ کے باس۔" ٹائیگر نے کہا۔ اور ریسور رکھ دیا۔
"تم نے آواز سن لی ہو گی کمرسٹائن۔ یہ تمہارے لئے زندگی
بچانے کا آخری موقع ہے۔ ہمیں تمہارے ہیٹھ کو اڈارٹر، تمہاری
ایجنسی ددٹ یا تمہاری موت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہم صرف
بچنا چاہتے تھے کہ تم ٹاپ پر انڈیز میں مداخلت نہ کر دو۔ اور اس کا
عدہ تم نے خود کر لیا ہے۔ لیکن اگر تمہاری نیت میں ذرا سا
گھموٹ ہے تو پھر نہ تم زندہ رہو گے نہ تمہارا ہیٹھ کو اڈارٹر سلامت
رہے گا۔ اور نہ تمہاری ایجنسی۔ بولو کیا چاہتے ہو؟" ٹائیگر
نے ریسور رکھ کر انتہائی کم خست لہجے میں کہا۔

"میں نے وعدہ کر لیا ہے۔ اور تم یقین رکھو میں اپنا وعدہ پورا کر دوں گا۔ میں تمہارا اور تمہارے زخمی ساتھیوں کو یہاں سے روٹھام کلب بھیجنے کا بندوبست کر دیتا ہوں۔ اس الیگزینڈر بینڈر بینڈر بھی کر دیتا ہوں۔ کمسٹائن نے جلدی سے کہا۔

"تمہیں میرے ساتھ جانا ہو گا سمجھو۔ بہر صورت میں۔ اور یہ سن لو کہ لارڈ رابنسن جب تک ٹاپ پرائز کا اعلان نہ کر دے گا۔ ہمارے پاس رہو گے۔ اس کے بعد ہم تمہیں زندہ اور صحیح۔ واپس کر دیں گے اور خود اپنے ملک چلے جائیں گے۔ بس یہ آخری فیصلہ ہے۔ اور اب اس سلسلے میں مزید کوئی بات ہوگی۔" ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ مجھے منظور ہے۔" کمسٹائن نے ایک

سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی سمجھا رہے ہو۔" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمسٹائن کو ساتھ لے کر اس کمرے سے باہر آ گیا۔ رامہاری کی دوسری طرف ایک برآمدہ سا تھا۔ وہاں مشین سے مسلح چار افراد موجود تھے۔ لیکن کمسٹائن نے یہاں کو خلاف معمول حرکت نہ کی۔ حالانکہ ٹائیگر پوری طرح چوتھا۔

اپنے دفتریں آکر کمسٹائن نے فون پر بہ آیات دینی نہ کر دیں۔ کرافٹ اور دوسرے آدمی کی لاشیں اس نے بہ بھٹی میں ڈالنے کا حکم دیا۔ الیگزینڈر کو فوری طبی امداد دینے

ساتھ ساتھ اس نے ایک سٹیشن ویگن بھی تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے ٹوٹی کو ٹرانسمیٹر کال کرنے کے واپس اس کے ہیڈ کو آرڈر جانے کے احکامات دے دیئے۔ گو جب کمسٹائن سٹیشن ویگن میں اپنے ساتھیوں اور کمسٹائن کو لے کر ہیڈ کو آرڈر سے باہر نہ آ گیا تھا۔ بے حد چونکا رہا تھا۔ لیکن کمسٹائن کے عمل سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اب مکمل طور پر مینز فائر کر چکا ہے۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بھی ایسی حرکت نہ کی تھی جس سے اس کی بدنیاتی ظاہر ہوتی۔

کے لئے جو مشن بھی بھیجا جاتا تھا وہ بھی کہ سٹائن کے ذریعے ہی اس
 تک پہنچتا تھا۔ بس اس کا کہ سٹائن کے ساتھ صرف اتنا ہی تعلق
 تھا۔ ورنہ باقی ہر کام میں وہ مکمل طور پر آزاد تھا۔ کہ سٹائن کے
 ساتھ جب اُسے کوئی بات کہنی ہوتی یا کہ سٹائن نے جب اُسے
 کوئی ہدایت دینی ہوتی تو وہ خصوصی فون لائن پر اس سے بات کہ
 لیتا تھا۔ سو رولو اس وقت اپنے ایک اہم مشن کے سلسلے میں
 ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ کہ میز پر رکھے ہوئے
 ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور سو رولو نے چونک کر سر اٹھایا۔
 اور پھر ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

”یس سو رولو اسٹنڈنگ“ — سو رولو نے کمرخت لہجے میں

”باس۔ میں آسٹرم بول رہا ہوں۔ ایک اہم بات آپ
 سے کہنی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے دفتر میں
 حاضر ہو جاؤں“ — دوسری طرف سے ایک موڈبانہ آواز
 سنائی دی۔

”آجاؤ“ — سو رولو نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ اس کی
 فراخ پیشانی پر البتہ پہلے سے موجود شکنوں میں چند اور کا اضافہ
 ہو گیا تھا۔ آسٹرم بلیک روٹ کا سپیشل ایجنٹ تھا۔ اور
 خاصا ذہین آدمی تھا۔ اس لئے اس کی طرف سے اس طرح
 کی پر اسرار کال نے اُسے سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس نے
 ہانک بند کر کے میز کی دہانہ میں رکھی اور پھر آسٹرم کے انتظار

بلیک روٹ ہیڈ کوارٹر کا انچارج سو رولو اپنے دف
 بیٹھا ایک ضخیم فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ وہ لمبے
 اور بھرے ہوئے جسم کا ایک نوجوان تھا۔ بلیک روٹ گورو
 کی ایک شاخ تھی۔ لیکن وہ ریڈ روٹ سے یکسر مختلف دنیا
 میں کام کرتی تھی۔ ایک لحاظ سے اُسے سیکرٹ سروس کے
 انداز میں منظم کیا گیا تھا۔ وہ دیسٹرن کارمن کے اندرونی
 میں سی قسم کی کوئی مداخلت نہ کرتی تھی۔ اس کا تمام تر خیل
 ممالک سے متعلق تھا۔ گو بلیک روٹ کا چیف باس بھی کر
 ہی تھا۔ لیکن کہ سٹائن بلیک روٹ کے معاملات میں کوئی
 نہ لیتا تھا۔ اس لئے بلیک روٹ کا عملی طور پر سربراہ سو رولو ہی
 البتہ وہ اپنی کارکردگی کی ماہانہ رپورٹ کہ سٹائن کو باقاعدہ
 بھیجتا رہتا تھا۔ اور حکومت دیسٹرن کارمن کی طرف سے ا

میں بیٹھ گیا۔ کھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔
 "بس۔ کم ان"۔ سور لو نے کہا اور دروازہ کھلنے پر
 ایک چھری لے بدن کا سمارٹ سائنو جوان اندر داخل ہوا۔
 "آؤ بیٹھو آسٹرم۔ تمہاری کال نے مجھے پریشان کر دیا ہے"
 سور لو نے نرم لہجے میں کہا۔
 "باس۔ پرا بلم ہی ایسی ہے کہ مجھے خود آنا پڑا"۔ آسٹرم
 نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
 "اچھا۔ کیا بات ہے"۔ سور لو نے قدرے آگے کی
 طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"باس۔ کیا آپ یقین کریں گے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
 ہمارے ملک میں کام کر رہی ہے۔ اور پاکیشیا کا خوف ناک
 تمین آدمی علی عمران بھی یہاں موجود ہے"۔ آسٹرم نے کہا
 تو سور لو ایک لمحے تک تو ایسی نظروں سے آسٹرم کو دیکھتا رہا
 جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو۔ کہ یہ بات آسٹرم نے ہی کی ہے
 یا اس کے کان بج رہے ہیں۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بے
 اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"علی عمران۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں ویٹرن کاڈ
 کے دار الحکومت میں۔ یہ کیا کہہ رہے ہو آسٹرم۔ کیا تم نے
 میں تو نہیں ہو"۔ سور لو نے بے اختیار چہنچہنے کے سے انداز
 میں کہا۔
 "میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ آپ تو اس علی عمران اد

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔
 بہر حال مجھے اچانک ایک مقامی آدمی کی معرفت جب اس
 بات کا پتہ چلا تو میں نے بھی پہلے پہل آپ کی طرح اس پر یقین نہ
 کیا۔ لیکن جب میں نے مکمل انکوائری کی تو جو صورت حال سامنے
 آئی ہے وہ انتہائی تشویش ناک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے فون
 پر رپورٹ دینے کی بجائے خود یہاں آنا پڑا ہے"۔ آسٹرم
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ادہ۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر تو یہ نہ صرف انتہائی تشویش ناک
 بات ہے بلکہ ہمارے لئے شرم سے مر جانے کا مقام ہے۔
 کہ ہمارا ہیڈ کوارٹر یہاں موجود ہے۔ لیکن ہم ان کی آمد سے ہی
 بے خبر ہیں۔ جلد ہی بتاؤ وہ لوگ یہاں کس مشن پر آئے ہیں"۔
 سور لو نے ہونٹ چبلتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ان کا مشن بھی انتہائی حیرت انگیز ہے۔ وہ چیف
 باس کمرسٹائن کے خلاف مشن پر یہاں آئے ہیں اس کے علاوہ
 ان کا اور کوئی مشن نہیں ہے"۔ آسٹرم نے جواب دیا۔
 "کیا بکواس کر رہے ہو۔ چیف باس کے خلاف مشن اور

پاکیشیا سروس یہاں آئی ہے۔ تفصیل بتاؤ تفصیل"۔
 سور لو نے اس بار حلق کے بل چہنچہتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا
 تھا جیسے اس کی قوت برداشت جواب دے گئی ہو۔

"باس۔ بین الاقوامی اہمیت کا انعام ٹاپ پرائز اس سال
 محلے کی بنیاد بنا ہے۔ اس سال سائنس کے ٹاپ پرائز کے لئے

دو سائنسدانوں کے نام سامنے آئے۔ جن میں سے ایک ولیٹ
کارمن کا ڈاکٹر گراہم ہے۔ اور دوسرا گریٹ لینڈ کا پاکیشیا
نژاد ڈاکٹر زبیری ہے۔ فائنل کمیٹی میں دونوں کے ووٹ برابر
ہو گئے ہیں۔ اس لئے فیصلہ کن ووٹ ٹرسٹ کے چیئرمین
راہنس کا ہو گیا۔ چیف باس اس سال کاٹاپ پرائز ڈاکٹر گراہم
کو دلانا چاہتا ہے۔ تاکہ ولیٹرن کارمن کی عزت بڑھے۔
لارڈ راہنس چونکہ ولیٹرن کارمن کا باشندہ ہے۔ اور ٹاپ
پرائز ٹرسٹ کا ہیڈ کوارٹر بھی ولیٹرن کارمن میں ہے۔ اس
لئے چیف باس نے لارڈ راہنس کو حکم دیا کہ وہ اپنا فیصلہ
ووٹ ڈاکٹر گراہم کے حق میں کاسٹ کریں لیکن لارڈ راہنس
نے نہ صرف انکار کر دیا ہے بلکہ یہ عندیہ بھی دیا کہ وہ اپنا
ڈاکٹر زبیری کے حق میں کاسٹ کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔
چیف باس شریہ بوجھ ہوئے۔ انہوں نے لارڈ راہنس کو دھمکا
دینی شروع کر دیں۔ لارڈ راہنس روپوش ہو گیا۔ پاکیشیا کا علی
اس کا دوست اور آکسفورڈ میں کلاس فیلو رہا ہے۔ ادھر چونکہ
ڈاکٹر زبیری کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ شاید اس لئے لارڈ راہنس
نے علی عمران کو فون کر کے مدد کے لئے کہا۔ یہ فون کال چیک
لی گئی۔ جب چیف باس کو اس کا علم ہوا تو وہ بے حد غصے میں
گئے۔ انہوں نے ریڈ روٹ کی مدد سے لارڈ راہنس اس
نوجوان بیوی اور دو معصوم بچوں کو اغوا کر کے ریڈ روٹ
ٹاپر سیل ایکس ہاؤس میں پہنچا دیا۔ اور وہاں چیف باس

گئے۔ انہوں نے لارڈ راہنس کو رضا مند کرنے کے لئے اس کے
سامنے اس کے بچوں پر ہولناک تشدد کیا۔ مگر اچانک ایک آدمی
ایکس ہاؤس میں داخل ہوا۔ اور ایکس ہاؤس میں ریڈ روٹ کے
سارے افراد کو ختم کر کے وہ لارڈ راہنس اس کی بیوی اور اس
کے دونوں بچوں کو نکال لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ چیف
باس وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس آدمی
نے جس کا نام بعد میں ٹرومین یا بلیک ایگل معلوم ہوا۔ انتہائی
خفیہ طور پر لارڈ راہنس اور اس کی فیملی کو ایکڑ میا پہنچا دیا۔ ٹرومین
ایکڑ میا کا آدمی ہے۔ اور کسی خفیہ بین الاقوامی تنظیم بلیک کھنڈر
کا ایجنٹ رہا ہے۔ لیکن اب وہ بلیک کھنڈر کو چھوڑ کر عمران
کا سا کھتی بن چکا ہے۔ چیف باس نے ٹرومین کا کھوج نکال
لیا۔ اور اُسے اغوا کر لیا گیا۔ لیکن ٹرومین ایک بار پھر فرار
ہو کر ان کے ہاتھوں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر
ریڈ روٹس ہیڈ کوارٹر کے ایجنڈے کو اطلاع ملی کہ مقامی
بد معاش ہالیڈے کی بار میں ٹرومین اور عمران کا ایک ساتھی
ٹائیگر موجود ہے۔ کم نے وہاں سائنسی آلات کے ذریعے ان
کی ساری گفتگو ٹیپ کر لی۔ اس ٹیپ سے ایک اور سازش کا
علم ہوا کہ ہالیڈے ٹرومین اور ٹائیگر نے روٹ کے سابق
چیف انتھونی ایگزینڈر کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ وہ چیف
باس کو ختم کر کے ایگزینڈر کو دوبارہ چیف باس بنانا چاہتے
ہیں۔ اور عمران بھی پاکیشیا سے اپنے ساتھیوں سمیت ولیٹرن

کار میں آ رہا ہے۔ کم نے انتہائی عقلمندی سے ٹر وین۔ ٹائیگر اور الیگزینڈر کو گرفتار کر لیا۔ عمران اور اس کے تین ساتھی جن میں ایک عورت جو لیا بھی شامل ہے۔ جیسے ہی ایمر پورٹ پہنچے انہیں وہاں سے بھی اغوا کر لیا گیا۔ ادھر لارڈ رابنسن کے متعلق بھی اس ٹیپ کے ذریعے معلوم ہو گیا۔ چنانچہ ریڈ روٹس کے فارن سیکشن نے لارڈ رابنسن کو ایکرمیسا سے اغوا کر لیا۔ اور یہ سب ریڈ روٹ کے انتہائی محفوظ سیکشن زیر دھاؤں میں بے بس کر دیئے گئے۔ چیف باس وہاں پہنچا۔ لیکن پھر صورتحال بدل گئی۔ یہ سب افراد زیر دھاؤں کو تباہ کر کے وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ کم مارا گیا۔ البتہ چیف باس پہلے ہی وہاں سے جا چکا تھا۔ اس لئے وہ بچ گیا۔ عمران کے ساتھی بھی اس ہنگامے میں شدید زخمی ہوئے۔ چیف باس نے کم کی جگہ کمرافٹ کو ہیڈ کوارٹر کا ایجنڈا بنا دیا۔ اور سر چنگ سیکشن کے ٹوٹی کو ان کی تلاش پر مامور کر دیا۔ اس کے بعد دو باتیں سامنے آئیں۔ عمران۔ ٹر وین اپنے دو ساتھیوں سمیت چیف باس کی عورت کمرٹینا کے گھر پہنچ گئے۔ وہاں سے انہوں نے کمرٹینا بن کمر ہیڈ کوارٹر کال کی۔ مگر وہاں ماسٹر کمپیوٹر نے چیک کر لیا۔ کہ کال کرنے والی کمرٹینا نہیں ہے۔ اس پر کمرافٹ نے ریڈ روٹ کے ایکشن گروپ کے ایجنڈا ج سالٹر کو اس کے گروپ سمیت وہاں ریڈ کمر نے کے لئے کہا۔ سالٹر نے انہیں کمرٹینا کی کوکھی سے باہر نکلتے ہی چیک کر لیا۔ ادھر چیف باس ٹاپ ہلز کالونی کے ایک

خفیہ اڈے میں موجود تھے۔ کمرٹینا نے انہیں بھی کال کی تھی۔ وہ بھی اس کال سے مشکوک ہو گئے۔ انہوں نے کمرافٹ سے بات کی تو کمرافٹ نے انہیں بتایا کہ سالٹر اور اس کا گروپ ایکشن میں آ چکا ہے۔ مگر چیف باس نے سالٹر سے کہا کہ وہ ان لوگوں کو زندہ پکڑنا چاہتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی کمرٹینا کے گھر سے نکل کر ٹاپ ہلز کالونی میں چیف باس کے گھر پہنچ گئے۔ وہاں ایک بار پھر ہنگامہ ہوا۔ چیف باس تو نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر سالٹر اور اس کا سارا گروپ مارا گیا۔ دوسری طرف سر چنگ سیکشن کے ٹوٹی نے عمران کے باقی ساتھیوں کا کھوج نکال لیا۔ جس میں الیگزینڈر بھی شامل تھا۔ عمران کے ساتھی شدید زخمی تھے۔ کمرافٹ نے انہیں ٹوٹی کے ذریعے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر بلا لیا۔ چیف باس بھی ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ٹوٹی نے ٹرپس کر لیا۔ یہ لوگ رو شام کلب میں چھپے ہوئے ہیں۔ رو شام کلب کا مالک رو شام ان کا ساتھ دے رہا تھا۔ ٹوٹی نے وہاں ریڈ کمرنا چاہا تو چیف باس نے اُسے انتظار کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ یہ ہے اب تک کی ساری صورت حال۔ اسٹرم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ادہ یہاں اس قدر بڑے بڑے ہنگامے ہوتے رہے ہیں اور ہمیں علم تک نہیں ہوا۔ مگر تم نے اس قدر تفصیلی معلومات کیسے حاصل کر لیں۔“ سورلو نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ریڈ روٹ ہیڈ کوارٹر کا نمبر بھری جیگوار میرا ذاتی دوست

ہے۔ اس سے یہ ساری تفصیلات کا علم ہوا ہے۔“ اسٹرم نے جواب دیا۔

”اس کا تو مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ریڈ روٹس کے مقابلے میں بڑی طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ لارڈ رابنسن اور اس کے ساتھی اس وقت چیف باس کے قبضے میں ہیں۔ اور عمران اور دوسرے لوگوں کو ٹریس کیا جا چکا ہے۔ دیری گڈ۔ اگم اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ روٹ کے ہاتھوں ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ روٹ کی دھاک پوری دنیا پر بیٹھ جائے گی۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں۔ چیف کو یہ کام میرے ذمہ لگانا چاہیے تھا۔“ سورلو نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے اس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ کرسٹائن سپیکنگ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی چیف باس کی آواز سنائی دی۔ لیکن چیف باس کی آواز سن کر سورلو نے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نظر آنے لگے۔ گو آواز اور اچھے چیف باس کا ہی تھا۔ لیکن ان کے اچھے میں وہ کمرختگی اور گھٹن گرج مفقود تھی۔ جو ان کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ اس بات پر سورلو چونکا تھا۔

”سورلو بول رہا ہوں چیف۔“ سورلو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے۔“ دوسری طرف سے

”چیف باس نے چونک کر پوچھا۔“ چیف۔ مبارک ہو۔ آپ نے واقعی کمال کارکردگی دکھائی ہے۔ عمران اس کے ساتھیوں کو ناکام کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ بین الاقوامی طور پر انتہائی خطرناک ایکٹس جلتے ہیں لیکن آپ نے مجھے کیوں یہ مشن نہیں دیا۔ میں ان سے فوری طور پر نمٹ لیتا۔“ سورلو نے مبارک باد دینے کے ساتھ ساتھ شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا۔“ کرسٹائن کے لہجے میں حیرت تھی۔

”آخر میں بلیک روٹ کا چیف ہوں باس۔ مجھ سے زیادہ دیر تک کوئی بات چپی نہیں رہ سکتی۔“ سورلو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہر حال کال کرنے کا شکریہ۔ عمران کے ساتھ میں نے صلح کر لی ہے۔ اور ابھی تھوڑی دیر بعد میں اس کے زخمی ساتھیوں کو ساتھ لے کر دو شام کلب اس سے ملنے جا رہا ہوں تاکہ صلح کے معاہدے کی تفصیلات طے کی جاسکیں۔ تم نے اب اس سلسلے میں کسی قسم کی کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جس سے کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے کا امکان ہو۔ تم اس سارے معاملے سے قطعی علیحدہ رہو۔ یہ میرا حکم ہے۔ سمجھے۔“ کرسٹائن نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس چیف باس۔ جیسے آپ کا حکم۔ میں تو بہر حال حکم کا

پابند ہوں۔ آپ اپنے معاملات بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔“
سورلو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔“ چیف باس نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سورلو نے ریسیور کمپیٹل رکھ دیا۔
”کیا مطلب باس کامیابی کے بعد صلح میں سمجھا نہیں“
سامنے بیٹھے آسٹرم نے حیران ہو کر کہا۔

”صورت حال ویسی نہیں ہے۔ جیسی کہ ظاہر کی جا رہی ہے۔
آسٹرم تم ابھی میرے سامنے اپنے دوست جیگوار کو کال کرو
اور اس سے پوچھو کہ اصل حکم کیا ہے۔ چیف باس کا لہجہ بتا رہا
ہے۔ کہ وہ یہ سب کچھ کسی خاص مجبوری کے تحت کر رہا ہے۔“
سورلو نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ میں ابھی معلوم کر رہا ہوں۔“ آسٹرم نے کہا اور
سرخ فون کے ساتھ پڑے ہوئے دوسرے فون کا ریسیور
اٹھا کر اس نے اس کے بٹن پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
”یس۔ ہیڈ کوارٹر۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے آواز سنائی دی۔

”بلیک روٹ ایجنٹ آسٹرم بول رہا ہوں جیگوار سے بات
کرنا۔“ آسٹرم نے کہا۔

”یس۔ ہولڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا
اور چند لمحوں بعد ایک اور آواز ریسیور پر ابھری۔
”یس۔ جیگوار بول رہا ہوں۔“ بولنے والے کے

لہجے میں نرمی تھی۔

”جیگوار۔ ابھی ہمارے چیف نے چیف باس سے بات
کی ہے۔ چیف باس نے بتایا کہ انہوں نے عمران گروپ سے
صلح کر لی ہے اور وہ اس کے زخمی ساتھیوں کو ساتھ لے کر
دو شام کلب عمران سے کسی معاہدے کی تفصیلات طے کرنے
جا رہے ہیں۔“ آسٹرم نے کہا۔

”انہوں نے درست کہا ہے۔ آسٹرم۔ وہ اس وقت ٹیش
وگن میں بیٹھ رہے ہیں۔ بس اچانک ہی انہوں نے ان سے
صلح کر لی۔ حالانکہ باس کرافٹ اور ایک اور آدمی بھی ہلاک ہو
چکا ہے۔ میری تو اپنی سمجھ میں کوئی بات نہیں آرہی۔ بہر حال
چیف باس اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔“
دوسری طرف سے جیگوار نے جواب دیا۔

”کرافٹ ہلاک ہو چکا ہے۔ کہاں اور کیسے۔“ آسٹرم
نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”کرافٹ نے عمران کے زخمی ساتھیوں جس میں ایگزیکٹو
بھی شامل تھا۔ ایگزیکٹو البتہ ٹھیک ٹھاک تھا۔ یہاں ہیڈ کوارٹر
سے سٹریچروں سے بندھے ہوئے تھے۔ پھر ٹونی کی کال آنے کے بعد
کہ عمران کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ باس کرافٹ کو ساتھ لے کر
س کمرے میں گئے۔ اس وقت وہ شدید غصے میں تھے۔ اور
ظاہر ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ عمران کے ان سب ساتھیوں کو
ہیڈ کوارٹر میں موجود ہیں ایگزیکٹو سمیت فوری طور پر ہلاک

کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ لیکن بعد میں انتہائی حیرت انگیز طور پر وہ عمران کے ایک ساتھی کے ساتھ واپس آ گئے۔ تب پتہ چلا کہ کرافٹ اور دوسرا آدمی جو پہلے سے اس کمرے میں موجود تھا۔ ہلاک ہو چکے ہیں۔ باس نے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈالنے کا حکم دے دیا۔ سابق باس الیگزینڈر شدید زخمی ہو چکا تھا۔ باس نے اس کی باقاعدہ بینڈیج کمرے اور اب باس ان سب کو ساتھ لے کر دو شام کلب جارہے۔ اب بتایا گیا ہے کہ باس نے ان سے صلح کر لی ہے۔ جیگوار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"۔ آسٹرم نے کہا اور لیسو رکھ دیا۔

"ادہ۔ میں سمجھ گیا۔ وہاں اس کمرے میں جھگڑا ہوا۔ اور کرافٹ اور اس کا ساتھی ہلاک ہو گیا۔ الیگزینڈر زخمی ہوا۔ چیف باس کو انہوں نے گن پوائنٹ پر قابو کر لیا۔ اب یہ سمجھ گیا کہ باس کے لہجے میں بے بسی کیوں تھی۔ باس لیسو جان کے خوف سے مجبور ہو گیا ہے۔ اور کے آسٹرم۔ ہم باس کو ان کے قبضے سے بھی آزاد کرانا ہے اور عمران اس کے ساتھیوں کو بھی قابو میں کرنا ہے۔ اس کے بعد اگر باس نے واقعی ان سے صلح کر لی ہے تو ٹھیک ورنہ ان سے کو ہلاک ہونا پڑے گا"۔ سورو نے کسی سے اٹھ کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ تو پھر میں گروپ کو تیار کروں"۔ آسٹرم نے بھی کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ فوراً انہیں تیار کرو۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ لہی کمرہ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ باس کو ہی ہلاک کر دیں۔ وہ لوگ فینا ہیٹ کو آرٹھر سے نکل جانے کے بعد حرکت میں آئیں گے۔" سورو نے کہا اور آسٹرم سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا رہے۔ باس نکل گیا۔ سورو اسی کمرے میں ہی ٹھہرنے لگا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات پوری طرح نمایاں تھے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد آسٹرم واپس آیا۔

"گروپ تیار ہے باس۔ آئیے"۔ آسٹرم نے کہا۔ سورو سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

بات چیت ہو جائے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کرسٹائن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بات چیت کیا کم فی ہے۔ بس میں نے کہہ دیا ہے کہ لارڈ رابنس بے شک ٹاپ پرائز ڈاکٹر زبیری کو دینے کا اعلان کر دیں۔ جھگڑا ختم اور اب تم مجھے واپس جانے دو۔“ — کرسٹائن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”دیکھو کرسٹائن۔ تمہاری موجودہ حالت بتا رہی ہے کہ تم یہ سب کچھ مجبوراً کہہ رہے ہو۔ صرف اپنی جان بچانے کی غرض سے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے جانے کے بعد تم نے لازماً لارڈ رابنس اور اس کی فیملی سے ہولناک انتقام لینے سے ہرگز گمراہ نہیں کرنا۔ اگر ایسی بات ہے تو کھل کر بتا دو۔ میں ابھی تمہیں یہاں سے واپس بھجوا دیتا ہوں۔ تاکہ تم ہمارے خلاف جو اقدام کرنا چاہو کر لو۔ لیکن منافقت و رعیاری میں قطعاً بے داشت نہیں کر سکتا۔“ — عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”نہیں میں درست کہہ رہا ہوں۔“ — کرسٹائن نے ہونٹ بٹاتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر۔“ — عمران نے ایک سائیڈ پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس۔“ — ٹائیگر نے جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”مسٹر کرسٹائن کو جا کر ان کے مہیڈ کوارٹر چھوڑ آؤ۔“ — عمران

ایک بڑے سے کمرے میں عمران اپنے ساتھیوں جولیہ تنویر اور ٹائیگر کے علاوہ ٹرمین کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ کرسٹائن بھی سر جھکائے ایک صوفے پر بیٹھا تھا۔ صفر۔ لارڈ رابنس اور الیگزینڈر تینوں وہاں موجود نہ تھے۔ ٹائیگر ان کو لے کر سٹیشن دیگن میں جیسے ہی روشام کلب پہنچا۔ وہاں عمران پہلے سے ہی تیار تھا۔ مہیڈ کوارٹر سے آنے والی سٹیشن دیگن کو وہیں کلب میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ اور روشام کے آدمی صفر۔ لارڈ رابنس اور الیگزینڈر تینوں کو لے کر ایک پرائیویٹ ہسپتال میں داخل کمرے چلے گئے تھے۔ جب کہ عمران۔ کرسٹائن اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ روشام کے ایک خفیہ اڈے میں آ گیا تھا۔

”ہاں تو جناب کرسٹائن صاحب۔ اب معاہدے کے متعلق

نے سر دلہجے میں کہا تو کمر سٹائن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی مایوسی سے دھندلی آنکھوں میں ایک لخت زندگی کی چمک سی لہرا لگی۔

"آئیے مسٹر کمر سٹائن۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا " اودا وہ شکریہ۔ یقین رکھو میں اپنے وعدے پر قائم رہوں گا۔ کمر سٹائن نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ انداز سب کچھ یکسر بدل گیا تھا۔

"اگر قائم رہو گے تو فائدے میں بھی رہو گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمر سٹائن سر ہلاتا ہوا ٹائیگر کے ساتھ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ آخر تم کب تک بلی چوہے والا کھیل کھیلتے رہو گے۔ کب اس سے لڑتے ہو کبھی اسے اس طرح زندہ سلامت واپس دیتے ہو۔" کمر سٹائن اور ٹائیگر کے باہر جاتے ہی جولیاء انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ کمر سٹائن انتہائی کمینہ فطرت آدمی ہے۔ آپ نے اس پر اعتبار کر کے غلطی کی ہے۔" ٹرودین نے بھی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے۔ میں ایک کبوتر کی طرح سہمے ہوئے انسان پوگولیوں کی بارش کمر دوں۔ نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا۔ سنو۔ ابھی ہم یہیں ہیں۔ جب تک لارڈ رابنسن صحت مند ہو گا پیمانہ کا اعلان نہیں کر دیتا اس وقت تک ہم ویسٹرن کارمن۔

نہیں جائیں گے۔ البتہ ہمیں یہ کوٹھی فوری طور پر چھوڑنی ہوگی۔ میں نے کمر سٹائن کو آخری موقع دیا ہے۔ اس کے بعد اس کے لئے اور کوئی موقع نہ ہوگا۔" عمران نے کمری سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کو اس وقت تک برغمال رکھنا تھا جب تک لارڈ رابنسن اعلان نہیں کر دیتا۔" جولیاء نے کہا۔

"پھر تو وہ ایسے ہی سہا سکر ا بیٹھا رہتا رہتا میں اُسے لٹ کر مچا ہوتا ہوں۔ اودا اس لٹ کا جلد ہی نتیجہ نکل آئے گا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری اسی اعلیٰ ظرفی نے تو مجھے شکار کر رکھا ہے۔" ٹرودین نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران ہنس پڑا۔ "کاشش کوئی ہمیں بھی شکار کر لیتا۔ ہمیں تو آج تک شکار ہونے کی حسرت ہی رہی ہے۔" عمران نے کن آنکھیوں سے جولیاء کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ فضول بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔" جولیاء نے مصنوعی غصے سے کہا۔ لیکن ساتھ ہی اس نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ جب کہ تنویر نے جواب تک مسلسل خاموش بیٹھا تھا جولیاء کا انداز دیکھ کر بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔ وہ سب اب اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگے تھے کہ ایک لخت عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کو ایک زوردار چکمہ آیا ہو۔ اس نے اپنے ذہن کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ دوسری

بار پہلے سے زیادہ زوردار چکر آیا اور پھر یک لخت اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جس طرح گہرے تاریک بادلوں کے ذرا سے بٹنے سے چاند کی کرنیں ان گہرے بادلوں پر پھیلتی ہیں بالکل اسی طرح اس کے ذہن پر بھی روشنی کی کرنیں تیزی سے پھیلتی چلی گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ چند لمحوں تک تو اس کا شعور پوری طرح پیدا نہ ہو سکا تھا۔

”سب سے پہلے لارڈ رابنسن کو تلاش کر دو۔ اس رو شام کے آدمی اُسے کسی ہسپتال میں لے گئے ہیں۔“ اس کے ذہن سے کمرسٹائن کی کمرخت آواز ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔ عمران نے دیکھا کہ وہ ایک کافی بڑے کمرے میں بستر کے راڈز والی لیکن عام کمریوں سے مختلف سنگ کی کمرسی پر جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے گم دن گھمائی تو اس کے دائیں بائیں دونوں طرف ایسی ہی کمرسیوں کی ایک طویل قطار فرش میں نصب موجود تھی۔ جن میں سے چند پر جو لیا۔ تنویر۔ ٹرودین اور ٹائیگر اسی حالت میں موجود تھے۔ جب کہ باقی خالی پڑی ہوئی تھیں۔ کمرہ خاصا بڑا اور ہر طرف سے بند تھا۔ ایک کونے میں جالی لگی ہوئی تھی۔ اور کمرسٹائن کی آواز اس جالی میں سے سنائی دے رہی تھی۔ ایک آدمی جس نے سفید کوٹ پہنا ہوا تھا اس وقت ٹرودین کے بازو پر جھکا ہوا تھا وہ اُسے انجکشن لگا رہا تھا۔

”آسٹرم گیا ہوا ہے باس۔ ابھی اس کی طرف سے رپورٹ جائے گی۔“ ایک اور آواز ابھری۔

”تمہیں کیسے شک پڑا سورلو کہ میں ان کے ہاتھوں بے بس ہو گیا تھا۔“ کمرسٹائن نے پوچھا۔ وہ شاید کسی اور کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ جہاں شاید اس کمرے کا مائیک آن تھا۔ اس لئے ان کی آوازیں یہاں سپیکر پر سنائی دے رہی تھیں۔

”باس۔ فون پر آپ کی آواز سن کر میں چونک پڑا تھا۔ آپ کا لہجہ بتا رہا تھا کہ آپ کچھ گھنٹی سی محسوس کر رہے ہیں۔ اس کے بعد آسٹرم نے آپ کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے ایک دوست کو فون کیا وہاں سے جب کمرانٹ کی ہلاکت اور آپ کے ان لوگوں اور زخمیوں کو لے کر رو شام کلب جانے کی اطلاع ملی تو میں سمجھ گیا کہ آپ کو اس بات پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ اور آپ نے واقعی انتہائی سمجھداری سے کام لیا تھا۔ چیف یہ لوگ انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ یہ نہ صرف ہیڈ کوارٹر میں تباہی مچا دیتے بلکہ آپ کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو جاتا۔ یہ بہر حال مارے تو جاتے لیکن آپ جیسی شخصیت پھر ڈیوٹن کارمن کو کہاں مل سکتی ہے۔ آپ ڈاکٹر گراہم کو ٹاپ پرائز دلانے کے لئے جس طرح جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ واقعی حب الوطنی اسی کا نام ہے۔“ سورلو نے جواب دیتے ہوئے کہا اس کا لہجہ بے حد خوشامدانہ تھا۔

”دیر ہی گڈ سورلو۔ تم واقعی سمجھ دار آدمی ہو۔ تمہاری اس بات نے میرے دل میں تمہاری قدر اور بڑھادی ہے۔ ورنہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ کہیں تم یہ نہ سمجھ لو کہ میں صرف اپنی جان بچانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہا تھا۔ اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو ٹاپ پرائز ڈیوٹن کا من

کو نہ مل سکتا۔ اور میری تو روح بھی بے چین رہتی۔“ کمر سٹائن نے فاختہ انہ لہجے میں کہا۔

”باس۔ آپ کو اس مسئلے میں الجھنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ آخر بلیک روٹ کس مرض کی دوا ہے۔ آپ ہمیں اشارہ کر دیتے ہم سب کچھ سیٹ کر لیتے۔“ سورلو نے جواب دیا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ یہ سورلو روٹ کے دوسرے سیکشن بلیک روٹ کا سربراہ ہے۔

”مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ معاملہ اس قدر طویل اور الجھ جائے گا۔ بہر حال تم نے بالکل بروقت اقدام کیا ہے۔ اب لارڈ رابنسن کے مل جلنے کے بعد ان سب کو گولیاں مار کر اور لارڈ رابنسن کی طرف سے جبراً ٹاپ پرانڈ کا ڈاکٹر گراہم کے حق میں بیان دلا کر میں اس مشن سے فارغ ہو جاؤں گا۔“ کمر سٹائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس۔ دیے میری سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آئی کہ آخر اس عمران نے آپ کو اپنے آدمی سمیت واپس کیسے بھیج دیا۔ ہم اس علاقے تک تو پہنچ گئے تھے جہاں یہ خفیہ اڈہ تھا۔ لیکن ہمیں اس اڈے کا پتہ نہ چل رہا تھا۔ جب اس کو کھٹی میں سے کار باہر آئی۔ جس میں آپ سوار تھے۔ تو آپ کو دیکھ کر ہمیں ہل ٹھکلنے کا علم ہوا۔ اور پھر اس آدمی پر قابو پا کر ہم نے اڈے میں بے ہوش کر دینے والی گیس کے فائبر کئے۔ اس طرح یہ سب لوگ قابو میں آ گئے۔ اگر آپ اس طرح باہر نہ آتے تو شاید ہمیں اس

اڈے کو تلاش کرنے میں خاصی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا۔“ سورلو نے کہا۔

”وہ واقعی احمق آدمی ہے سورلو۔ میں نے تو صرف موقع حاصل کرنے کے لئے اُسے یقین دلایا کہ میں ٹاپ پرانڈ کے معاملے میں مداخلت نہ کروں گا۔ اور وہ احمق میری بات پر یقین کر بیٹھا دیے میرا خیال ہے وہ میرے عہدے سے دہشت زدہ ہو گیا تھا۔ اس کی جرأت ہی نہ ہو رہی تھی کہ مجھ پر ہاتھ اٹھا سکے۔“ کمر سٹائن نے کہا۔

”میرا خیال ہے باس۔ ٹاشوا ان سب کو انجکشن لگا چکا ہو گا۔ جب تک آسٹرم کی طرف سے کوئی اطلاع نہ آئے کیوں نہ اس عمران سے چند باتیں ہو جائیں۔ میں نے آج تک اس کے متعلق بہت کچھ سن رکھا ہے۔ اس لئے میری خواہش ہے کہ میں اس سے چند باتیں کر لوں۔“ سورلو نے کہا۔

”کھٹیکس ہے آڈ۔ لیکن ایک بات ہے یہ لوگ انتہائی پراسرار انداز میں ہر گرفت سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے اندر جانے سے پہلے یہ آزاد ہو چکے ہوں۔“ کمر سٹائن کی قدرے خوفزدہ سی آواز سنائی دی۔

”اوہ نو باس۔ وہ راڈ ز جیر میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان سے تو ان کی روح ہی آزاد ہو سکتی ہے جسم نہیں۔ ویسے بھی ان کی مکمل تلاشی لی جا چکی ہے۔“ سورلو کی آواز سنائی دی۔ اور پھر کمر سیاں بیٹنے اور قدموں کی آواز ابھری۔ جو آہستہ آہستہ

مہم پڑتے پڑتے غائب ہو گئی۔ وہ آدمی سب کو انجکشن لگا کر سدا
موجود دروازے سے باہر جا چکا تھا۔ اور اب آہستہ آہستہ ۳۱
کے ساتھی ہوش میں آتے جا رہے تھے۔

”کرلیا ٹیسٹ تم نے کمرسٹائن کو“۔ اچانک جو لیا کی
انتہائی غصیلی آواز ابھری۔

”ہاں وہ ٹیسٹ میں فرسٹ کلاس فرسٹ پاس ہوا ہے۔ اور
میں کو کشتش کمروں کا کہ اس سال کا ٹاپ پرائز اسے ہی دے
جائے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب اس بار کمرسٹائن تمہیں کوئی موقع نہ دے گا
نرمین نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دینا بھی نہیں چاہیے۔ آخر وہ روٹ کا چیف باس ہے۔ اگر
اس طرح بار بار موقعے دیتا رہا تو روٹ کا اختتام جہنم کے دروازہ
پر ہی جا کر ہو گا“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تمہاری خوش فہمیاں کسی روز ہم سب کو لے ڈوبیں گی۔
اچھا بھلا قابو آیا تھا کمرسٹائن۔ گولیوں سے اڑا دینا تھا“۔

تنویر بھی آخر کار بول ہی پڑا۔ اس کے لہجے میں شدید غصہ تھا۔
”باس۔ میں کارلے کہ کو کھٹی سے باہر نکلا ہی تھا کہ اچانک کو

چیز کار میں آکر گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی میرا ذہن آف ہو گیا
ٹائیگر نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اسی لئے تو کہتے ہیں کہ کھڑکیاں بند رکھنے سے بہت سی آفات
نجات مل جاتی ہے۔ خاص طور پر عقل کی کھڑکیاں“۔ عمران نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی
جواب دیتا۔ سامنے بند دروازہ کھلا اور پھر کمرسٹائن اور اس
کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھرے ہوئے جسم کا نوجوان اندر داخل
ہوئے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی سورلو ہے۔ بلیک روٹ کا سربراہ
بلیک روٹ کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ ایک لحاظ سے وہ
ویسٹرن کارمن کی سیکرٹ سروس کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن چونکہ
ویسٹرن کارمن اور پاکیشیا کے درمیان خاصے دوستانہ تعلقات
تھے۔ اس لئے آج تک کبھی براہ راست مقابلے کی نوبت نہ آئی
تھی۔ یہ اور بات ہے کہ ویسٹرن کارمن کی کئی دوسری ایجنسیاں
سامنے آتی رہتی تھیں لیکن بلیک روٹ سے ان کا پہلے سابقہ
نہ پڑا تھا۔

”تمہیں ہوش آگیا عمران“۔ کمرسٹائن نے عمران کے
قریب آتے ہوئے انتہائی طنز یہ لہجے میں کہا۔

”ہاں اب واقعی ہوش آگیا ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا لیکن دوسرے لمحے کمرسٹائن کا بازو گھوما اور اس کا ہاتھ

پوری تیزی سے عمران کے گال کی طرف بڑھا لیکن عمران نے یکلمخت
اپنا سر پیچھے کی طرف جھکا اور کمرسٹائن کا بازو ہوا میں ہی گھوم
گیا۔

”اتنے ہوش میں آنے کی ضرورت نہیں ہے کمرسٹائن۔ تم
روٹ جیسی سرکاری ایجنسی کے سربراہ ہو۔ تمہیں اس طرح کھلے

عام ڈانس کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے“۔ عمران نے انتہائی

طنز یہ لہجے میں کہا۔

"میں مہاراجوں پی جاؤں گا۔ میں مہاراجی بوٹیاں اڑا دوں گا۔ سورلو مجھے ریو الوردو میں دیکھتا ہوں اس کی یہ زہریلی زبان کتنی رفتار سے چلتی ہے۔" کمرسٹائن نے غصے سے چھینٹے ہوئے کہا۔

"باس۔ انہوں نے مرنا تو بہر حال ہے ہی۔ تو انہیں آسان موت کیوں مارا جائے۔ یہ بڑے ایکٹ ہیں ان کی موت بھی ان کے شایان شان ہونی چاہیے۔ انہیں سک سک کر مرنا چاہیے۔ رحم کی بھیک مانگتے اور گڑ گڑاتے ہوئے مرنا چاہیے سورلو نے کہا۔

"ہاں تم ٹھیک کہتے ہو سورلو۔ میں انہیں ایسی ہی موت ماراؤ گا۔" کمرسٹائن نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ان کے عقب میں دروازہ کھلا اور کمرسٹائن اور سورلو دونوں تیزی سے مڑے۔ دروازے سے ایک آدمی اپنے کانڈھے پر لارڈ رابنس کو اٹھائے اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور چہرہ بدن کا نوجوان تھا۔

"ادہ آسٹرم۔ تم اسے لے آئے۔ دوسرے زخمیوں کا کیا؟" کمرسٹائن نے چونک کر کہا۔

"باس۔ وہ وہیں ہسپتال میں ہیں۔ آپ نے صرف لارڈ رابنس کو لانے کا کہا تھا۔" چہرہ بے بدن کے نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہسپتال میں ہی ہیں۔ کہاں جا سکتے ہیں۔ کسی بھی لمحے انہیں گولیوں سے اڑایا جاسکتا ہے۔ میں اس لارڈ رابنس کو ان کی عبرت ناک موت کا تماشا دکھانا چاہتا ہوں۔ تاکہ اُسے معلوم ہو سکے کہ کمرسٹائن سے ٹکرانے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔" کمرسٹائن نے تیز لہجے میں کہا۔

اس دوران لارڈ رابنس کو ایک خالی کمر سی پر بٹھا کر راڈز سے جکڑ دیا گیا۔ وہ بے ہوش تھا۔ عمران غور سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہا تھا۔ اور پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ یہ ساری کمرسیاں عام راڈز والی کمرسیوں سے مختلف ڈیزائن کی تھیں۔ اس لئے جب سے عمران کو ہوش آیا تھا وہ ان کمرسیوں کے میکنزم کو سمجھنے کی ذہنی کوشش میں مصروف تھا۔ عام راڈز والی کمرسیوں میں کمرسی کے ایک بازو سے راڈ نکل کر دوسرے بازو میں غائب ہو جاتے تھے۔ اور عام طور پر ان کا بٹن کمرسی کے عقبی پائے میں ہوتا تھا۔ لیکن یہ کمرسیاں بالکل علیحدہ ساخت کی تھیں۔ ان میں راڈز سیٹ کے کنارے سے نکل کر کمرسی کی پشت کے آخری حصے میں غائب ہو رہے تھے۔ اس طرح عمران کے جسم کے دائیں اور بائیں طرف دو راڈز تھے۔ اور یہ اس قدر سخت تھے کہ عمران اپنے جسم کو معمولی سی حرکت بھی نہ دے سکتا تھا۔ البتہ اس کے بازو کمرسی کے چپے بازوؤں پر رکھے ہوئے تھے اور اس کی کلائیوں کے گرد دو لوہے کے حلقے موجود تھے۔ جو کمرسی کے بازو کی ایک سائیڈ سے نکل کر دوسری سائیڈ میں

سے دیکھ سکو کہ کمرسٹائن سے حکمرانوں والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔
کمرسٹائن نے انتہائی فخرانہ انداز میں کہا۔

” زیادہ شور مچانے کی ضرورت نہیں ہے کمزور سٹائی۔ میں نے تمہیں بار بار موقع دیئے ہیں۔ تاکہ اگر تمہارے اندر انسانیت کی کوئی معمولی سی رمق بھی موجود ہو تو تم راہِ راست پر آ جاؤ۔ لیکن اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم میرے سے انسان ہی نہیں ہو۔ لارڈ رابنسن نے تمہارے بارے میں جو کچھ کہا ہے تم اس سے بھی کہیں بدتر آدمی ہو۔ لیکن مجھے سوچو پوچھو حیرت ہے جو ایک لحاظ سے ویسٹرن کالون کی سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ تم جیسے گھٹیا انسان کو برداشت کر رہا ہے۔“

عمران نے اچانک انتہائی خشک لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تمہاری یہ جو بات کہ تم میرے سامنے میرے متعلق ایسی بات کہو۔ آسٹرم غار دار کوڑا لے آؤ۔ میں اس کمینے کی ایک ایک بوٹی اپنے ہاتھوں سے علیحدہ کرنا چاہتا ہوں۔“ کہہ ٹائی نے انتہائی غصیلے انداز میں پیر چٹختے ہوئے کہا۔

”تم میرے بارے میں حیرت کا اظہار کر رہے ہو۔ جب کہ

”پوری طرح ہوشی میں آ جاؤ لارڈ رائس تاکہ تم کھلی آنکھوں

مجھے تم پر حیرت ہے کہ تم جیسے احمق اور سیدھے سادھے آدمی کے متعلق سب نے اس قدر خوف ناک کہا نیاں کیسے پھیل گئیں ہیں سور لو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس بارے میں سوچنا تمہارا کام نہیں ہے۔ تم میری بات کا جواب دو۔ میری تمہارے ساتھ براہ راست کوئی مخالفت نہیں ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ ریڈ روڈ کے ساتھ ساتھ بلیک روڈ بھی میرے ہاتھوں فنا ہو جائے۔“
 بولو کیا تم اس گھٹیا انسان کا ساتھ دینا چاہتے ہو یا واقعی اپنے آپ کو ڈسٹرین کارمن سیکرٹ سروس کا سربراہ ثابت کرنا چاہتے ہو۔ ہاں یا ناں میں جواب دو۔ — عمران
 اچہ پہلے سے کہیں زیادہ خشک ہو گیا تھا۔

”ادہ ادہ تم۔۔۔ تم سور لو کو میرے خلاف بھڑکانا چاہتے ہو۔ تمہاری یہ جبر آت۔۔۔ کم سٹائن پاگلوں کے اس میں چپا اور پھر واقعی وہ پاگل اور جنونی آدمی کی طرح عمران کی ہاتھ اکٹھے دوڑ پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ دونوں ہاتھوں سے عمران کا گلا گھونٹ دینا چاہتا ہو۔

”خبردار۔ اپنے گھٹیا ہاتھ میرے جسم کو مت لگانا۔“
 عمران نے ایک لخت چھینے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی بات اس پر چھیٹے ہوئے کم سٹائن کی رفتار اور تیز ہو گئی۔ لیکن ہی وہ عمران کی کم سی کے سامنے پہنچا اور اس کے آگے گواہ ہوئے دونوں ہاتھ عمران کی گردن تک پہنچے اچانک عمران

دونوں سائیڈوں پر ہٹ جانے والی ٹانگیں سبلی کی سی تیزی سے سمٹیں اور کم سٹائن ایک لخت چھینا ہوا پشت کے بل نیچے فرش پر اس طرح گرا کہ اس کی دونوں ٹانگیں کم سی کے نیچے اس کے عقب کی طرف گھسٹی گئیں۔ عمران نے دونوں ٹانگوں کو گھما کر اس کی کم سی کے بالکل سامنے پہنچ جانے والی پنڈلیوں کے عقب میں اس طرح ضرب لگائی تھی کہ اس کے قدم زمین سے اکھڑے اور وہ بے اختیار گرا ہوا اس کے بل فرش پر گرا۔ اسی لمحے عمران کی ٹانگیں ایک بار پھر تیزی سے پھیل کر سمٹیں اور اس کے دونوں پیروں کی ضرب نیچے گرنے والے کم سٹائن کے دونوں کانڈھوں پر پوری قوت سے پڑی۔ اور کم سٹائن کا جسم تیزی سے کم سی کے نیچے سے ہوتا ہوا اس کے عقبی طرف کو گھسٹا چلا گیا۔ اسی لمحے کھٹاک کی تیز آواز ابھری اور عمران کے بازوؤں کے گرد موجود ہتھکڑی اور اس کے جسم کے سامنے موجود راڈز غائب ہو گئے۔ یہ سب کچھ صرف چند سیکنڈ میں ہی ہو گیا۔ راڈز غائب ہوتے ہی عمران کا جسم اس طرح کم سی سے بلند ہوا جیسے کم سی میں موجود طاقتور سپرنگوں نے اسے ایک لخت اچھال دیا ہو۔ اور دوسرے لمحے سامنے کھڑا سور لو عمران کے بازوؤں پر اکھٹا ہوا اس آدمی پر جا کر جولارڈز ابسن کو کم سی میں جکڑ کر ایک طرف موڈیا نہ انداز میں کھڑا تھا۔ ادھر کم سٹائن پاگلوں کی طرح ٹپ ٹپ کم کم سی کے نیچے سے دوسری طرف کو کھسک کر اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا کہ اسی لمحے دروازہ کھلا اور آسٹرم

ہاتھ میں ایک خاردار کوڑا اٹھائے اندر داخل ہوا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بھی چلتا ہوا اچھل کر سورلو اور دوسرے آدمی سے جو نیچے گم کر بجلی کی سی تیزی سے اٹھ رہے تھے جا ٹکرایا۔ عمران نے حیرت انگیز پھرتی سے گھوم کر اُسے گم دن سے پکڑ کر سورلو اور دوسرے آدمی کی طرف اچھال دیا تھا۔ البتہ دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا کوڑا جھپٹ لیا تھا۔ عمران کو چونکہ علم تھا کہ کمر سٹائن خالی ہاتھ ہے جب کہ سورلو کی جیب میں یقیناً ریو اور تھا۔ اس لئے اس نے آسٹرم کو سورلو کی طرف ہی اچھالا تھا۔ اس بار ان کے اٹھنے سے پہلے ہی عمران چھلانگ لگا کر ان کے قریب پہنچا اور پھر فضا سے شراب شراب کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ان تینوں کے حلقوں سے بھیاناک چیخیں نکلیں۔ اُسی لمحے کمر سٹائن اٹھ کر کھڑا ہو میں کامیاب ہو گیا تھا۔ عمران کا جسم تیزی سے گھوما ایک بار پھر شراب کی تیز آواز کمرے میں گونجی۔ اور اس بار کمر سٹائن خوف ناک انداز میں چلتا ہوا داپس فرش پر جا گرا۔ عمران کا جسم ایک بار پھر پہلے والی سمت میں گھوما اور اس بار تو جیسے اس کے بازو میں مشین سی فٹ ہو گئی۔ اور شراب شراب کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ روح فرسا چیخوں اور کراہوں سے گونج اٹھا۔ اور چند ہی لمحوں میں سورلو آسٹرم اور ان کے ساتھی تینوں شدید زخمی ہو کر ساکت ہو گئے۔ عمران ان کے ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے کمر سٹائن کی طرف گھوما اور

اُسے دوڑ کر کمر سٹائن کی طرف جانا پڑا۔ کیونکہ کمر سٹائن اس دوران اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگنے لگا تھا۔ اور تقریباً وہ دروازے کے قریب پہنچ بھی چکا تھا۔ عمران تیزی سے اس کی طرف دوڑا۔ کیونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور اگر کمر سٹائن اس بار ہاتھ سے نکل جاتا تو پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کا بچ نکلنا یقیناً محال ہو جاتا۔ کمر سٹائن نے جیسے ہی اپنے پیچھے پکڑے ہوئے عمران کو دیکھا وہ ایک سخت بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ اور اس نے اچھل کر انتہائی حیرت انگیز انداز میں عمران کے سینے پر فلائنگ گک مارنے کی کوشش کی۔ عمران کو خم از خم کمر سٹائن سے ایسی توقع نہ تھی۔ اس لئے عمران جیسا شخص بھی بڑا وقت نہ سمجھ سکا۔ اور اچھل کر پشت کے بل نیچے گم رہا ہی تھا کہ ریو اور چلنے کا زوردار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی کمر سٹائن جو فلائنگ گک لگا کر فضا میں قلا بازی کھا کر سیدھا ہوا ہاتھ چلتا ہوا ایک زوردار دھماکے سے نیچے فرش پر گمرا اور بڑی طرح تڑپنے لگا۔ عمران نے نیچے گم تے ہی پارے کی طرح تڑپ کر قلا بازی کھائی اور ایک اور دھماکے کے ساتھ دوسری گولی اس کی پسلیوں کو چھوتی ہوئی نکل گئی اور عمران حقیقتاً بال بال بچا تھا۔ لیکن قلا بازی کھاتے ہوئے اس کا کوڑے والا ہاتھ تیزی سے گھوما تھا۔ اور سورلو کے ہاتھ میں موجود ریو اور کوڑے کی ضرب کھا کر اس کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ درپیک جھپکنے میں وہ واپس گم کر عمران کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔

اس کے ساتھ ہی لگاتار دو دھماکے ہوئے اور سورلو کا جسم
دو زوردار جھٹکے کھا کر ایک بار پھر ساکت ہو گیا۔ سورلو نے
واقعہ عمران کو خوب صورت انداز میں ڈاج دیا تھا وہ پہلے
کوڑے کی ضربات کھا کر اس طرح ساکت ہو گیا تھا کہ عمران
بھی یہی سمجھا کہ وہ بے ہوش ہو چکا ہے۔ لیکن وہ بہوش
ہوا تھا۔ اور عمران اس سے توجہ مبٹھا کر جب کہ سٹائن کی طرف
لیکا تو سورلو کو حبیب سے ریوالور نکالی کہ عمران پر فائر کرنے
موقع مل گیا تھا۔ لیکن اس بار یقیناً عمران کی قسمت نے اس
کا ساتھ دیا تھا۔ کہ کمر سٹائن جیسے شخص نے اُسے اپنے پیچھے
آنے سے روکنے کے لئے آخری چارہ کار کے طور پر اس
پر فلائنگ گگ لگا دی تھی۔ اس طرح عمران کے اچانک
گرجانے کی وجہ سے وہ گولی کے ٹارگٹ میں آ گیا تھا۔ ورنہ
عمران کی چونکہ سورلو کی طرف پشت تھی۔ اور سورلو کی طرف سے
وہ ذمہ داری مطمئن تھا کہ وہ بے ہوش پڑا ہے۔ اس کا مارا جانا
ایک یقینی امر بن جاتا۔ سورلو نے اُسے جس انداز میں ڈاج د
تھا یہ اس کا نتیجہ تھا۔ کہ عمران نے ریوالور ہاتھ میں آتے ہی
اس کے جسم پر فائر کھول دیا تھا۔ ورنہ شاید وہ اُسے اس
انداز میں نہ مارتا۔ سورلو کے ساکت ہوتے ہی عمران تیزی
میں دو دروازے کی طرف گھوما جہاں کہ سٹائن پڑا ہوا
تھا۔ اور پھر اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ کوڑے
فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا تھا۔ اور اس کی اوپر کوچڑ

ہوئی آنکھیں اور مسخ شدہ چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ ختم ہو چکا ہے۔
عمران تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔
اور پہلے تو صرف چیخوں کی آوازیں سی کمرے میں گونجنی لگیں اس
لئے عمران نے زیادہ خیال نہ کیا تھا کہ باہر اگر کوئی موجود ہوگا
تو یہی سمجھے گا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر کوڑے برسائے
جا رہے ہیں۔ لیکن اب ریوالور کے دھماکوں کے بعد کسی کی
اچانک آمد کا خطرہ یقینی ہو سکتا تھا۔ دروازے کی دوسری
طرف راہداری تھی۔ عمران ہاتھ میں ریوالور پکڑے تیزی سے
راہداری میں آیا۔ اُسی لمحے راہداری کے ایک سرے پر وہی
آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے نمودار ہوا۔ جس نے عمران اور
اس کے ساتھیوں کو ہوش میں لانے والے انجکشن لگائے
تھے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا عمران نے ٹریگر دبا
دیا اور وہ آدمی چیخا ہوا اچھل کر فرشتے پر گرا۔ اور عمران نے
کسی جیتے کی سی تیزی سے لپک کر اس کے ہاتھوں سے نکل کر
فرش پر دھماکے سے گرنے والی مشین گن جھپٹ لی۔ وہ آدمی
ذبح ہونے والی بکری کے انداز میں تڑپ رہا تھا۔ لیکن گولی
چونکہ عمران نے خود ماری تھی۔ اس لئے اُسے معلوم تھا کہ
یہ زیادہ دیر تک تڑپ بھی نہ سکے گا۔ اس لئے وہ مشین گن
پکڑے اُسے پھلانگتا ہوا دوسری طرف بہ آمد سے میں پہنچ
گیا۔ لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ پورچ میں ایک
بڑی دیگن اور دو کاریں ضرور کھڑی تھیں۔ عمران برق رفتاری

سے اس چھوٹی سی کوکھی کے تقریباً ہر کمرے میں گھوم گیا لیکن کوکھی خالی پڑی تھی۔ پوری طرح تسلی کم لینے کے بعد عمران واپس اس کمرے کی طرف چل پڑا۔ جہاں اس کے ساتھ جکڑے ہوئے موجود تھے۔ راہداری سے ہوتا ہوا عمران جی ہی اس کمرے کے کھلے دروازے میں داخل ہوا۔ اچانک ریوالور چلنے کا خوف ناک دھماکہ ہوا اور عمران اچھل کر پیش کے بل دبلیز میں ہی گر گیا۔ مشین گن البتہ جھٹکا لگنے کی آواز سے اس کے ہاتھوں سے نکل کر کمرے کے اندر جا گئی تھی۔ عمران کو ایک لمحے کے لئے یہ احساس ہوا کہ اس کے سینے پر کوئی گرم سلاخ اندر گھرائی میں اترتی چلی گئی ہے اور دوسرے لمحے اس کا سانس حلق میں پھنس گیا۔ اس نے لاشعوری طور پر سانس نکالنے کے لئے جھٹکا کھایا لیکن سانس تو جیسے اس کے گلے میں کسی چٹان کی طرح پھنس گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کے جسم اور ذہن کے تمام احساسات جیسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فنا ہو کر رہ گئے۔

”کمال ہے عمران تو واقعی جادوگر ہے۔“ عمران کے مشین گن لے کر کمرے سے باہر جاتے ہی کمرے پر جکڑے بیٹھے لارڈ رابنسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے اب تک وہ اپنا سانس روکے بیٹھا رہا ہو۔ اور واقعی خوشن ہی ایسی تھی کہ عمران کی کمرے کی ٹانگوں پر حملہ کر کے سے اپنی کمرے کے نیچے گرانے سے لے کر سورلو پر فائبرنگ تک چند منٹ گزرے تھے وہ واقعی قیامت کے لمحے تھے۔

ان نے جس پھرتی، بے جگر می اور ذہانت سے اس قدر مختصر مدت میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی بقا کے لئے جنگ لڑی تھی۔ پورے سانس رکے ہوئے تھے۔

واقعی عمران صاحب جادوگر ہیں جس پر اسرار انداز میں انہوں نے کمرے کا میکینزم کھولا ہے۔ مجھے اب تک سمجھ میں نہیں آیا۔“

ٹردین نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ میکنزم عمران صاحب نے نہیں کھولا بلکہ کمرسٹائن۔
کھولا ہے۔ البتہ اُسے مجبور عمران صاحب نے اپنی ذہانت سے
کیا تھا۔" — ٹردین کے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے مسکرا
ہوئے کہا۔ لارڈ رابنس اور ٹردین کے تئیں آمیز فقروں سے
کمرسی پر بیٹھی جولیا کا چہرہ البتہ اس طرح کھل اٹھا تھا جیسے ار
دونوں نے عمران کی بجائے اس کی کارکردگی کی تعریف کی ہو۔
"جادوگر ہو یا نہ ہو۔ بہر حال احمق ضرور ہے۔ ہمیں کھولنے
بجائے اکیلا باہر نکل گیا ہے۔" — جولیا کے کھلے ہوئے چہرے
کو دیکھتے ہی تنویر نے بڑے جلے بھنے لہجے میں بے اختیار ہونے
ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی یہ لازماً اس سوردلو کا ہیڈ کو اڑھوگا اور غم
کے اکیلے باہر جانے سے وہ یقیناً خطرے میں گھر جائے گا۔"
جولیا نے بے اختیار چونک کر کہا۔ اور تنویر جس کا چہرہ جولیا کے
فقرے کے پہلے حصے میں اپنی تائید پا کر بے اختیار کھل اٹھا،
اس کا فقرہ مکمل ہونے تک دوبارہ سکڑ گیا۔ کیونکہ جولیا کا کمر
تیار ہوا تھا کہ وہ عمران کی جان کو خطرے میں دیکھ کر فکر مند ہو
ہے۔ اس کا مقصد تنویر کی حمایت نہ تھا۔

کیا کہہ رہے ہو تم کمرسٹائن نے کھولا ہے میکنزم۔ میں
نہیں۔" — ٹائیگر کے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹردین نے حیرت بھ
انداز میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سمجھتا ہوں۔ تم نے یہ تو دیکھ ہی لیا ہو گا کہ ان کمرسیوں کا
میکنزم اس ساخت کی عام کمرسیوں سے مختلف ہے۔ اس کی وجہ
یہ ہے کہ پیچھے والے میکنزم میں ایک خرابی موجود ہے۔ کہ یہ راڈز
کمرسی کے ایک بازو سے نکل کر دوسرے بازو میں غائب ہو جاتے
تھے۔ اس طرح کمرسی کی پشت اور راڈز کے درمیان خاصا خلا آ
جاتا ہے۔ ایک چھری پرے اور دیے پتے بدن کا آدمی آسانی سے
اس خلا سے فائدہ اٹھا کر آزاد ہو سکتا ہے۔ لیکن ان کمرسیوں میں
جو راڈز استعمال کئے گئے ہیں وہ نشست کے آخری سرور سے
نکل کر بدن کے ساتھ پیوست ہوتے ہوئے کمرسی کی پشت کے آخری
حصے میں جا کر مل جاتے ہیں۔ اس طرح بدن کو معمولی سی حرکت دینا
بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور ان میں جکڑا جانے والا چاہے کتنا ہی
دیرا پتلا ہو۔ وہ ان سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے دونوں
کاندھوں پر راڈز موجود ہوتے ہیں۔ اس طرح کلائیاں بھی جھکڑی
مخاطقوں سے جکڑی ہوئی ہیں۔ اس لحاظ سے میکنزم مکمل طور پر
فول پروف بن گیا ہے۔" — ٹائیگر نے باقاعدہ اس طرح
وضاحت کرتے ہوئے کہا جیسے یہ میکنزم اس کے ایجاد کردہ
فارمولے کے تحت تیار کیا گیا ہو۔

"ہاں واقعی یہ نئے انداز کا میکنزم ہے مگر....." — ٹردین
نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"چونکہ یہ ڈبل میکنزم ہے یعنی نشست سے پشت تک جانے
والے راڈز علیحدہ ساخت کے ہیں اور کمرسی کے بازو والے حلقے

علیحدہ ساخت کے ہیں۔ اس لئے اس ڈبل میکنزم کو بیک وقت چلانے کے لئے ہیوی میکنزم چاہیے۔ جو یقیناً سنگل میکنزم کی طرح کرسی کے عقبی پائے میں فٹ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یا تو اس کا سسٹم کسی سوئچ پنیل پر ہو سکتا ہے یا پھر فرش میں۔ جب لارڈ مابنس کو یہاں لایا گیا اور انہیں ہمارے سامنے کرسی پر جکڑا گیا۔ تو شاید آپ نے توجہ نہ کی ہو۔ لیکن میں نے عمران صاحب کو پوری طرح اس طرف متوجہ دیکھا تھا۔ اور ان کو اس طرح متوجہ پا کر میں نے بھی توجہ کی اور تب پتہ چل گیا کہ اس کا میکنزم کرسی کے عقبی پاؤں کے درمیان فرش میں موجود ہے۔ اور شاید اس لئے اس کرسی کے پائے خالصے لمبے رکھے گئے ہیں تاکہ کرسی پر بیٹھا ہوا شخص کسی طرح بھی ٹانگ موڑ کر اپنا پیر اس میکنزم تک نہ پہنچا سکے میکنزم تو میں نے دیکھ لیا لیکن ظاہر ہے اس انداز میں جکڑے ہونے کے بعد اسے کسی طرح کھولا نہ جاسکتا تھا۔ لیکن عمران صاحب کے بے مثال ذہن نے اسے کھولنے کی ایک عجیب ترکیب سوچ لی۔ اور واقعی یہ ترکیب اس قدر عجیب اور منفرد ہے کہ کم از کم میرے تو تصور میں بھی نہ آسکتا تھا اور جسے آپ سر جادوگری کہہ رہے ہیں یہ ترکیب سوچنا اور پھر درست انداز میں عمل درآمد کر لینا واقعی ذہنی جادوگری ہے۔ کرسی کے پائے لمبے ہونے کی وجہ سے کرسی کی نشست فرش سے خاصی اونچی ہو گئی ہے۔ اور نیچے اتنا غلابہر حال بن گیا ہے کہ اس میں بھاری جسم کا آدمی بھی پھنس کر لیٹ سکتا ہے۔ چنانچہ عمران صاحب نے کرسی

کو شدید غصہ دلایا۔ اس قدر غصہ کہ کرسی سٹائن پاگلوں کے سے انداز میں عمران صاحب کا گلا دبلنے کے لئے دوڑ پڑا۔ اس طرح اس کی ٹانگیں عین عمران صاحب کی کرسی کے سامنے اور نزدیک آ گئیں۔ عمران صاحب اپنی دونوں ٹانگیں پہلے ہی کرسی کی سائیڈوں میں کرچکے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی کرسی سٹائن کرسی کے سامنے رکھا عمران صاحب نے دونوں ٹانگیں تیزی سے جوڑ کر کرسی سٹائن کی دونوں پنڈلیوں پر زوردار ضرب لگائی۔ پنڈلیوں کو باہر سے اندر کی طرف زوردار ضرب لگنے کی وجہ سے کرسی سٹائن کی دونوں ٹانگیں فرش سے اکھڑ گئیں۔ چونکہ اس کے دونوں ہاتھ عمران صاحب کے گلے تک پہنچ چکے تھے۔ اس لئے اس کا جسم کمان کی طرح ہو گیا تھا اور اس کمان کی صورت میں ہونے کی وجہ سے جیسے ہی اس کے پیر فرش سے اکھڑے اور ضرب اندر کی طرف لگنے کی وجہ سے کرسی سٹائن کا آدھے سے زیادہ جسم کرسی کے نیچے خلا میں گھسٹتا ہوا اچھلی طرف کو چلا گیا۔ اور اس کے کاندھے عمران کی نشست سے قدرے باہر کو نکلے ہوئے گمے۔ عمران صاحب نے دوسری زوردار ضرب کرسی سٹائن کے دونوں کاندھوں پر اندر کی طرف لگائی۔ اور کرسی سٹائن کا بھاری جسم اور زیادہ تیزی سے کرسی کے عقب کی طرف گھسٹتا گیا۔ نتیجہ ظاہر تھا جیسے ہی کرسی سٹائن کا بھاری جسم کرسی کے عقبی پاؤں کے درمیان میکنزم پر پہنچا۔ اس کے جسم کا وزن پڑنے کی وجہ سے میکنزم دب گیا۔ اور راڈز اور حلقے کھل گئے۔ اور عمران صاحب آزاد ہو گئے۔ اس سے بیک وقت دو فائدے ہوئے ایک تو یہ

کہ کمرستان کرسی کے نیچے پھنس کر وقتی طور پر بے بس ہو گیا دوسرا
راڈز کھل گئے۔ اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ آپ کے اور میرے
سامنے ہوا۔ ٹائیگر نے وضاحت کی تو اس بار جو لیا۔ ٹرڈین
اور لارڈ رابنس کے ساتھ ساتھ تنویر کے چہرے پر بھی انتہائی حیرت
کے آثار ابھر آئے۔

"اوہ اوہ۔ کمال ہے۔ حیرت ہے۔ ایسی عجیب و غریب ترکیب
سوچنا اور پھر اس پر عمل کرنا واقعی عمران کا ہی کام ہے۔" ٹرڈین
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ ہوش میں آرہا ہے۔" اچانک جو لیا نے چیخے ہوئے
کہا۔ اور ان سب کی نظریں آسٹرم پر پڑ گئیں۔ جو ٹرڈین کے سامنے
کچھ فاصلے پر بے ہوش پڑا تھا۔ مگر اب اس کے جسم میں حرکت محسوس
ہو رہی تھی۔ جب کہ اس کا دوسرا سا بھتی اُسی طرح بے حس و حرکت
پڑا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے آسٹرم کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ چند
لمحے تو وہیں پڑے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر اس کی
آنکھوں میں شدید ترین نفرت کے آثار ابھر آئے۔ وہ تیزی سے
اٹھ کر بیٹھ گیا بلکہ اس نے حبیب سے ریو اور بھی نکال لیا۔ اُسے
ریو اور نکالتے دیکھ کر سب کے چہرے سخت ہو گئے۔ کیونکہ اس کا
عمران کی عدم موجودگی میں ہوش آ جانے کا مطلب ان سب کی
یقینی موت تھی۔

"تم نے سب کو ہلاک کر دیا۔ میں تمہیں نہ چھوڑوں گا۔"
آسٹرم نے انتہائی غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور

پھر اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے ریو اور کا رخ ٹرڈین کی طرف کر دیا۔ لیکن
اس سے پہلے کہ وہ ٹرگر دباتا کھلے دروازے سے باہر راہداری
میں تیز قدموں کی آواز ابھری۔ یقیناً آنے والا عمران تھا۔ اور
قدموں کی آواز سننے ہی آسٹرم کا ہاتھ تیزی سے دروازے کی
طرف گھوما اور پھر اس سے پہلے کہ ٹرڈین یا دوسرے سا بھتی
چیخ کر عمران کو اصل صورت حال بتاتے بیک وقت دو امور
وقوع پذیر ہو گئے۔ عمران ہاتھ میں مشین گن پکڑے دروازے پر
نظر آیا۔ اور آسٹرم نے ٹرگر دبا دیا۔ چنانچہ ریو اور چلنے کے
دھماکے کے ساتھ ہی عمران اچھل کر پشت کے بل وہیں دھیز پر گرا۔
اور اس کے ہاتھ میں موجود مشین گن جھٹکا کھا کر اڑتی ہوئی ٹرڈین
کے تقریباً پیردوں کے قریب آگئی۔ عمران کے اس طرح گرتے ہی
جو لیا کے حلق سے بے اختیار دہشت بھری چیخ نکلی۔ عمران نیچے
گر کر صرف ایک لمحے کے لئے تڑپا پھر ساکت ہو گیا۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ میں سب کو مار دوں گا سب کو۔" آسٹرم
کے حلق سے فانتحانہ قہقہہ نکلا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے تڑپ کر
مشین گن اٹھانے کے لئے اس پر جھپٹا ہی تھا کہ ٹرڈین کی دونوں
ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئیں۔ اور سمٹ کر مشین گن
پر جھپٹے ہوئے آسٹرم کی گردن کے گرد پڑیں اور دوسرے لمحے
چہرے بدن کا آسٹرم بڑی طرح چیخا ہوا ٹرڈین کی کمرسی کے نیچے
اس کے عقبی طرف گھستا چلا گیا۔ مشین گن بھی اس کے جسم کے ساتھ
ہی گھسٹتی ہوئی پیچھے کی طرف چلی گئی تھی۔ دوسرے لمحے کھٹاک کی

آواز سنائی دی اور ٹردین کی کمرسی کے راڈز کھل گئے۔ ٹردین آزاد ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ اور سامنے پڑے ہوئے اس ریوالور پر جھپٹا جسے آسٹرم وہیں چھوڑ کر مشین گن کی طرف پکارتے پھر ریوالور اٹھا کر اس نے اسی انداز میں پلٹنے کی بجائے ایک لمختہ سائیڈ پرم جھلانگ لگائی اور عین اُسی لمحے مشین گن کی گولیوں کی بوچھاڑ سیدھی اس جگہ سے گزرتی چلی گئی جہاں ایک لمحے پہلے ٹردین موجود تھا۔ دوسرے لمحے ریوالور کا دھماکہ ہوا اور آسٹرم کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ پشت کے بل نیچے جا گرا۔ اس کے نیچے گرنے سے پہلے ٹردین نے اُسے دوسری گولی بھی مار دی اور پھر وہ دوڑتا ہوا اس کے ہاتھ کے قریب گرنے والی مشین گن کی طرف بڑھ گیا۔ آسٹرم فرش پر گم گم کر ترپنے کے باوجود مشین گن کو دوبارہ پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا کہ تیسری گولی نے اس کی کھوپڑی کے پمزے اڑا دیئے۔ ٹردین نے رہائی کے لئے بالکل وہی ترکیب استعمال کی تھی۔ جو پہلے عمران نے استعمال کی تھی۔

”عمران کو دیکھو عمران کو“۔ جولیا نے ہڈیاں انداز میں چھیختے ہوئے کہا اور ٹردین مشین گن اٹھلے پارے کی طرح تڑپ کر مڑا اور واقعی انتہا درجے کی تیز رفتاری سے وہ دہلیز میں پڑے ہوئے عمران کی طرف دوڑ پڑا۔

”ادہ ادہ۔ عمران صاحب کے سینے میں گولی لگی ہے۔ ادہ ان کی حالت خراب ہے“۔ ٹردین نے مرط کو ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”مجھے کھولو۔ مجھے کھولو“۔ جولیا نے وحشت زدہ انداز میں کہا۔ اور ٹردین دوڑتا ہوا واپس آیا۔ اس نے کمرسی کے عقب میں جا کر پہلے جولیا کو راڈز سے آزاد کیا اور پھر وہ ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا آزاد ہوتے ہی پاگوں کے سے انداز میں دوڑتی ہوئی عمران کی طرف بڑھ گئی۔ ٹائیگر بھی آزاد ہوتے ہی اس کے پیچھے دوڑا۔ اور آخر میں تنویر بھی آزاد ہوتے ہی ادھر ہی لپکا۔

”ان کا فوری آپریشن کرنا ہوگا۔ پانی کا بندوبست کمزور۔ میں آپریشن کرتا ہوں۔ پہلے دیکھو شاید یہاں میڈیکل باکس بھی ہے“۔ ٹائیگر نے چہختے ہوئے کہا۔ اور تنویر اور ٹردین سر ملاتے ہوئے تیزی سے راہداری میں دوڑتے چلے گئے۔

”عمران بچ جائے گا ناں۔ پلیز ٹائیگر اسے بچاؤ“۔ جولیا نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”دعا کریں مس جولیا“۔ ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے منہ سے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں بھی نمی تیرنے لگی تھی۔ کیونکہ عمران کی حالت واقعی بے حد خراب ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھیں آدھے سے زیادہ اوپر کو چڑھ گئی تھیں اور سانس تک کم آ رہا تھا۔ گولی جہاں لگی تھی اس جگہ کو دیکھ کر ہی احساس ہوتا تھا کہ اس بار عمران کا بچ جانا شاید ممکن نہ ہو سکے۔

”ادہ کاشش۔ میں ٹاپ پرائز ڈاکٹر کو ہم کو ہی دے دیتا۔ کم از کم ان جیسا عظیم آدمی تو بچ جاتا“۔ لارڈ رابنسن نے کمرسی سے بٹھ کر آہستہ آہستہ چل کر عمران کے قریب آ کر کہا۔ یہ وہی لارڈ رابنسن،

تھا جو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے معصوم بچوں پر ہولناک لٹ
ہوتا دیکھ کر بھی اپنے اصولوں سے ہٹنے پر تیار نہ ہوا تھا۔ وہی
لاڈرا بنسن اب عمران کو اس حالت میں دیکھ کر از خود اپنا امو
چھوڑنے پر تیار ہو گیا تھا۔

"میڈیکل باکس مل گیا ہے۔" اسی لمحے تنویر نے بے تحاشہ
دوڑ کر آتے ہوئے کہا۔ اس نے ہاتھ میں ایک بڑا سا باکس تھا۔
ہوا تھا۔ اور اس کے چہرے پر بھی ایسے تاثرات تھے جیسے وہ کہ
انتہائی عزیز ترین ہستی کو سچانے کے لئے بے چین ہو۔ ٹر دین بھی
اس کے پیچھے بالکل اسی انداز میں بھاگا چلا آ رہا تھا۔ اس کے ہا
میں پانی کی دو بڑی بڑی بوتلیں تھیں۔

اور پھر ٹائیگر نے کسی ماہر ڈاکٹر اور سرجن کی طرح کام شروع
کر دیا۔ اس نے پہلے عمران کے بازوؤں میں یکے بعد دیگرے
تقریباً چار انجکشن لگائے۔ ان انجکشنوں سے عمران کی ڈوبتی ہوا
نبض قدرے بحال ہو گئی۔ زخم پانی سے صاف کر کے جیسے ہی
آپریشن کے لئے ٹائیگر نے نشتر سنبھالا۔ جو لیا سمیت سب
ساکھتوں کو جیسے سکتہ سا ہو گیا تھا۔ ان سب کے چہرے ابر
اور ناامیدی کی ملی جلی کیفیات کی وجہ سے عجیب سے دکھائی دے
رہے تھے۔ جیسے وہ بیک وقت مر بھی رہے ہوں اور زندہ بھی
رہے ہوں۔ ٹائیگر ہونٹ بھینچے آپریشن میں مصروف تھا اور ان
کی نظریں اس کے ہاتھوں کے ساتھ ساتھ عمران کے چہرے
احاطہ کئے ہوئے تھیں۔ یوں لگتا تھا سوائے ٹائیگر کے باقی سب

کے جسم جیسے پتھر کے سے ہو گئے تھے۔ صرف آنکھیں گردش کر رہی تھیں۔
ن لگتا تھا جیسے پتھر کے جسموں میں کسی نے زندہ آنکھیں لگا دی ہوں۔
پندرہ گھنٹوں بعد ٹائیگر نے خون میں لٹھری ہوئی گولی باہر نکال لی۔ اور اس
نے بعد اس نے نہ صرف زخم صاف کر کے اُسے بینڈیج کرنا شروع
کر دیا بلکہ اس نے ایک بار پھر یکے بعد دیگرے مختلف انجکشن لگنے
مردع کر دیئے۔

"کاش۔ عمران صاحب کو بروقت کسی ہسپتال تک پہنچایا جا
سکتا۔" اچانک ٹائیگر کے منہ سے نکلا اور جویا کا دل دھک
سارہ گیا۔ اس کا چہرہ اتنی تیزی سے زرد پڑتا گیا کہ جیسے اس
کے جسم میں موجود خون اچانک بھاپ بن کر اڑ گیا ہو۔

"کیا کیا مطلب۔ کیا....." تنویر نے انتہائی
بے چین لہجے میں کہا۔ اور اس سے فقرہ بھی مکمل نہ ہو سکا تھا۔
"نفی نفی چانس ہے۔ کیونکہ خون کی شدید کمی ہو گئی ہے۔ اور
اس جیسے آپریشن میں خون کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ مگر یہاں خون
پسے دیا جاسکتا ہے۔ بہر حال اشد ہر بانی کمرے گا۔ وہ قادر مطلق
ہے۔" ٹائیگر نے دھیمے مگر گلوگیر لہجے میں کہا۔ اور اس کا فقرہ
مل ہوتے ہی جویا ایک لخت وہیں دبلیز میں ہی سجدے میں گر پڑی۔
سب کے ہونٹ بھینچ گئے۔ ٹائیگر عمران کی نبض پکڑے بیٹھا ہوا
تھا۔ پھر اس نے نبض چھوڑی اور میڈیکل باکس میں سے دو اور
انجکشن نکال کر اس نے ایک بار پھر عمران کے بازو میں انجکشن لگنے
مردع کر دیئے۔ انجکشن لگانے کے بعد اس نے دوبارہ عمران

کی نبض کپڑی۔ کمرے میں ایسا سکوت طاری تھا جیسے وہاں زندہ انسان سرے سے موجود ہی نہ ہوں۔

"خدا یا تیرا شکر ہے۔ تیرا شکر ہے۔" — ایک لحظہ ٹائیگر کے منہ سے مسرت بھری آواز نکلی اور سب ساکت بیٹھے۔ اس طرح اچھلے جیسے ٹائیگر کے اس فقرے نے ان کے جسموں پر اچانک روح پھونک دی ہو۔ جو لیا نے بھی ایک جھٹکے سے سجدے سے سر اٹھالیا۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا۔ "بچ گیا عمران بچ گیا۔" — جو لیا نے انتہائی امید بھرے لہجے میں کہا۔

"کسی حد تک مس جو لیا۔ اللہ تعالیٰ کا دست کرم حرکت میں آ رہا ہے۔ نبض اب ابھرنے لگی ہے۔ ورنہ پہلے مسلسل ڈوب رہی جلی جا رہی تھی۔" — ٹائیگر نے کہا۔ اور چند لمحوں بعد نبض جوڑی اور ایک اور انجکشن لگا دیا۔ انجکشن لگانے کے چند منٹ بعد خوشی سے اچھل پڑا۔

"خدا یا تیرا شکر ہے۔ تو واقعی بے حد رحیم ہے۔ مبارک، عمران صاحب اب خطرے سے باہر ہو چکے ہیں۔ ویسے اگر ٹائیگر صاحب اور چند لمحے اپنے راڈز نہ کھول سکتے تو پھر عمران کا جاننا ناممکن ہو جاتا۔" — ٹائیگر نے کہا۔ اور اس کا چہرہ فرط سے کپکپا رہا تھا۔ اور جو لیا نے جلدی سے عمران کی نبض پکڑ لی دوسرے لمحے اس کے چہرے پر بھی مسرت کی کہکشاں سی چمک لگی۔ نبض بتا رہی تھی کہ عمران واقعی اب خطرے کی حد سے با

آگیا ہے۔

"اسی لئے میں نے کہا تھا کہ یہ احمق ہے۔ پہلے ہمیں کھولتا پھر باہر جاتا۔" — اسی لمحے تنویر نے بڑا سامنے بٹلتے ہوئے کہا۔ اور ٹوومین اور لارڈ رابنس حیرت سے تنویر کو دیکھنے لگے جو چند لمحے پہلے عمران کی خاطر خود مرنے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ مگر اب عمران کے خطرے سے باہر آتے ہی اس نے جلی کٹی سناپی شروع کر دی تھی۔ "مسٹر ٹائیگر۔ کیا آپ سر حین ہیں؟" — لارڈ رابنس نے حیرت بھرے انداز میں ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر حین۔ جی نہیں۔ البتہ ہنگامی آپریشن کی تربیت مجھے عمران صاحب نے دی ہوئی ہے۔" — ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "مگر جس طرح آپ نے آپریشن کیا ہے۔ مختلف انجکشنز لگائے ہیں اور پھر اس قدر نازک آپریشن بغیر خون کا انتظام کئے کرنا۔ یہ سب کیسے ممکن ہے؟" — لارڈ رابنس کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں نے بتایا تو سے لارڈ صاحب کہ میں عمران صاحب کا شاگرد ہوں اور بس۔" — ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ "حیرت ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں۔ عمران نے کبھی طب اور خاص طور پر سرجری کی تعلیم نہیں لی۔ اور تم صرف اس کے شاگرد ہو۔ کم از کم اس قدر پیچیدہ اور نازک آپریشن ان حالات میں کر سکتے ہو۔ میرا خیال ہے بڑے سے بڑا سرجن بھی اس حالت میں آپریشن کرنے سے انکار کر دیتا۔" — لارڈ رابنس کی حیرت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

"لارڈ رابنسن۔ سرجن نے صرف مریض کی سرجری کرنی ہوتی۔ جب کہ میں نے عمران صاحب کی نہیں بلکہ اپنی روح کی سرجری میرے اور سرجن میں بس یہی بنیادی فرق ہے۔" ٹائیگر۔ ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے عمران نے کہا۔ "آٹھ گھنٹے کھول دیں اور ٹرڈین نے اسے بوتل سے پانی پلانا شروع کیا۔" ٹاپ پرائز کے اصل حقدار تو تم ہو ٹائیگر۔ اس آپریشن کے تمہیں سرجری کا ٹاپ پرائز ملنا چاہیے۔ اور نہ صرف ملنا چاہیے بلکہ ابلے گا۔ ہر صورت میں ملے گا۔ اور شاید زندگی میں پہلی یہ انعام تمہیں دیتے ہوئے مجھے حقیقی مسرت ہوگی۔" لارڈ رابنسن نے جذبات میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔ "کمال ہے۔ گولی میں نے کھائی اور پرائز تم ٹائیگر کو دے رہے ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اس طرح دیتے ہو تم ٹاپ پرائز میں خواہ مخواہ یہ سمجھ کر سٹائن سے لڑتا رہا کہ ٹاپ پرائز اس کی بنیاد پر ملتا ہے۔" عمران نے دھیمے لہجے میں کہا اور پھر آہستہ بند کمر لیس۔ اور لارڈ رابنسن بے اختیار ہنس پڑا۔ "تم ٹاپ پرائز لے کر کیا کر دے گے۔ تمہاری زندگی ہی تمہارے ٹاپ پرائز سے عمران۔" لارڈ رابنسن نے ہنستے ہوئے کہا۔ "خالی زندگی سے میرے باورچی آغا سلیمان پاشا کی سالی تنخواہوں اور ادور ٹاکم کا بل ادا نہیں ہو سکتا۔ مجبوری ہے۔" عمران نے دوبارہ آنکھیں کھولتے ہوئے کہا اور لارڈ رابنسن آہستہ بار پھر ہنس پڑا۔

"خاموش رہو عمران۔ زیادہ مست بولو۔ اس وقت تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے۔" جولیا نے تقریباً ڈانٹتے ہوئے عمران سے کہا۔ "اس وقت کا کیا مطلب۔ ہر وقت کہو۔ ظاہر ہے تم حالت ٹھیک ہونے کا موقع دو گی تو حالت ٹھیک ہوگی۔" عمران نے ہنس کر اتے ہوئے کہا اور جولیا نے بے اختیار سرما کر منہ دوسری طرف کر لیا۔ "بس ذرا سا ہوش آیا اور بکو اس شروع ہو گئی۔ پتہ نہیں کس مٹی کے بنے ہوئے ہو۔" تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بول ہی پڑا۔ "مٹی۔ ہونہ۔ کاش یہ مٹی کا بنا ہوا ہوتا۔ یہ تو پتھر کا بنا ہوا ہے پتھر کا۔" عمران کے بولنے سے پہلے ہی جولیا نے بے اختیار جذبات میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اٹھ کر کمرے کے اندرونی طرف کو بڑھ گئی۔ اور لارڈ رابنسن اور ٹرڈین دونوں اس بار بے اختیار مسکرا دیئے۔ وہ اب جولیا کی عمران کے متعلق کیفیت کو اچھی طرح سمجھنے لگ گئے تھے۔

موبائل: 0300-7945523

پتہ: سیدہ جہانگیر

موبائل: 0300-7945523

پتہ: سیدہ جہانگیر

موبائل: 0300-7945523

پتہ: سیدہ جہانگیر

موبائل: 0300-7945523

پتہ: سیدہ جہانگیر

موبائل: 0300-7945523

پتہ: سیدہ جہانگیر

موبائل: 0300-7945523

پتہ: سیدہ جہانگیر

موبائل: 0300-7945523

پتہ: سیدہ جہانگیر

موبائل: 0300-7945523

پتہ: سیدہ جہانگیر

موبائل: 0300-7945523

پتہ: سیدہ جہانگیر

موبائل: 0300-7945523

پتہ: سیدہ جہانگیر

موبائل: 0300-7945523

پتہ: سیدہ جہانگیر

موبائل: 0300-7945523

مکتبہ المدینہ

ٹیکسٹ میٹرل کالج اور لائبریری سٹور

موبائل: 0300-7945523, 0333-6871755

45

23-24

آئندہ ناول

ٹیکسٹ میٹرل کالج اور لائبریری سٹور
موبائل: 0300-7945523, 0333-6871755

ہارڈ مشین
مصنف: مظہر کلیم ایم۔ اے

ناشران:
یوسف برادرز
پاکے گیٹ ملتان

موبائل: 0300-7945523, 0333-6871755